بعون خالق کون و مکان ہمسن خلائق زمین و آسمان

کتاب لاجواب تصنیف جالینوس زمان بوعلی دوران حکیم نصر اللہ خان صاحب متخلص بوصال

در مخزن

حاوی احوال پرملال شہادتین حضرت امام حسن و امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام

مطبع نامی منشی نولکشور میں زیبا مطبوع ہوئی

فہرست کتاب مستطاب شہادت معدن دہ مخزن

التماس

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست ا
شائع کو چھاپہ تمام جگہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شایقان اصلی حال کتب
ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب متفرقات
کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے
حاصل ہو

کتب متفرقات دینیہ

شبیہ احمدی۔ سراپاے ختم المرسلین کا بیان مولفہ
جمال الدین حسن خان۔
مثنوی زایر۔ دعوت قبایل قریش مصنفہ نواب شیر علیخان
دوازدہ مجلس مسمی بہ ریاض الازہار فی احوال سید الابرار
مولفہ مولوی وجیہ الدین محمد رضوی۔
مزار کربلا۔ حالات معرکہ کربلاے معلے مولفہ
منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی۔
مہر نبوت۔ نکت پیغمبری تصنیف نواب محمد مردان علیخان نظام
رموز القرآن۔ اوقاف قرآن کا بیان مولفہ
مولوی محمد حسین علی ہاتفی شاہجہانپوری۔
آثار محشر۔ علامات قیامت کا حال۔
صبح کا ستارہ۔ حال بہشت و دوزخ و قیامت
مولفہ مولوی عباس علی۔
قیامت نامہ بہشت نامہ مولفہ مولوی فیاض الحق
آثار قیامت۔
اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت۔ ترجمہ
مولوی فخر الدین۔
[illegible]اق العارفین ترجمہ احیاء العلوم۔ کامل چار جلد
[illegible] مولوی بشارت علیخان۔

ابوالخیر مولوی محمد معین الدین مشہو[illegible]
تحفۂ درود ملقب بخیر الکلام
رسالہ کسب الانبیا۔ معنفہ مو[illegible]
شجرۂ طغراے۔ اسماے دو[illegible]
و صنعت کاری کولوی یاد علی خوشن[illegible]
دہ مجلس منظوم۔ معرکہ شہادت [illegible]
مشمول چودہ مجلس۔
جنگ نامۂ کربلا۔
مجموعۂ توشۂ عقبے۔ اوراد وظا[illegible]
مع خواص و نامہای مبارک رسالت پنا[illegible]
معین البکا معروف بہ دہ مجلس مع [illegible]
مشہور بہ چہل مجلس تصنیف نواب سید [illegible]
مجموعۂ نود و نہ نام۔ شامل چند رسا[illegible]
۱۔ دعاے مغنی۔ ۲۔ قصیدۂ برد[illegible]
قصیدۂ بانت سعاد۔ ۴۔ قصیدہ [illegible]
دعاے سریانی۔ ۶۔ قصیدۂ اویس قر[illegible]
انوار محمدی۔ بیان اختلاف فرق
تصنیف محمد امیر اکبرآبادی۔
شرح چہل حدیث۔ تصنیف
مجموعۂ وفات نامہ۔ قصیدۂ [illegible]
قصۂ حضرت دائی حلیمہ نبوت نامہ معروف

مولود شریف شہید نثر - واضح خط از مولوی غلام امام شہید
ایضاً - خرد -
میلاد مصطفوی - بروایات امامیہ تصنیف
مولوی وزیر حسن -
حدیقۂ میلاد - در فضائل وولادت حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ -
نسب نامہ - رسول مقبول حال بعثت سے وفات تک
تاریخ مدینہ ترجمۂ جذب القلوب - ترجمہ
مولوی عبد الحق بریلوی
نور نامہ وشمائل نامہ نور محمدی اور شمائل کا بیان ہے
خدا کی رحمت - حال پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسرار نبوت - وفضائل نبوت - نعم البدل مولود شریف
یہ تینون کتاب مصنفہ منشی محمد ظہیر الدین ہین -
محامد خاتم النبیین - غزلیات محامد مین مؤلفہ
مفتی امیر احمد امیر -
سرور القلوب - فی ذکر المحبوب معجزات پیغمبر کا بیان
مؤلفہ مولوی محمد نقی علیخان -
گلدستۂ محسن - در محامد پیغمبر شامل رسائل -
۱ - مدیح خیر المرسلین - ۲ - مخمس نعتیہ ۳ - مثنوی صبح تجلی
۴ - سراپاے رسول اکرم - مؤلفہ مولوی محمد محسن -
خمسۂ محمدیہ - در فضائل پیغمبر تصنیف مولوی
نجم الدین نجم -
مجموعۂ نسیم جنت - قصیدۂ نعتیہ وخیابان فردوس
وفضائل درود - مؤلفہ مولوی محمد کافی -
سبیل الجنان - ترجمۂ تکمیل الایمان
مصنفہ میر علی تخلص امیر -
تذکرۃ الجمعہ - فضیلت جمعہ مین مصنفہ نواب
مولوی قطب الدین خان -
فلاح دارین - آداب معاشرت شرعی مؤلفہ ایضاً

موضح الحق - مسائل جزئیہ دین مؤلفہ ایضاً
تحفۃ الزوجین - میان بی بی کے باہمی حقوق
اور اونکی معاشرت -
احکام العیدین - مؤلفہ ایضاً
تحریم النساء - رشتہ دارونکی کون عورتین حلال
ہین اور کون حرام یعنی جنکے ساتھ نکاح درست نہین عام مؤلفہ ایضاً
رسالہ کلیمہ باب الحج - احکام حج کا بیان مصنفہ منشی
محمد سعید انور علی -
فضائل الشہور والصیام فی اوراد اللیالی والایام
مہینون اور روزہ صیام کی فضیلت مؤلفہ مولوی محمد رمضان
سراج السالکین - ترجمۂ منہاج العابدین - جو
مصنفہ حضرت امام غزالی ہے مترجمہ مولوی منیر -
گلدستۂ کرامات - در خرق عادات وکرامات حضرت
غوث الاعظم مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری -
رسالہ عجالۂ رادیہ - در امتناع بازی شطرنج معروف
برسالہ شطرنج مؤلفہ مولوی عبد اللہ بلگرامی -
گلزار جنت - نعماے جنت کا بیان مصنفہ نواب
قطب الدین خان -
ترغیب الفرقان - در فضائل قرآن مؤلفہ
منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی -
تاریخ مکہ معظمہ - احوال بناے کعبہ وفضائل مؤلفہ
حاجی محمد فخر الدین خان -
ضمان الفردوس - مؤلفہ مفتی عنایت احمد -
مرج البحرین فی فضائل الحرمین - کعبہ اور مدینے کے
بزرگیون کا بیان - مؤلفہ مفتی محمد عبد الغفار -
عقد الجواہر مسمی بہ مؤید الشعراء - جواز وعدم جواز
شاعری کا بیان شرعی طور سے مؤلفہ ابو عبد العزیز
معروف بہ سید منظور احمد -
مجموعۂ جوشن صغیر وکبیر - مترجم مع درود دہلوی
ودعاے کمیل -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس خداے بے نیاز کو کہ اوسنے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور زمین و آسمان اور جن و آدم واسطے ذات پاک صاحب لولاک کے موجود کیے اور آل و اصحاب اوس پیغمبر عالیجناب کو سب خلق اللہ مین مسعود کیے اور درود و سلام رسول مقبول پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونکا نام ہے اور ساری انبیاء اور مرسلین سے اور ملائک مقربین سی برتر اونکا مقام ہے اور اونکی آل و اصحاب پر کہ وہ پیشواے دین مین اور رہنماے یقین ہین آمی پر بعد حمد و صلوۃ کے کہتا ہے حقیر پر تقصیر سراپا جرم و عصیان نصر اللہ ابن حکیم ثناء اللہ خان علیہما الرحمۃ والغفران بہ فضل رب الانس والجان کہ محبت آل نبی کی صلی اللہ علیہ وسلم عین ایمان ہے او نفس عرفان ہے چنانچہ فرمایا حق تعالی نے بیچ قرآن شریف کے قُل لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنے کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کہ نہین طلب کرتا مین تمسے اوپر ابلاغ اور ارشاد کے کچھ اجر اور عوض یعنی ہین جو تمکو ارشاد کرتا ہون اور ہدایت کرتا ہون اور نیک راہ دکھاتا ہون اسپر کچھ اجورہ اور عوض نہین چاہتا ہون تمسے مگر دوستی بیچ قرابتیون میری کے یعنی مگر یہ چاہتا ہون کہ میری قرابتیون سے محبت اور دوستی رکھو اور رکھنا روایت ابن عباس سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قراتی تیرے کونسے ہین

جوشن صغیر مترجم —
طریقۂ حسنہ مصنفہ حکیم رحمان علیخان مدار المہام ریواں —
وصیت نامہ مع رسالۂ دانشمندی تصنیف
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی —
قصۂ ماہ رمضان — مصنفہ عبد اللہ خان —
حکایات الصالحین فی حالات الصادقین —
مؤلفہ مولوی منظور احمد —
اسرار المحبت — تصنیف منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی
مناہج النبوۃ — ترجمہ مدارج النبوۃ مصنفہ خواجہ
عبد المجید دو جلد میں —
رانڈوں کی شادی یعنے شرعاً حسب رضامندی
ہوے کے اوسکی شادی کر دینا درست ہے مؤلفہ
مولوی عبد الرحیم دہلوی —
مجموعۂ سمجھ بوجھ — و فضائل درود تاج —
وظیفۂ شغل کلمۂ طیب —
اوراد فتحیہ — مع دعاے رغائب — مترجم
از امیر کبیر ہمدانی —
اوراد نقشبندیہ —
شرح قصیدہ بردہ نظم مصنفہ مولوی غلام جیلانی گوپاموی
مجموعۂ اوراد مستندہ شامل اوپر سولہ رسالہ کے —
۱ — رسالہ مسبعات عشر — ۲ — اوراد فتحیہ — ۳ —
حزب البحر — ۴ — حزب الاعظم — ۵ — دلائل الخیرات
۶ — کبریت احمر — ۷ ثلاثیات امام بخاری — ۸ —
چہل حدیث — ۹ قصیدہ بردہ — ۱۰ — حزب البحر
۱۱ — حزب الوسیلہ — ۱۲ — حزب التداوی — ۱۳ —
حزب ابن العربی — ۱۴ قصیدہ مضریہ — ۱۵ —
قصیدہ منفرجہ — ۱۶ — استغاثات — باعث
اجتماع و اشاعت مجموعہ جناب مستجمع کمالات علوم
عقلی و نقلی مولوی عبد العزیز سابق صدر الصدور
حال پنشن دار رئیس مچھلی شہر

سید الاوراد — مؤلفہ مولوی محمد جان عرف محتشم جان
گلدستۂ فضائل چار یار — مع فضائل اہل بیت
مؤلفہ مولوی محمد تصدق گھڑاج پوری —
مواعظ حیدریہ — مصنفہ سید غلام حیدر خاں
اکسٹرا اسسٹنٹ —
مؤید القرآن مصنفہ علی بخش خاں صدر الصدور گورکھپور
مجموعۂ رسائل — شامل پنج رسالہ —
۱ — سعادت نامہ — ۲ منہاج العارفین — ۳ — صد پند
۴ — رسالہ عبد اللہ انصاری ۵ — تحفۃ الملوک و
مؤلفہ مولوی جمیل الدین —
مجموعۂ رسائل شامل نو رسالہ ذیل —
۱ — رموز العارفین ۲ فضائل نامہ — ۳ — شمائل نامہ
۴ — آفرینش نامہ ۵ — معراج نامہ ۶ — اعجاز نامہ — ۷ —
اعراز نامہ ۸ خواب نامہ ۹ — قصۂ شاہ روم — مؤلفہ
ناصر اللبیب فی اسماء الحبیب تصنیف حکیم ناصر علی
گلشن پنج باغ — منظوم مقامات مذہبی مصنفہ
حاجی امید علی خان —
اعانۃ المسلمین فی امور الدین مصنفہ مولوی محب الدین
تذکرۃ الشہدا — منظوم واقعات کربلا —
روضۃ الشہدا موسوم بہ گنج شہیداں — مؤلفہ
حکیم امانت علی —
شہادت نامۂ آل نبی مصنفہ شیخ امام بخش ناسخ
مرثیۂ ظہیر — مصنفہ منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی —
معجزۂ آل نبی شہادت نامہ و معجزہ سر مبارک امام ہمام
مجموعۂ معجزات شق القمر — معجزہ خواب وغیرہ ہفت معجزے
عناصر الشہادتین حالات شہادت شہدا و خلفاے کرام از...
سر الشہادتین — مترجم معرکہ کربلا بسند احادیث
از مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی —
تقریر الشہادتین — شرح فارسی سر الشہادتین
از مولانا سلامت اللہ —

کہ جنکی دوستی ہمپر واجب ہوئی آپنے فرمایا وہ علی اور فاطمہ اور دونون اوسکے فرزند یعنی حسن اور حسین ہین فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ خدا کا مسلمان جب ہوتا ہی کہ مجھکو دوست زیادہ رکھو اپنی جان سی اور میری اہل و
عیال کو دوست زیادہ رکھی اپنی اہل و عیال سی اور ہووے ذات میرے دوست اور عزیز زیادہ نزدیک اوسکی ذات
اپنی سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ اولاد اپنی کو تین خصلتین ایک تو محبت نبی اپنے کی دوسرے
محبت اوسکی اہل بیت کی تیسرے پڑھنا قرآن کا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کیطرف خطاب کرکر کہ
قسم اوس شخص کی کہ جان میری اوسکی ہاتھ مین ہی یعنی خدا تعالی کی کہ آدمی بہشت مین جب داخل ہونگے کہ مسلمان
ہونگے اور مسلمان جب ہونگے کہ جب تمکو دوست رکھین گے اور تمسے محبت کرینگے واسطے خدا کے اور واسطے
رسول خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ دوست رکھے گا مجھکو اور ان
دونون کو یعنی حسن اور حسین اور اونکے باپ کو اور اونکی مان کو وہ ہوگا ساتھ میرے بہشت مین میرے
درجہ مین یعنی باعتبار رفع حجابات کے لیکن چاہیے جاننا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دوستی کے
واسطے نہین فرمایا ہی بلکہ غرض یہ ہی کہ اونسے دوستی کرو اور اونکے علوم کی اور خوبیون کی پیروی کرو اور
بھی دوستی وہ ہی کہ دوست دوست کا پیرو ہووے اور اوسکے طریقہ پر چلے ایسا ہی لکھا ہی علماء نیک دین نے
اور فضلاء خوش یقینی نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اوس شخص کی کہ جان میری بیچ ہاتھ اوسکی کے ہی
جو شخص کہ بغض رکھیگا ایک شخص سی بھی کہ وہ شخص میرے اہل بیت مین سے ہوگا مقرر داخل کریگا اوس
بغض رکھنے والے کو حق تعالی بیچ آتش دوزخ کے اور فرمایا جو کہ بغض رکھیگا اہل بیت سے پس وہ
منافق ہی اور فرمایا خطاب کرکر حضرت فاطمہ کیطرف سلام اللہ علی النبی وعلیہا کہ یا فاطمہ تحقیق ہی یہ بات
کہ اللہ تعالی غضبناک ہوتا ہی اور غصہ مین آتا ہی بسبب غضب اور غصہ تیرے کے یعنی جس سے کہ تو ناخوش اور
ناراض ہووے تو اوسپر غضب خدا کا ہوتا ہی اور حق تعالی راضی ہوتا ہی ساتھ رضاء اور خوشی
تیری کے یعنی جس سے کہ تو راضی اور خوش ہووے اوس سی حق تعالی راضی اور خوش ہووے
پس جو شخص کہ اذیت دیگا ایک شخص کو بھی اولاد فاطمہ مین سے پس وہ اس خطرہ عظیم مین پڑیگا
یعنی غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا اسواسطے کہ یہ اذیت ناخوش کریگی فاطمہ کو اور جو شخص کہ دوست رکھیگا
اولاد فاطمہ کو وہ حقتعالی کی رضامندی اور خوشی کی بشارت مین داخل ہوگا بسبب رضامندی
فاطمہ کے علی النبی وعلیہا السلام روایت ہی دارقطنی سے کہ آئی حضرت امام حسن درحالیکہ طفل اور لڑکے

تھے مسجد نبوی مین اور اوسوقت حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑہ رہے تھے کہ حضرت ابوبکر سے کہا اوترو میرے باپ کے مقام پر سے پس کہا حضرت ابوبکر نے کہ سچا ہے تو قسم خدا کی تحقیق یہ مقام تیرے باپ کا ہے پھر حضرت امام حسن کو اوٹھاکر اپنی گودی مین بٹھایا اور جوش محبت اہل بیت سے بہت روئے اور حضرت امام حسین نے یہ معاملہ کیا تھا حضرت عمر سے اور حضرت عمر نے بھی حضرت امام حسین کو کہ طفل صغیر تھے اوٹھاکر اپنے پہلو مین بٹھایا تھا اور کہا تھا کہ ہمارے سرون پر بال تیرے باپ ہی کے اوگائے ہوئے ہین یعنی ہمکو عزت اور رفعت اور شرف تیرے باپ ہی کے سبب سے ہے الغرض اہل بیت کی قدر صحابہ جانتے تھے اور صحابہ کی قدر اہل بیت جانتے تھے نقل مشہور ہے ولی را ولی می شناسد سو اونکو اور کون پہچان سکتا ہے اور بزرگیان انکی اور کون جان سکتا ہے اور کمالات اونکے کون بیان کرسکتا ہے مثنوی آل احمد کی شان لبس ہے بلند ✽ حق تعالے نے وہ کیے ہین پسند ✽ واسطے اونکے سب زمین و زمان ✽ ذات رب نے بنائے ہین یاران ✽ جنت و حور و روضہ رضوان ✽ روح و ریحان و کوثر و غلمان ✽ عرش و کرسی و انجم و افلاک ✽ آتش و باد و آب و خطہ خاک ✽ سب ہین یہ ذات مصطفی کے لیے ✽ اور اولاد مرتضی کے لیے ✽ برگزیدہ خدا کے ہین وہ سب ✽ رب سے وہ خوش ہین اونسے خوش ہے رب ✽ دوستی فرض اونکی حق نے ✽ ہمکو ایمان کی نشانی دی ✽ یعنی جو ہے محب آل رسول ✽ وہی مومن ہے اور ہے مقبول ✽ دشمن اہل بیت ہے جو وہ روسیہ دوجہان مین مطرود ✽ عشق آل نبی خدا اوسے ✽ ہمکو اور حب مصطفی دیوے ✽ جائے وصال محب آل نبی ✽ خادم و دوست عیال نبی ✽ حق سے کیجو دعا یہی ہربار ✽ ہو مجھے عشق حیدر کرار ✽ مے حیدر سے مین رہون مخمور ✽ ہر دو کونین مین بفرح و سرور ✽ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کچھ معاملہ کریگا اولاد عبدالمطلب سے یعنی اہل بیت سے پس اوپر میرے ہے جزا دینی اوسکی جبکہ مجھسے ملاقات کریگا یعنی قیامت کو اور فرمایا جو کہ رنج دیگا میرے ایک بال کو پس تحقیق اذیت دیگا مجھکو اور جو کہ مجھکو اذیت دیگا پس تحقیق خدا کو اذیت دیگا اور فرمایا تحقیق مثل اہل بیت میرے کی تم مین مثل نوح کی کشتی کے ہے جو اوسمین سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو سوار نہوا وہ ہلاک ہوا یعنی ڈوبا یعنی محب اور پیرو آل نبی کی نجات پانیوالے ہین گویا کشتی مین نوح کی سوار ہین اور دشمن اہل بیت کے طوفان عذاب مین غرق ہونے والے ہین کہ وہ دو جہان مین ذلیل اور خوار ہین فرد چہ غم دیوار امت راکہ باشد چون تو پشتیبان ✽ چہ باک از موج بحر آنراکہ باشد نوح کشتیبان ✽ قطعہ انکی دیوار کو نہین خطرہ ✽ کہ نبی و علی ہین پشتیبان ✽ موج طوفان سے ڈرین کیون ہم ✽ نوح خود اسجگہ ہے کشتیبان ✽ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہم نے بہت ثابت رہنے والا تم مین سے اوپر صراط کے وہ شخص ہوگا کہ جسکو تم مین سے شدت سے اور افراط سے محبت ہوگی میرے اہل بیت کے ساتھ اور میرے اصحاب کے ساتھ اور فرمایا حضرت حسنین کے حقمین کہ یہ دونون فرزند ہین میرے اور میری بیٹی یعنی فاطمہ کے ہین خدایا تحقیق مین دوست رکھتا ہون اُن دونونکو تو بھی دوست رکھ ان دونونکو اور دوست رکھ اوس شخص کو کہ ان دونونکو دوست رکھے اور ذکر آل عبا کا اور اولاد

مصطفی کا صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان کرنا مناقب اور فضائل اور محامد فواضل انکے کا افضل عبادت ہی اور موجب سعادت ہی اسواسطی کہ ایک تو اسمین بجالانا فرمان برداری حضرت باری کا ہی کہ حق تعالی نی کلام اللہ مین فرمایا ہی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ یعنی ای پر نعمت پروردگار اپنے کا پس ذکر کر تو حاصل یہ ہی کہ نعمت کا ذکر کرنا اور اوسکی خوبی کا بیان کرنا یہ بھی شکر کرنا ہی اور وجود خباب مصطفی کا صلی اللہ علیہ وسلم اور ظہور اونکا سید الابرار کا رحمت شامل اور نعمت کامل ہی پس اس نعمت عظمی کی اور اس عطیہ کبری کے مناقب اور فضائل کا بیان کرنا گویا شکر بجالانا ہی اور دوسری سنانا ان بزرگون کے اخبار کا اور دریافت کرنا ان خوبون کے آثار کا تاثیر عظیم رکھتا ہی بیچ زائل کرنے زنگ عصیان کے آئینہ دل وجان سے اور بیچ حاصل کرنے نور ایمان اور عرفان کے اور ان مقربان درگاہ ذی الجلال کی عبادت اور ریاضت اور استقامت اور ہمت اور صبر و شکر کا معلوم کرنا موجب توفیق و ہدایت کا اور سبب رغبت اور ہمت کا ہوتا ہی واسطے طالب کے پس ذکر خیر ان ذوات عالی صفات کا بمنزلہ صحبت بابرکت کے ہی اور تیسرے ذکر کرنا محبوبان آلہی کا اور محبان درگاہ کا باعث نزول رحمت کا اور سبب وصول قربت کا ہی تنزل الرحمة عند ذکر الاخیار یعنی نازل ہوتی ہی رحمت نزدیک ذکر احوال نیک بختون نیکوکارون کے فرمایا آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر علی عبادة ذکر کرنا علی کا عبادت ہی پس ذکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اولاد کا کہ وہ جز ہین آپکے بطریق اعلی عبادت ہی اور چوتھے یہ ذکر خیر خالی قراءة درود اور آیات کلام اللہ سی نہین کہ جابجا اس بیان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہی اور درود پڑھی جاتی ہی اور اکثر جا اسمین کلام اللہ کی مذکور ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ پڑھنا آیات کلام اللہ کا اور درود کا بڑی عبادت ہی الغرض اس ذکر مین فوائد دینی و دنیوی بھرے ہوئے ہین ساتھ ادنی تامل کے معلوم ہوتے ہین اور رونا اور غمگین ہونا اوپر وفات سید الکائنات اشرف المخلوقات کے صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر شہادت اہل بیت والا صفات کی موجب ثواب کا اور ترقی درجات کا اور باعث کفارہ سیئات کا ہی اور علامت رحمت کی اور دلیل شفقت کی ہی روایت ہی حضرت بلال سی جو آنکھ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رودیگی وہ آنکھ دوزخ کی آگ نہ دیکھی گی اور صحاح احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان کے گناہ بسبب اندوہ اور غم کے کہ اوسکو لاحق ہوتا ہی جھڑ جاتے ہین اور اونکی بخشش ہوتی ہی پس غم اہل بیت کا کہ انسان کو ہووے سب غمون سی زیادہ تر ہی بیچ سبب ہونیکی واسطی کفارہ سیئات کی اور واسطے حصول ثواب و نجات کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے البکاء من الرحمة والصراخ من الشیطان [illegible] اور چلانا شیطان کیطرف سے

ہی اور فرمایا آنسو آنکھ کے اثر رحمت کا ہی اور جو کہ رحم کرے اور رحم دل مین رکھتا ہو اوس شخص پر رحم
نہین کیا جاتا یعنی خداے تعالی اوسپر رحم نہین کرتا اور فرمایا وہ چیز کہ ہو دل سی اور آنکھ سے پس وہ خدا سی ہی یعنی غم کرنا
سی اور رونے سے حق تعالی راضی ہوتا ہی اور وہ کہ ہو زبان سے اور ہاتھ سی پس وہ شیطان سی ہی یعنی چلانے سے
اور بیان کرنے سے اور ماتم کرنے سے اور پیٹنے سے شیطان خوش ہوتا ہی کہ انسان گنہگار ہوتا ہی اور یہ بات خرد
و کلان اور دانا اور نادان کو سبکو معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم حسین سے دنیا مین اپنی زندگی
مین روئے ہین جبکہ حق تعالی نے آپکو شہادت حضرت امام حسین کے سی خبر دی ہی اور بعد آپکی وفات کے جبکہ
حضرت امام حسین کے شہادت ہوئی ہی تو حضرت ام سلمہ نے اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے آپکو خواب مین دیکھا
کہ آپکا حال پریشان ہی اور چشم گریان ہی پس رونا غم اہل بیت مین پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور
نشانی محبت جناب مصطفوی کی ہی کہ وہ عین ایمان ہی اور شہادت حضرت امام حسین کی وہ امر ہی کہ آسمان و
زمین اور جن اور انسان سب اوسپر روئے ہین الغرض رونا غم حسین مین موجب ثواب بیحساب کا ہی فرد
آخر ہر گریہ ما خندہ الیست * مرد آخر بین مبارک بندہ الیست * فرد نکتہ تو مجھکو ای ناصح کہ رونا تجھکو زحمت ہی کہ
یہ گریہ حق مین اس عاصی کے تو باران رحمت ہی * پس ان امور کو ملحوظ خاطر فاتر کرکر دل مین اس خاکپاے
محبان آل عبا نے اور قطرہ دریاے اہل صفا نے یہ ارادہ کیا ہی کہ ایک کتاب مختصر بیچ ذکر مناقب اہل بیت
نبوی کے اور بیان شہادت اولاد مرتضوی کے اس ترتیب سے تالیف کیجاوے کہ احوال سب مسلسل ہووے
اور بیان مین باعتبار تقدیم و تاخیر کے کچھ خلل ہووے اور احوال آل عبا کی اصل و فرع کا اوسمین تھوڑا تھوڑا
سب ہو تو قصہ پر غصہ شہادت عظمی کا ساتھ انتظام کے مرتب ہو اور غایت اور غرض اس کتاب سے یہ ہی کہ
مسلمان اوسکو پڑھکر اور سنکر بیچ حاصل کرنے کمال محبت اہل بیت کے مشغول ہوویں تو خدا تعالے اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقبول ہوویں اور بادہ حب آل نبی سے صلی اللہ علیہ وسلم سرشار رہین اور اونکے غم اور درد مین گرفتار رہین
اور غم حسین مین زار زار روویں اور نامہ اعمال اپنا اشک سے دھوویں تا گناہوں سے پاک ہوویں اور
پسندیدہ صاحب لولاک ہوویں اور اس گنہگار کو بھی اجر عظیم ہو اور مہربان اسپر حضرت کریم ہوا پس اس بندہ
خاکسار ذی الجلال نے یعنی نصر اللہ متخلص وصال ہی کتابہین معتبرہ جمع کرکر اور اونمین سی احوال تھوڑا سا چنکر
اس چھوٹی سی کتاب کو مرتب کیا اور وہ کتابین کہ جنسے یہ احوال لکھا ہی یہ ہین مشکوۃ شریف ترجمہ مشکوۃ کہ شیخ
عبد الحق محدث نے لکھا ہی رحمۃ اللہ علیہ مفتاح النجا نزل الابرار تحفۃ المحبین صواعق محرقہ تہذیب التہذیب

ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ معارج العلی فے مناقب المرتضی شواہد النبوت مدارج النبوت معارج النبوۃ
روضۃ الاحباب روضۃ الصفا فصل الخطاب اور تواریخ کی کتابون مین کہ روایات ضعیفہ ہین بندہ درگا
غالب یہ ہی کہ اونکو تحریر کیا اور اکثر روایات صحیح اور قوی کو ہی لکھا اور روضۃ الاحباب کی جلد ثانی مین اور
روضۃ الصفا مین کہ روایتین صحیح اور غیر صحیح اور ضعیف اور قوی ہین اور رطب اور یابس بہت کچھ لکھا ہے
اس ذرہ بمقدار تربیت یافتہ علماء نامدار نے ان دو کتابون مذکورہ مین سے حتی المقدور اکثر اور اغلب صحیح اور
قوی روایتون کو استخراج اور انتخاب کیا ہی اور وہ روایتین کہ مخالف مذہب اہل حق کے ہین اونمین سے
ایک بھی نہین تحریر کی الغرض اس مختصر کے صحیح اور معتبر ہونیمین اس سراپا قصور نے نہین تقصیر کی اور اس
کتاب کو اوپر دس باب کے کہ ہر ایک کا نام مخزن رکھا ہی مشتمل کیا اور ہر مخزن کو اوپر فصول اور فوائد
کی متضمن کیا اور نام اسکا ده مخزن رکھا امید قوی جناب ایزدی سے ہی کہ یہ کتاب مقبول جناب رسول کی
ہووے صلی اللہ علیہ وسلم اور پسند خاطر اولاد بتول کے ہووے علیہم التحیۃ والرضوان وعلی المولف الرحمۃ والغفران

مخزن پہلا بیچ ذکر خیر جناب رسالت مآب شفیع المذنبین سید المرسلین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارباب سیر اور اصحاب باہنر بروایات معتبرہ صحیحہ قویہ لکھتے ہین کہ حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بعد اللہ تعالے کے بزرگی اونپر ختم ہی عرب کے قوم مین سے ہین اور اولاد حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کی سے صلوۃ اللہ علی نبینا وعلیہ اور قریشی ہاشمی ہین اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی دادا اون کے سلسلہ مین ایک مین ایک شخص ہی کہ نام اوسکا نضر ہی ساتھ نون اور ضاد نقطہ دار کے
اور لقب اوسکا قریش ہی پس جو کہ اوسکی اولاد مین ہین اونکو قریش کہتی ہین اور لغت مین قریش ایک جانور کا نام ہے
کہ وہ سمندر مین ہوتا ہی سمندر کے سب جانورونمین سے بڑا ہی پس جو کہ نضر بیچ قوم اپنی کے سب سے امتیاز رکھتا
تھا بیچ بزرگی کے اور بڑے ہونے مرتبہ اور قدر کے اور منزلت کے اسلیئے لقب رکھا گیا ساتھ قریش کے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے باپ کا نام ہاشم ہی پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد عربی
قریشی ہاشمی کہتی ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اسطرح ہی اسمین کچھ خلاف نہین کہ
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد مین سے ایک شخص ہی کہ نام اوسکا ہی عدنان اوسکا بیٹا معد اوسکا بیٹا نزار و
اوسکا بیٹا مضر اوسکا بیٹا الیاس اوسکا بیٹا مدرکہ اوسکا بیٹا خزیمہ اوسکا بیٹا کنانہ اوسکا بیٹا نضر اوسکا بیٹا مالک
اوسکا بیٹا فہر اوسکا بیٹا غالب اوسکا بیٹا لوی اوسکا بیٹا کعب اوسکا بیٹا مرہ اوسکا بیٹا کلاب اوسکا بیٹا

قصی اوسکا بیٹا عبد مناف اور عبد مناف کے گھر ایک وقت اور ایک ساعت دو لڑکے جوڑوان پیدا ہوئے
اور پیشانی ایک کی دوسرے کی پیشانی سے جوڑی ہوئی تھی اور چمٹی ہوئی تھی ہر چند جدا کرتے تھے اور چھڑاتے
تھے جدا نہوتی تھی اور نہ چھوٹتی تھی آخر کو اُن پیشانیونکو تلوار سے جدا کیا اور ایک کا نام ہاشم اور دوسرے
کا نام عبد شمس رکھا ایک عقلمند نے عرب مین سے یہ ماجرا سنکر کہا کہ لائق یون تھا کہ پیشانیونکو اور چیز سے
جدا کرتے تلوار سے جدا نکرتے جو تلوار سے جدا کیا ہی چاہیے کہ ہمیشہ انمین اور اُنکے اولاد مین تلوار چلتی رہے
اور آپسمین لڑائی اور جھگڑا ہوتا رہے اور جیسا کہ اوس عقلمند نے کہا تھا خدا تعالی کی قدرت سے ویسا ہی
درپیش آیا چنانچہ وہ معاملہ کہ درمیان حضرت امام حسین علے نبینا وعلیہ السلام کے اور یزید مردود کے ہوا گویا
اثر اون پیشانیون جدا کرنیکا تھا کہ حضرت امام برحق ہاشم کی اولاد مین ہین اور یزید بنی امیہ سے ہی کہ امیہ
عبد شمس کی اولاد سے ہی اور عبد مناف کا بیٹا ہاشم اور اوسکا بیٹا عبد المطلب اور اوسکا بیٹا عبد اللہ
پدر بزرگوار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عبد اللہ ساتھ کمال حسب اور جمال نسب کے اور
لطف گفتار کے اور حسن کردار کے قریشی جوانون سے امتیاز رکھتا تھا اور بسبب نور محمدی کے کہ اوسکی پیشانی مین
جھلکتا تھا نہایت خوبصورت اور زیبا طلعت تھا کہ اپنے عہد مین یوسف ثانی بلکہ خوش منظر اوس سے بھی زیادہ
تر تھا اور عورتین پریچہرہ اور حور پیکر اور ناہید وش اور خورشید منظر عرب کی شیفتہ جمال اور طالب وصال اوسکی
کی ہوتی تھین اور اوسکے عشق اور محبت کے دریا مین بے اختیار اپنی تئین ڈبوتی تھین اور عبد اللہ ساتھ توفیق ربانی
اور تایید سبحانی کے اون شوخ چشمون سے احتراز کرتا تھا اور دامن پارسائی کو حرام کی پلیدی سے نہ بھرتا تھا القصہ
عبد اللہ کا بیاہ ساتھ آمنہ کے کہ نہایت خوبصورت اور پاکیزہ طینت تھی موافق درخواست وہب بن عبد مناف کے
کہ باپ آمنہ کا ہی اور نسب آمنہ کا یہ ہی کہ وہ بیٹی وہب کی اور وہ بیٹا عبد مناف ثانی کا اور وہ بیٹا زہرہ کا اور
وہ بیٹا کلاب پس نسب اوسکا ساتھ نسب عبد اللہ کے بیچ کلاب کے جاکر ملتا ہی اور یہ عروسی اور دامادی بیچ مکہ
شریف کے بسبب بہت ماتمونکا ہو گئی کہ قریب دو سو عورتونکے افسوس اور حسرت کھا کر مر گئین اور بہت سی بیبیان
شیرین لب اور شکر گفتار سوز عشق اور محبت عبد اللہ کی سے اور درد جدائی سے بیمار اور زار و نزار ہو گئین اور
عبد اللہ کے نو بھائی اور چھ بہنین تھین الغرض عبد المطلب کی دس بیٹے ہین پانچ مشہور ہین ایک عبد اللہ
باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے حمزہ تیسرے عباس چوتھے ابوطالب پانچوان ابولہب بڑا
کافر ہوا اور بالاتفاق اور کفر کے موافق [illegible] جس رات بی بی آمنہ کو حمل رہا اور نور محمدی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ کی پیشانی سے جدا ہو کر آمنہ کے شکم مین جلوہ گر ہوا اوس رات سب آسمانون کے
فرشتون کو فرحت تازہ اور خوشنودی بے اندازہ حاصل ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام اوپر کعبہ کے کوٹھے کے نازل ہوئے
اور تخت پر بیٹھے اور تمام زمین کیطرف فوجین بشارت اور خوشخبری بھیجوائی کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیچ آمنہ کے
آیا تو بہترین خلق اوس سے پیدا ہوگا اور اوسکی امت سب امتون سے بہتر ہوگی اور اوس رات تخت شیطان کا
اوندھا ہو گیا اور چالیس رات دن وہ ملعون دریا اور جنگلون مین لوٹتا پیٹتا پھرا یہانتک کہ سیاہ اور سوختہ ہو گیا
پھر وہ ملعون کوہ بوقبیس پر چڑھا اور چلایا اور بہت اونچے فریاد کی اور شور مچایا یہان تک کہ تمام اولاد اور ذریت اسکی
جمع ہوئی اور سب نے اوس سے پوچھا کہ سبب اس فریاد و زاری کا کیا ہی اوس مردود نے کہا اے فرزندو
یقینی یہ بات ہی جانو کہ ہلاکت ہماری ثابت ہوئی اور سب شیاطین ذلیل و خوار ہوئے کہ محمد بن عبد اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ شکم آمنہ کے قرار پکڑا کہ اشرف اولین اور آخرین کا ہی بتون کو توڑے گا بدعتون
کو باطل کریگا شراب کو اور جوئے کو حرام کریگا خبرین آسمانکی ہم پاس آنی موقوف ہوجاوینگی اور وہ عدل و انصاف
کریگا ظلم کی بنیاد ڈھاویگا زمین کو ساتھ مسجدونکے زینت دیگا ساری دنیا مین دین توحید کا ظاہر کریگا
امت اوسکی سب امتون سے بہتر ہوگی شرک نہ کریگی اور علی ہذا القیاس کہ اوس ملعون نے کہا اور بہت افسوس
کیا ابن عباس سے روایت ہی اوس رات کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ذات آمنہ کے متصل
اور ملنے والی ہوئی تمام عرب کے کاہنون نے کہ غیب سے خبرین کہتے تھے اوپر اس حال کے مطلع ہو کر
آپسمین اسبات کے پیغام بھیجے اور اطلاعین کرین اور بیچ مشرق اور مغرب کے سب جانورون پرند اور چرند اور
دریائی اور صحرائی ذابحر ہمجنسونکو بشارتین دین اور خبرین کہین کہ اب وہ وقت آیا کہ دنیا ساتھ نور محمد ابو القاسم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی و روشن ہوگی اور جانور قریش کو گویا ہوئے اور یہ بولے کہ آن
ممہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاملہ ہوئین کہ وہ امانت دار زمین و چراغ
اور روشنی بخشنے والا زمانہ کا ہوگا اور ایک روایت یہ ہی کہ اوس رات کے صبحکو تمام بت سارے جہان کے
سرنگون اور اوندھے ہو گئے تھے اور تخت ابلیس کا اوندھا پڑا تھا اور تخت سب بادشاہونکے اوندھے
ہو گئے تھے اور زبان بادشاہونکی اور حکم کرنیوالون سردارونکی گونگی ہو گئی تھی کہ کلام نکر سکتے تھے القصہ
بی بی آمنہ حاملہ تھین کہ عبد المطلب نے عبد اللہ کو درانثناء حمل کے واسطے تجارت کے ملک شام کیطرف بھیجا عبد اللہ
شام سے پھر کر آتے تھے کہ مدینہ مین داخل ہو کر بیمار ہوئے اپنے باپ کے قرابتیون مین چند روز رہکر وفات پائی اور

[...]ن دفن کیے گئے اور وہین اونکی قبر ہوئی یہ خبر آمنہ کو عبد المطلب کو اور سب کنبے قبیلہ کو پہونچی ملال بسیار اور غم
[...]شمار بیچ خاطر اونکے راہ پانیوالا ہوا اور عمر عبد اللہ کی چھبیس برس کی ہوئی تھی کہ موت نے اوسکے وجود کے محل کو
[...]ڈھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنوز شکم مادر میں تشریف فرماتھے خلوتخانہ شکم سے بیچ صحن صحراے دنیا کے
[...]خرامیدہ نہوے تھے مثنوی ملک دنیا سراے فانی ہی ؛ وہم باطل یہ زندگانی ہی ؛ کوئی دنیا مین خوبصورت ہو ؛
گرچہ حور و پری کی صورت ہو ؛ موت اوسکا شکار توڑ رہے ہی ؛ جب وہ توڑے تو کون جوڑے ہی ؛ گل گلزار پر ہے
گرچہ بہار ؛ اوسکے در پے ہے پر خزان کا خار ؛ نہ ہا آہ یوسف کنعان ؛ مر گئے اور لاکھا خوبان ؛ نہ کسیکی بہار ہے
باقی ؛ نہ محافل نہ مطرب وساقی ؛ اوٹھ گئے یار یادگار رہی ؛ جان اس غم مین بیقرار رہی ؛ غم جدائی کا سخت
تہ ہی وصال ؛ کس سے ہووے بیان اسکا حال ؛ **فصل** جاننا چاہیے کہ بعد وفات عبد اللہ کے
اندک مدت مین نشانیان جننے کی آمنہ کو درپیش آئین اور جس روز کہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پیدا ہوئے اوس رات مین عجایب اور غرایب آمنہ نے دیکھے اگر وہ سب بیان کیے جاوین تو کتاب
بہت بڑی ہو جاوی اسواسطے بعضی بعضی بات بطریق اختصار کے لکھی جاتی ہی چنانچہ آمنہ نے مکہ مین اپنے گھر کو
روشن دیکھا اور بوقت تشنگی کے پردہ غیب سے دودھ ظاہر ہوا اور وہ اوسنے پیا کہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور
فرشتون کو دیکھا کہ ہوا مین استادہ اور کھڑے ہین چھاگلین چاندی کی ہاتھون مین لیے ہوئے اور حورونکو دیکھا
اپنے پاس بیٹھے ہوئے اوسکو حیرت تھی کہ یہ مرد اور عورتین کون ہین اور کہانسے آئی ہین اور دیکھا کہ حجاب
سب اوٹھ گئے ہین اور مشرق سے مغرب تک سب معلوم ہوتا ہی اور دیکھا جسوقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیدا ہوئے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور ہاتھ آسمانکی طرف اوٹھائے واسطے دعا کے اور ہاتف غیبی کی ندا آئی
کہ اے آمنہ اسکا نام محمد رکھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **فائدہ** چاہیے جاننا کہ بعضی روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جسکا نام
احمد یا محمود یا محمد ہوتا ہی دوزخ مین وہ نہین پڑتا اور جسکا نام ان تین نامون سے ہووے یا عبد اللہ ہووے
اوسکے گھر مین فقر اور فاقہ نہین آتا اور جو کہ اپنے فرزند کا نام محمد یا احمد رکھے بجہت دوستی محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے وہ شخص بھی اور اوسکا فرزند ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ بہشت کے داخل ہوتا ہے
اور جو مومن کہ فرزند اپنے کا نام محمد رکھتا ہی اور اوسکو پکارتا ہی یا محمد کہکر تمام فرشتے حامل عرش کے کہتے ہین لبیک
یا ولی اللہ اور اوس سے کہتے ہین بشارت ہو تجھکو یا ولی اللہ کہ تو ہمارا شریک ہی بیچ طاعات اور عبادات کے یعنی
حق تعالی اوسکو دن قیامت کے ثواب حاملان عرش کا دیگا اور جو کہ اپنے فرزند کا نام محمد رکھتا ہی اوس فرزند کی

عمر دراز ہوتی ہی اور اوسکی نسل مین برکت ہوتی ہی اور اوس رات مین عبد المطلب نے اور وقت ولادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی نے عجائب اور غرائب مشاہدہ کیے اور دیکھے کہ قلم رقم اونکی سے عاجز ہی القصہ بیالیس برس
نوشیروان کی حکومت کو ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے الغرض نوشیروان کی عہد حکومت مین آپ
متولد ہوئے ہین اور بیچ پیغمبری عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے اور پیدا ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
چھ سو برس ہوتے ہین الغرض جسدن کہ اصحاب فیل کعبہ ڈھانے کو فوجین لیکر آئے تھے اور حق تعالی نے اونکو
ابابیل کے ہاتھ سے ہلاک کیا اوس سے پچاس اور پانچ دن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے
اور جسوقت کہ پیدا ہوئے تمام عالم مین عجیب نشانیان ظاہر ہوئین چنانچہ ایک یہ ہی کہ نوشیروان کے محل کو شدت سے
لرزہ ہوا کنگرے اوسکے محل کے گر گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول کی گیارھوین تاریخ دوشنبہ کی
یعنی پیر کی رات کو یا شنبہ کی صبحکو پیدا ہوئے اور وہ گھر کہ جسمین پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بیچ مکہ کے جو ساتھ سرای محمد ابن یوسف کی مشہور ہی زقاق المولد کے کوچہ مین بیچ بنی ہاشم کے اور لوگ اوس گھر کی
زیارت کرتے ہین اور اوس سے برکت لیتے ہین القصہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آمنہ نے شیر
اپنا پلایا پھر ثوبیہ نے پلایا پھر حلیمہ پلاتی رہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو دایہ ہین ثوبیہ اور حلیمہ
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزیر عاطفت عبد المطلب کے کہ دادا آپکے ہین اور آمنہ کے کہ والدہ آپکی
ہین پرورش پائی یہانتک کہ چھ برس کی عمر کو پہونچے اور ان چھ برس مین بیشمار کرامتین اور عجائب باتین
وجود مبارک سے ظاہر ہوتی رہین کہ اکثر تاریخ کی کتابونمین لکھی ہین الغرض چھٹا برس تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی عمر کا کہ آمنہ اوس خلاصہ آسمان و زمین کو اور نقاوہ مکان و مکین کو یعنی سید المرسلین شفیع المجرمین کو
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ اپنے لیکر واسطے ملنے خویش و قبیلہ کے بیچ مدینہ کو آئین بعد چند مدت کے مدینہ سے مکہ کو
چلین اثناء راہ مین جبکہ منزل ابوا مین پہونچین بیمار ہوئین اور جان اپنی خدای کریم کے حوالہ کی اور وہین دفن
کی گئین اور اوسی جگہ اونکی قبر ہوئی پس بی بی ام ایمن اوس در یتیم کو یعنی رسول کریم کو مکہ مین لائی اور عبد المطلب کے
سپرد کیا عبد المطلب بیچ تربیت اور تعظیم اور تبجیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان و دل سے رات دن مشغول
رہتے تھے جبکہ عمر حضرت خیر البشر سید و بحر و بر کی آٹھ برس کی ہوئی آٹھوین برس عبد المطلب پر مرض موت
غالب آیا عبد المطلب نے حضرت محمد کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طالب کے سپرد کیا اور بہت وصیتین اور نصیحتین
اور [illegible] رخت زندگانی کا اس سرای جاودانی

کیطرف کھینچا اور رحلت کی عمر عبد المطلب کی ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی فصل چاہیے جاننا کہ حضرت
آٹھوین برس کی عمر سے عبد المطلب سے جدائی پاکر تا قریب زمانہ ہجرت کے بیچ دامن رعایت ابو طالب کی پرورش پائی
اور تربیت اوٹھائی اور گذارہ اپنا کیا اور اوسی برس یعنی آٹھوان برس تھا حضرتؐ کی عمر کا کہ بادشاہ
نوشیروان کی وفات ہوئی اور اوسکا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا اور حاتم طائی بھی اوسی برس موا اور جبکہ حضرت
پچیس برس کے ہوئے ابو طالب نے عقد نکاح حضرت کا ساتھ خدیجہ بنت خویلد کے کیا کہ ساتھ کثرت مال کے
اور حسن و جمال کے اور عقل اور کمال کی قریش کی عورتون پر فضیلت رکھتی تھین اور اکثر قریش کے سردار اونکے
پیغام اوسنے رد کر دیے تھے اور اوس دُر بے بہا یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خود مائل ہوئی
تھی فائدہ جاننا چاہیے کہ جب حضرت تیس برس کے ہوئے حضرت شاہ مردان شیر یزدان اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ابو طالب کے گھر پیدا ہوئے تیرہوین تاریخ رجب کی جمعہ کے دن اور
حقیقت آپکے پیدا ہونیکی یہ ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو کہ والدہ شریفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہین نو مہینے
حمل کو ہوئے تھے کہ واسطے طواف کعبہ شریفہ کے کعبہ مین آئین طواف کر رہین تھین کہ درد زہ کا اوٹھا اور در خانہ
کعبہ کے اندر پوشیدہ ہو گئین اور عین خانہ کعبہ مین حضرت شاہ پیدا ہوئے سوای حضرت شاہ کے کسی کو یہ شرف
نہین ہوا کہ سوا اونکے اونسے پہلے اور اونسے پیچھے کوئی خانہ کعبہ مین پیدا نہین ہوا بعد اوسکے حضرت فاطمہ بنت اسد
اوس گوہر صدف ایزدی کو لیکر اپنے گھر آئین اور ابو طالب کو بشارت دی ابو طالب نے زید نام رکھا اور فاطمہ
اسد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لاکر علی نام رکھا اور ہنوز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شیر
پستان مادر سے نہ پیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طالب کے گھر رونق افزا ہوئے تھے اور نزدیک علی کے
پنگوری کی گئے کہ فاطمہ نے کہا اے فرزند دلیرانہ اس طفل پاس ہٹ جا کہ اس شیر خصلت نے منھ باپ کا اور
چہرہ مان کا اپنے پنجے سے چھیل ڈالا ہے مبادا کہ تجھ سے گستاخی کرے آپنے فرمایا کہ مجھ سے ایسا کام نکریگا جس وقت آپ پنگوری
کی نزدیک ہوئے مرتضی علی سوتے تھے کہ جو ہین بوے گیسوی عنبرین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دماغ مین
اور مشام مین پہونچی وہین آنکھین کھول دین اور نظر اوپر جمال جہان آرای سید کائنات افضل المخلوقات کے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈالی اور بہت ہنسے حضرت نے پنگوری مین سے اوٹھا کر اپنی گود مین لٹایا اور منھ اپنا اونکے
منھ پر رکھا اور زبان اپنی اونکے دہن مین داخل کی کہ حضرت علی نے دیر تک وہ زبان مبارک چوسی بعد
اوسکے دودھ ماں کا پیا اور حضرت علی کے دو بھائی اور تھے ایک حضرت عقیل اور دوسرے حضرت جعفر لیکن آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی تربیت بہت فرماتی تھی اور اپنی بغل اور کنار مبارک مین پرورش
کرتے تھے جبکہ حضرت علی پانچ برس کی عمر کو پہونچے قحط اور خشک سالی مکہ مین وارد ہوئی اور قریش مین تنگی اور
بی برگی نمودار ہوئی ابوطالب کہ عیالدار تھے بہت حیران و پریشان ہوئے حضرت عباس نے کہ چچا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھائی ابوطالب کے تھے جعفر کو اپنے پاس رکھا اور خور و پرداخت اونکی کی ابوطالب
سبکبار ہوئے اور عقیل ابوطالب ہی کے پاس رہے اور حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کفالت مین
پرورش فرمائی اور حضرت علی ہمیشہ آپکی خدمت مین رہے اور جبکہ عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس برس کو پہونچی
حضرت فاطمہ سلام اللہ علی محمد وعلیہا حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئین طاہر مطہر یعنی پاک و پاکیزہ اور جسوقت کہ پیدا ہوئین
ایک نور اونمین سے چمکا کہ اوس نور نے مکہ کے سب گھرونکو گھیر لیا بلکہ وہ نور مشرق سے مغرب تک پہونچا اور جبکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اڑتیس برس کی عمر کو پہونچے آوازین غیب سے سننے لگے اور روشنائیان اور نور
دیکھنے لگے لکھا ہے کہ قریب زمانہ رسالت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درختون اور پتھرون سے آواز آتی تھی
کہ السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راہ مین آواز کسی شخص کی سنتے کہ کہتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پھر جو نگاہ کرتے کوئی معلوم نہوتا اور نور الٰہی اسقدر آپکے دل روشن پہ چھایا تھا کہ آثار ماسوے اللہ کے
خاطر مبارک سے محو ہو گئی تھی اور محبت حق تعالیٰ کی یہان تک اوپر طبیعت ہمایون کے غالب آئی تھی کہ آثار اغیار
سے کوئی نشان نرہا تھا اور اختلاط اور ملنا جلنا خلق سے موقوف ہو گیا تھا چنانچہ عقلمند عرب کے کہتے تھے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہین عاشق ہو گیا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا مین کہ ایک پہاڑ ہے کئی کئی
دن جا کر تشریف رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت کرتے تھے کبھی کبھی حضرت خدیجہ کے حجرے مین آکر توشہ
کھانے کا واسطے لیجاتی تھی بالجملہ وہ سرور کون و مکان فخر زمین و زمان مدتون تک اس روش سے گلشن عبودیت
کو ساتھ آب اخلاص کے سرسبز اور شاداب کرتے تھے اور گوہر شب چراغ عرفان کو بیچ شب ظلمانی اور روز نورانی
کے بیچ مخزن باطن کے روشن رکھتے تھے یہان تک قلب روشن اونکا مورد آیات الٰہی کا ہوا اور خاطر مبارک
اونکی محل ودیعت اسرار بادشاہی کی ہوئی روح الامین نے گوش ہوش ہمایون کو ساتھ گوہر الفاظ اور کلمات
قرآنی کے زینت دی اور سینہ بے کینہ مبارک کو ساتھ علوم لدنی کے اور رموز آسمانی کے نمودار لوح کا کیا آفتاب
نبوت کا مطلع بطحا سے طالع ہوا اور کوکب رسالت کا ذروہ کوہ حرا سے شارق ہوا فصل چاہیے جاننا کہ جب
عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس کی ہوئی اور اکتالیسوان برس شروع ہوا روز دوشنبہ کو

یعنی پیر کا دن تھا اور تاریخ سترھوین کی تھی کہ جبرئیل امین کوہ حرا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلائی دئے اور سورت اقرأ کی سکھائی اور اپنا پاشنہ زمین پر مارا کہ چشمہ پانی کا اوس سے پیدا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا اور نماز پڑھنی سکھائی اور بتائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ حرا سے محل مبارک مین تشریف فرما ہوئے حضرت خدیجہ ایمان لائین اور دوسرے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ دس برس کے تھے ایمان لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی ساتھ نماز پڑھتے رہے القصہ تین برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو پوشیدہ دعوت اسلام کرتے رہے اور ہدایت فرماتے رہے بعد اوسکے موافق حکم آلہی کے آشکار اور ظاہر دعوت اسلام کی اور قبول کرنے احکام شریعت کے کرنے لگے قریش متفق ہوئے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتا تھا اور کوئی جادوگر اور شاعر بتاتا تھا اور ابولہب اور قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج اور اذیت گوناگون پہونچاتی تھی اور جو لوگ مسلمان ہوگئے تھے نہایت عاجز اور مغلوب ہو رہے تھے اور غلبہ کافرون کا حد سے زیادہ تھا اور کافر مسلمانونکو ستاتے تھے مارتے تھے اور گالیان دیتے تھے اور ارادہ قتل کرنے مسلمانون کا ہمیشہ کرتے تھے لیکن حفاظت حق تعالے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانونکی شامل حال تھی اور جبکہ پچاس برس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر گذری اور دسوان برس ہوا رسالت اور پیغمبری کو ابوطالب نے اس جہان فانی سے طرف دار جاودانی کے رحلت کی اور تین دن بعد ابوطالب کے وفات سے حضرت خدیجہ قید خانہ دنیا کو چھوڑکر روضہ رضوان مین رونق افزا ہوئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غم و الم سخت لاحق ہوا کہ محل شریف سے کبھی باہر بھی کم تشریف لاتے تھے اور بارھوان برس تھا پیغمبری کو اور باون برس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی کہ اوس جناب کو معراج ہوئی اور جبکہ تیرپن برس کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور تیرھوان برس ہوا پیغمبری کو ساتھ حکم الٰہی کے حضرت مکہ کو چھوڑکر مدینہ مین تشریف لائے اور وہین اقامت اور رہنا مقرر کیا اور اصحاب حضرت کے بھی مدینہ مین آئے کہ اونکو مہاجرین کہتے ہین اسواسطے کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنے وطن کو کہ مکہ تھا چھوڑا اور مدینہ والون اصحاب کو انصار کہتے ہین کہ اونھون نے نصرت یعنی مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لاکے ترقی اسلام کی بہت ہوئی اور ملکون مین دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہرت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کافرونکی درمیان جنگ اور لڑائیان بہت درپیش آئین اور نشان حضرت مرتضی علی کے پاس رہا اور اکثر فتح حضرت شاہ اسد اللہ کے ہاتھ ہوتی رہی اور جس برس کہ حضرت مدینہ مین تشریف لائے اوسی سال ہجرت کہتے ہین اور برسون کا حساب وہی سال سے لیتے ہین چنانچہ اب کہ یہ کتاب لکھی جاتی ہے سال ہجرت کے بارہ سو اور پچاس ہین بالجملہ پہلے سال اول کے ہجرت سے مدینہ مین حضرت نے مسجد بنوائی اور درمیان مہاجرین اور انصار کے عقد مواخات کیا یعنی ایک شخص کو ایک کا

بھائی کیا اور آپسمین بھائی چارا ٹھہرایا لیکن حضرت علی کو کسی کا بھائی نکیا حضرت علی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے یارونکے درمیان عقد برادری کا باندھا لیکن میرے واسطے کوئی بھائی مقرر نکیا میرا بھائی کون سا ہی آپ فرماویں حضرت نے فرمایا انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنے تو بھائی میرا ہے دنیا مین اور آخرت مین

مخزن دوسرا بیچ نکاح حضرت علی کے ساتھ حضرت فاطمہ کے علیہم التحیۃ والرضوان اور بیچ ذکر پیدایش حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے علی نبینا وعلیہما السلام

ارباب سیر نے لکھا ہی کہ بیچ سال دوسرے کے ہجرت سے رجب کے مہینے مین نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ حضرت فاطمہ کے ہوا عمر حضرت فاطمہ کی اٹھارہ برس کی اور حضرت علی اکیس برس اور پانچ مہینے کے تھے کہ نکاح ہوا روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ چاہا مینے کہ خواستگاری کرون مین یعنی طلب اوسکے نکاح کی ساتھ کرون پھر اندیشہ کیا مین نے کہ مال کچھ نہین میرے پاس کیونکر اس امر کو درپیش لاؤن پھر قرابت پر اور صلۂ رحم پر نظر کرکر نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا مین اور سلام کیا مین نے اور زبان سے کچھ نکہا مین نے کہ حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا اے علی حاجت تیری کیا ہی مین نے فاطمہ کی خواستگاری کی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبًا واہلًا اور کچھ نفرمایا مین در مقدس سے باہر آیا قوم انصار نے تب مجھسے پوچھا کہ تیری خواستگاری حضرت نے قبول کی مین نے اونکے جواب مین کہا کہ مین نہین جانتا مگر حضرت نے اسقدر فرمایا مرحبًا واہلًا انصار نے کہا کفایت کرتی ہی یہ بات مرحبًا کے یہ معنی ہین کہ راحت دی تجھے اور اہلًا سے یہ مراد ہی کہ اہل دے یعنے بی بی دی تجھے روایت ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا کہ مہر کیواسطے تیرے پاس کیا ہی حضرت علی نے عرض کی کہ میرے پاس ایسی چیز نہین کہ جو لائق مہر فاطمہ رضہ کے ہووے ایک روایت یہ ہی کہ حضرت علی نے کہا ایک زرہ میرے پاس ہی اور ایک گھوڑا ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑا تجھکو ضرور ہی لیکن زرہ کو بیچ ڈال اور اوسکی قیمت کو مہر فاطمہ کا کر حضرت علی اوس زرہ کو چارسو اوراسی درم کو بیچکر وہ درم اپنی چادر کے کونے مین باندھکر حضرت کے روبرو لائے اور بیچ نظر حضرت کے زمین اخلاص پر رکھی حضرت نے فرمایا کہ یہ کتنے درم ہین حضرت علی نے کچھ جواب ندیا گویا اوس مال قلیل کو حقیر سمجھکر کچھ نکہا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی اون درہمونسے لیکر بلال کو دی کہ واسطے فاطمہ کے بیچ تیاری لوی خوشبو کے صرف کرے پھر آپنے ام سلیم سے فرمایا کہ باقی مین جہیز فاطمہ کا تیار کرے جہیز جو کہ تیار ہوا تھا سو وہ یہ ہی دو چادر یمنی ایک لوی ایک قدح ایک چکی ایک چھلنی دو تھلیان ایک مشک پانی کی ایک آبخورہ دو نہالی کتان

کی موٹی چار توشک دو مین ریشہ کھجور کے درخت کے بھرے ہوئے اور دو مین اون بھری تھی اور ایک تکیہ بعضون نے لکھا ہی کہ دو بازو بند چاندی کے تھے واللہ اعلم بالصواب روایت انس ابن مالک سے ہی رضی اللہ تعالی عنہ کہ کہا اونھون نے کہ مین بیٹھا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ آثار وحی کے بیچ بشرہ مبارک حضرت کے ظاہر ہوئے جب وحی اچکی حضرت نے فرمایا ای انس جانتا ہی تو کہ جبرئیل امین خدا کے پاس سے کیا پیغام میرے پاس لایا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باپ اور مان میری فدا تجھپر ہوجیو کیا پیغام لایا فرمایئے حضرت نے فرمایا یہ پیغام لایا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کردے ای انس تو جا اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر کو اور جماعت انصار کو کہہ کہ تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلاتا ہے مین بموجب فرمودہ حضرت کے سبکو بلا لایا جب سب جمع ہوئے اور علی بھی حاضر ہوا حضرت نے خطبہ بلیغہ پڑھا کہ اوسمین حمد و ثنا ہی خداے عز وجل کی تھی اور رغبت دلائی امر نکاح کی پھر فرمایا کہ حق تعالی کا حکم میرے پاس پہونچا ہی کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردون پس مینے بموجب فرمودہ حق تعالی کے علی کو دی ساتھ زنی کے یعنی بی بی ہونیکے اور پر مہر چار سو مثقال چاندی کے ای علی تو اسپر راضی ہوا علی نے کہا راضی ہوا مین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا خیر کی بیچ حق علی اور فاطمہ کے اور فرمایا جمع اللہ شملکما جمع کرے خدا پراگندگی کو واسعد جدکما اور نیک کرے بخت تمھارے کو وبارک علیکما اور برکت نازل کرے اوپر تمھارے واخرج منکما کثیرا طیبا اور پیدا کرے تم دونوسے اولاد بیشمار اور ذریت بسیار کہ وہ پاک اور پاکیزہ ہووے پھر لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبق کھجور کا اور پراگندہ کیا درمیان قوم کے کہ ہر ایک نے اونمین سے لیا اسی واسطے بعضی فقیہون کے نزدیک مستحب ہی پراگندہ کرنا شکر اور بادام کا بیچ ضیافت نکاح کے **فصل** چاہیے جاننا کہ معارج النبوۃ مین ام سلمہ کے روایت سے لکھا ہی کہ پہلے اس نکاح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرے آنے سے پہلے حق تعالی نے ایک فرشتہ کو میرے پاس بھیجا تھا کہ اوس فرشتہ کے بہت سے منھ اور بہت بازو اور بہت پر تھے اوسنے آکر مجھکو سلام کیا اور مبارکباد دی اور کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو تجھکو ساتھ جمع ہونے پراگندگی اور پاک ہونے نسل کے مینے اوس فرشتہ سے پوچھا کہ یہ مبارکباد کیسی اور پاک ہونا نسل کا کیا معنی رکھتا ہے کہا اوس فرشتہ نے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین ہون کہ موکل ہون ایک پایہ عرش کے پایون مین سے اور نام میرا اسطائیل ہی حق تعالی نے میرے تئین واسطے مبارکباد دینے کے تیری خدمت مین بھیجا ہی اور اب میرے پیچھے سے جبرئیل علیہ السلام آتا ہی حقیقت مفصل ... بیان کریگا ... جبرئیل آیا اور سلام کیا اور ...

سفید جنت کے حریر سے ہمراہ اپنی لایا کہ اوسمین دو سطرین نور سے لکھی ہوئی تھین پوچھا مین نے کہ ای بھائی جبرئیل امین
یا لچھر اور لونگین بہشت کی بھی لایا اور حضرت کو دین اور سنگھا یا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ سبب اسکا کیا ہی
جبرئیل نے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی نے تیرے تئین سب خلق پر برگزیدہ اور پسندیدہ کیا ہی اور تیری واسطے
ایک تیرا بھائی اور یار اختیار اور مقرر کیا ہی تو فاطمہؓ اوسکو دی کہا میں نے یا اخی جبرئیل کون ہی وہ شخص کہ خلعت میرے
برادری کا اوسکی قد پر درست آیا ہی جبرئیل نے کہا بھائی تیرا دین مین اور بیٹا چچا تیرے کا ساتھ یقین کے امیر المومنین علی
بن ابیطالب ہی کرم اللہ وجہہ اور حق تعالی نے عقد نکاح اوسکا ساتھ فاطمہؓ کے آسمان پر منعقد کیا ساتھ اس روش کے
کہ اول بہشتیونکو حکم ہوا کہ سب آراستہ ہو وین اور حورعین کو وحی بھیجی کہ تو ساتھ زیور اور گہنے کے اپنی زینت کرین اور
طوبی کے درخت کو پیغام بھیجا کہ ساتھ حلون بسیار کے اور زیور رواں بیشمار کے باردار ہو وے یعنی بجائے پھلوں کے
چاہیے کہ تجھ مین سے حلے اور زیور رنگین اور جھڑین کہ مرصع ساتھ موتیون کے اور یاقوت اور جواہر کے تا حورعین
اپنی تئین آراستہ کرین پھر حق تعالی نے امر فرمایا ملائکہ کرام کو یعنی بزرگ فرشتون کو بیچ چوتھے آسمان کے نزدیک
بیت المعمور کے جمع ہو وین اور آوس نور کے منبر کو کہ جسکا نام منبر کرامت ہی اور آدم صفی نے اوس پر خطبہ پڑھا ہی استادہ
کرین فرشتے فرمودہ حق تعالی کا بجا لائے پھر حق تعالی نے وحی بھیجی راحیل فرشتہ کو کہ سب فرشتون مین فصیح
اور بلیغ اور شیرین کلام اور خوش گفتار ہی اور خوبصورت اور نیک سیرت ہی تا اس ممبر پر چڑھے اور حمد اور ثنا ے
حق تعالی کی ادا کرے اور پڑھے وہ فرشتہ حکم بجا لایا تمام فرشتے اوسکی آواز سے لذت مین آگئے اور آسمان شوق و ذوق
سے جنبش مین آیا بعد اوسکی خدا تعالی نے مجھکو کہ مین جبرئیل ہون وحی بھیجی کہ ای جبرئیل مین نے اپنی لونڈی کا نکاح
کہ نام اوسکا فاطمہ بنت محمد ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ غلام اپنے کے کہ نام اوسکا علیؑ بن ابیطالب ہی عقد کیا اور
باندھا تو بھی فرشتون مین اس نکاح کو عقد کر اور استوار کر مین نے بھی کہ جبرئیل ہون بموجب فرمانے خدا تعالی کے
عقد نکاح ان دونون کا بیچ جماعت فرشتونکے باندھا اور فرشتون کو گواہ کیا اور صورت اس عقد نکاح کی اوپر اس
حریر کے لکھی ہی اور گواہیان فرشتون کی اسپر کروائین اور آپکے دکھانیکے واسطے لایا ہون مین اور آپ اس
حریر کو لیجاؤنگا مین اور بموجب حکم الٰہی مشک کی مہر اسپر کر کر رضوان کو کہ داروغہ بہشت کا ہی سونپونگا مین
اور جبکہ عقد نکاح ہو چکا حق تعالی نے طوبے کو امر فرمایا تو حلے اور زیور تیار کر رہے فرشتون اور حورون اور
غلمان نے وہ اوٹھا لیگئے اور آپسمین اپنا اپنا فخر کرتے تھے اور اونمین سے تحفہ تحائف آپسمین بھیجتے رہینگے قیامت
تک ایک روایت ہی کہ یہ بھی جبرئیل نے کہا جب عقد نکاح فرشتون مین ہو لیا بہشت کے درختون نے پلچھڑ

اور رنگین نثار کئین ہین قدر رے آپکے واسطے تحفہ لایا ہون ایک روایت یہ ہی کہ درخت طوبے سنے رقعے
نثار کیے موافق شمار اہل بیت کے دوستون کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت سے قیامت تک ہوتے
ہین اور ہونگے ہر رقعہ مین نام ایک دوست کا لکھا ہوا ہی خواہ وہ اہل بیت کا دوست مرد ہی یا عورت ہزار وہ
ان فرشتو نمین کہ حاضر تھی ایک ایک نے ایک ایک رقعہ وٹھا لیا ہی اور اوسکو وہ قیامت تک اپنی پاس رکھیگا یہان
تک کہ قیامت کے دن جسکی نام کا ہوگا اوسکو دیگا اور مضمون اوس رقعہ کا یہ ہی کہ فلان مرد یا فلان عورت کہ محب اہل
بیت ہی دوزخ کی آگ سے آزاد ہی ایسا ہی لکھا ہی صواعق محرقہ مین جبرئیل کہتی ہین کہ بعد اسکے حق تعالی نے مجھکو
فرمایا کہ ای جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تہنیت اور مبارکباد جاکر دی اور حکم میرا پہونچا دی کہ وہ دنیا مین بھی ان
دونو نکا عقد نکاح کرے اور فاطمہؓ اور علیؓ کو ساتھ دو فرزند ارجمند کے کہ فاضلترین ہونگے بیچ دنیا اور آخرت کے
بشارت دیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سی یہ بیان فرما کر جماعت مہاجرین اور انصار کو بلوا کر عقد نکاح باندھا
جسطرح سے کہ مذکور ہوا القصہ بعد نکاح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیمؓ سے فرمایا کہ بیٹی میری کو علیؓ کے گھر مین لیجاؤ
اور مین بھی عنقریب آتا ہون تا دونو نکو باہم دیکھون ام سلیم حکم عالی بجا لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ادا کرنے
نماز عشا کے ایک کوزہ پانی کا لیکر نزدیک دولہا اور دولھن کے تشریف لائی اور لعاب دہن مبارک کا اوس کوزہ
مین ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور دعائین اور بھی پڑھکر اوس پانی کو دم کر کر کہا اے
علیؓ اس پانی مین سی پی اور وضو کر اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرتؐ نے وہ پانی اوپر سر فاطمہ اور سینہ کے چھڑکا اور
اور یہ پڑھا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یا اللہ پناہ دیتا ہو نمین اوسکو ساتھ
تیرے اور اوسکی اولاد کو شیطان راندی گئے سے پھر تھوڑا سا پانی اوس کوزہ مین سی علیؓ کے سر پر اور درمیان
دوشانون اوسکی کے چھڑکا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور ایک روایت یہ ہی
کہ حضرت نے کہا خداوندا یہ دونون مجھسے ہین اور مین اونسے ہون یعنی مین اور یہ دونون ایک ہین
کچھ جدائی نہین جیسے کہ دور کیا تو نی مجھسے پلیدی کو اور پاک کیا تو نے مجھکو ایسے پاک کر تو ان دونون کو پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہؑ کو کہ اوٹھو اور جاؤ اپنے سونیکی جگہہ حق تعالی پیوند دی اور الفت
دی درمیان تمھارے اور جمع کرے پراگندگی تمھاری کو اور پیدا کرے تمسے اولاد بہت پاک حضرت یہ فرما کر اوٹھے
اور چلا گھر سے باہر تشریف لاوین کہ حضرت خاتون قیامت خلاصہ دودمان رسالت اشک ریز ہوئین اور
اور رونے لگین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام [illegible] حضرت سے تمکو نہاری مین لائی تحقیق

ایسی شخص کو مینی تجھے دیا ہی اور ایسی شخص سی تیرا نکاح کیا ہی کہ اسلام اوسکا سب سی پہلی ہی اور علم اور حلم اوسکا سب سی زیادہ ہی
اور خلق اوسکا سب سی بہتر ہی اور عرفان اوسکا ساتھ خدا تعالی کے سب سی زیادہ ہی ایک روایت یہ ہی کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو فاطمہؓ کے رونے سے یہ گمان ہوا کہ فاطمہؓ اسواسطے گریہ و زاری کرتی ہی کہ علیؓ مفلس ہی مال و اسباب کچھ نہین
رکھتا پس یہ سمجھکر آپنے فاطمہ سی فرمایا کہ ای جان پدر کی مین نی تیری حق مین قصور نہین رکھا ایسی شخص کو تیرا شوہر اور خاوند
کیا کہ بہتر ہی اہل بیت میری کا ہر قسم ہی اوس شخص کی کہ جان میری بیچ دست قدرت اوسکے ہی کہ شوہر کیا مین نے
تیرا وہ شخص کہ سید اور سردار ہی دنیا مین اور تحقیق وہ آخرت مین البتہ صالح بندونسی ہی اور ایک روایت یہ ہی کہ فرمایا
حضرت نی علیؓ سردار ہی دنیا کا اور آخرت کا اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرت نی فرمایا راضی نہین ہوتی تو ای فاطمہ
کہ خدا تعالی نے پسند کیا اور برگزیدہ کیا سب زمین کے رہنی والونمین سی دو مرد کو ایک اون دو مرد ون مین سے
باپ تیرا ہی اور دوسرا خاوند تیرا ہی **فائدہ** چاہیی جاننا کہ لکھا ہی ولیمہ کیا علیؓ نے اوپر فاطمہؓ کے یعنی کھانا شادی کا
لوگون کو کھلایا حضرت فاطمہؓ سی نکاح کرکر اس سی پہلی رسم ولیمہ کی نہتی اوس زمانہ مین لکھا ہی کہ جو اور کھجور سی ولیمہ اور
حیس سی کہ ایک طعام ہی کہ کھجور اور روغن اور ستو سی بناتی ہین روایت ہی کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فاطمہؓ سی پوچھا کہ شوہر تیرا کیسا آدمی ہی حضرت فاطمہؓ نے عرض کی کہ بہت خوب ہی اور موصوف ہی ساتھ کمال صفتون کے
مگر بعضی عورتین قریش کی مجھی کہتی ہین کہ خاوند تیرا فقیر ہی حضرت نی فرمایا ای فرزند عزیز باپ تیرا محتاج اور فقیر نہین
اور شوہر تیرا محتاج اور فقیر نہین تمام خزانی زمین کے سونے اور چاندی سی ہمپر عرض کیے گئے اور دکھلائی گیے ہمنی قبول
نہین کیے اور جو کہ ہمارے واسطے خدا تعالی کے پاس ہی وہ ہمنی قبول کیا ای فرزند حبیب اگر جانتی تو جو کہ مین جانتا ہون
دنیا تمام تیری نظر مین خار ہو جاوی سوگند خدا تعالی کی کہ شوہر تیرا مقدم سب اصحاب مین ہی اسلام مین اور بڑا
سب سی ہی علم مین اور افضل سب سی ہی حلم مین حق تعالی نی دو شخص کو سب آدمیون مین سی اختیار کیا ایک تیرا باپ ہی
اور ایک تیرا شوہر ہی زنہار نافرمانی اوسکی نکیجیو اور فرمانبرداری اوسکی بجالائیو بعد اوسکے حضرت نے علیؓ کی تہین
تنہا بلایا اور اوسکو بھی فاطمہؓ کے حق مین بہت سی نصیحتین کین کہ ای علی فاطمہ کے ساتھ نرمی کیجیو اور وہ جگر پارہ میری ہے
اوسکی خوشی میری خوشی ہی اور جو تو اوسکو ناخوش کریگا مین ناخوش ہونگا **فصل** چاہیی جاننا کہ معارج النبوت
مین لکھا ہی کہ جب فاطمہؓ واقف ہوئین اپنی مہر سی کہ چار سو مثقال چاندی کے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین عرض کی کہ سب لوگونکی بیٹیون کا مہر درہم دینار مثقال کے قسم سی ہوتا ہی اگر آپکی بیٹی کا بھی مہر اسی قسم سی ہو
تو آپ مین اور اونمین کیا فرق ہووے [illegible]

مہر میرا شفاعت تمہاری امت کی ہووی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اس امر کی کی حق تعالی نے قبول فرمائی
اور جبرئیل امین قطعہ حریر کا لکھا ہوا لائے کہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ خدا بزرگ نے مہر فاطمہ زہرا کا شفاعت امت
گنہگار پدر بزرگوار اونکی کے کیا کہتے ہین کہ وہ رقعہ فاطمہ زہرا اپنی پاس رکھتین اور ہمیشہ اوسکو دیکھتی رہتی تھین
یہان تک کہ وقت وفات اپنی کے وصیت فرمائی کہ اس رقعہ کو میری ساتھ دفن کریو اور قبر مین رکھیو کہ جب
فردا ہی قیامت کو قبر سے اوٹھونگی اس نامہ کو حجت اپنی کرکہ پدر بزرگوار کی امت گنہگار کو بخشوا ونگی ایک روایت
مین آیا ہی کہ ایک منافق نے حضرت علی کو ملامت اور سرزنش کی کہ تو نے فاطمہ سے نکاح کیا کہ جہیز اور اسباب کچھ نہ لائی
اگر میری بیٹی کے ساتھ نکاح کرتا تو میرے گھر سے لیکر تیرے گھر تک اونٹونکی قطار ہوتی بھرے ہوئی اسباب
جہیز سے حضرت علی نے فرمایا یہ کام ساتھ تقدیر کے ہی نہ ساتھ تدبیر کے اور نظر میری اوپر مال ومتاع دنیا ر
غدار کے نہین اور مقصود میرا سوای رضای حضرت افریدگار کے نہین حضرت علی کہکر اوس منافق سی جدی ہوے کہ اونکو
ایک ندا آئی کہ علی اپنا سر اوٹھا کر دیکھ قدرت خدا کی اور حقیقت جہیز دختر محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم اور حرمت فاطمہ زہرا
کی حضرت علی نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ حجاب سب اوٹھ گئے ہین اوپر عرش کے میدان سب ہی بھرا ہوا بہشت کی ناقون سے
یعنی اونٹنیون سی کہ بھرے ہوئی ہین اور لدی ہوئے ہین موتیون اور مشک اور عنبر سے اور ہر اونٹنی پر ایک کنیز کہ
بیٹھی ہوئی ہی مانند آفتاب تابان کے اور مہار ہر اونٹنی کی ایک غلام کے ہاتھ مین ہی مثل سرو خرامان کے
اور حضرت علی کو ندا ہوئی کہ یہ ہی جہیز فاطمہ بنت محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ مشاہدہ قدرت اللہ سے
خوشوقت ہو کر دولتخانہ مین تشریف لائے اور چاہا کہ حضرت خاتون سی یہ حقیقت کہین کہ حضرت خاتون نے پہلے ہی
فرمایا کہ ای علی اگر چہ تو نے سرزنش منافق کی سنی لیکن تیاری میری جہیز کی بھی دیکھی **مثنوی** حضرت فاطمہ کی
ہی وہ شان ٭ کہ محمد کے جسم کی ہی جان ٭ انکی خاطر خدا کو ہی منظور ٭ واسطی اونکی ہی یہ حور وقصور ٭ عرش وکرسی
کو نور ہی اونسی ٭ دو جہان کا ظہور ہی اونسی ٭ بضعۃ مصطفی ہین وہ لاریب ٭ ذات اونکی خدا نے کی بے عیب ٭
ساری امت کے ہین وہ پشت وپناہ ٭ ہی شفاعت سی اونکی اپنی نباہ ٭ گرچہ عاصی کمال ہی یہ وصال ٭
اس وسیلہ سی ہی مگر خوشحال ٭ معارج مین لکھا ہی کہ ایک دن خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان پیغمبر نے
علی نبینا وعلیہ السلام اپنی بیٹی کیواسطی جہیز تیار کیا تھا بہت عمدہ اور بسیار خوب اور اپنے داماد کیواسطے
ایک تاج بنایا تھا کہ اوسمین سات سو موتی بیش قیمت اور گران لگے تھی علی نے حضرت سے سنکر فاطمہ کے روبرو
یہ نقل کی فاطمہ کو یہ گمان ہوا کہ علی کے دل مین شاید یہ ہی کہ سلیمان کی بیٹی اور داماد کا اسقدر جہیز اور پیرایہ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ سلیمان سے اور سب پیغمبرون سے افضل اور بہتر ہین اونکی بیٹی اور داماد ایسے بے سرمایہ لیکن
فاطمہ زہرا نے یہ گمان اپنا کسی سے بیان نکیا یہان تک کہ سراے دنیا کو چھوڑکر روضہ علیا مین رونق افزا ہوئین
پس ایک رات علی مرتضی نے بیچ خواب کے دیکھا کہ فاطمہ زہرا بیچ صدر بہشت کے اوپر تخت مکلل بجواہر کے بیٹھین
ہین اور حورین گرد تخت کے کمر خدمت کی باندھی ہوئی استادہ ہین اور ایک لڑکی بغایت خوبصورت ساتھ
زیور اور پوشاک شایستہ کے آگے تخت کے کھڑی ہوئی ہے طباق موتیون اور جواہرات کا ہاتھ مین لیے ہوئی واسطے
نثار کرنیکے اور منتظر ہے اس امر کی کہ فاطمہ زہرا اوسکی طرف نظر کرے اور دیکھی علی مرتضی نے پوچھا اے فاطمہ یہ لڑکی کون
ہے فاطمہ نے کہا سلیمان پیغمبر کی بیٹی ہے کہ جسکا ذکر تمنے میرے پدر بزرگوار کی زبان سے سنکر کہا تھا اوسدن کچھ
بات میری خاطر مین گذری تھی سو آجکے روز حق تعالی نے اس لڑکی کو بیچ پایہ خدمت میری کیواسطے عزت
اور حرمت میری کے تعین کیا ہے اور عوض اوس تاج کے کہ سلیمان نے اپنے داماد کیواسطے تیار کیا تھا لواء حمد
تمھارے لیے مقرر ہوا ہے فائدہ جاننا چاہیے کہ لواء حمد ایک جھنڈا ہے کہ بلندی اوسکی ہزار برس کی راہ ہے
قبضہ اوسکا چاندی کا اور پھال اوسکی یاقوت سرخ کی اور بیچ مین زمرد سبز اور شقے اوسمین تین تین ایک مشرق مین
اور ایک مغرب مین اور ایک مکہ پر اور ہر شقہ پر ایک سطر لکھی ہوئی ہے ایک پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور
دوسرے پر الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ لواء حمد عرصات کے میدان مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین ہوگا اور تمام بنی آدم صفی اللہ سے لیکر آخر تک اور سب شہید اور عاشق خدا اور
صالح اور عارف اور مومن اوس جھنڈی کے نیچے ہونگے پھر ایک تاج نور کا اوپر سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
رکھین گے اور لباس سبز حریر کا بیچ بدن مبارک کے پہناوینگے اور براق حاضر کرین گے تا شہسوار میدان اصطفا کا
اوسپر سوار ہوکر بہشت کیطرف روانہ ہوگا اور وہ علم مرتضی علی کے ہاتھ مین دیاجاویگا آگے آگے براق کے لیکر چلین گے
اور سب نبی اوس علم کے سایہ مین ہونگے بوقت روانگی کے طرف بہشت کے اور وہ جھنڈا مانند تاج کے ہوگا
علی کے سر پر اور اوسوقت منادی ندا کریگا کہ اے علی یہ تاج بہتر ہے یا تاج سلیمان کے داماد کا جابر انصاری نقل کرتے
ہین کہ بیچ عروسی علی اور فاطمہ کے حاضر تھا کوئی عروسی بہتر اوس سے نہین دیکھی مین نے اور بعضی روایت سے ثابت ہوتا
ہے کہ جس رات ماہتاب فلک ولایت آفتاب سپہر شجاعت محبوب سید الابرار یعنی حضرت حیدر کرار کرم اللہ وجہہ
ساتھ دُرّہ صدف عصمت غرہ چہرہ علم و حکمت بتول پارسا یعنی فاطمہ زہرا کے سلام اللہ علی محمد وعلیہا ہمخواب
ہوئے زمین نے حضرت شاہ دل آگاہ سے باتین کین صبح کو حضرت فاطمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

کہ مجھے اس شخص سے خوف آتا ہے کہ رات کو زمین اس سے بولتی رہی حضرت نے سنکر سجدہ شکر کا کیا اور کہا اے
فاطمہ تیرا شوہر بہتر ہے اہل زمین کا ہے بعد میرے اور جو کہ زمین پر اس رات سے قیامت تک ہوگا زمین نے
سب خبر کہدی تیرے شوہر کو روایت کی گئی ہے کہ بعد نکاح حضرت مرتضی علی اور فاطمہ زہرا کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مقرر فرمایا کہ سب کام گھر کے اندر کے جیسے کہ روٹی پکانی اور چکی پیسنی اور جھاڑو دینی فاطمہ زہرا بجالاوے
اور باہر کے سب کام چنانچہ سودا سلف خریدنا اور اونٹ کو پانی پلانا علی مرتضی کرے صحیح روایتون سے
ثابت ہوتا ہے کہ ایک دن علی ابن ابیطالب نے فاطمہ زہرا سے کہا کہ مین کنوین سے پانی کھینچتے کھینچتے بہ تنگ آیا
ہون فاطمہ زہرا نے کہا کہ مین بھی پکاتی پکاتے اور پیستے پیستے اور جھاڑو دیتے ملول ہوگئی ہون اور ہاتھ میرے
سخت ہوگئے ہین اور ہاتھون مین گھٹے اور آبلے پڑ گئے ہین اور ایک روایت یون ہے کہ علی ابن ابیطالب
نقل کرتے ہین کہ مینے اپنے دل مین کہا کہ دختر رسول خدا کی صلی اللہ علیہ وسلم بیچ گھر میرے کے از بسکہ آگے
آگ کے بیٹھتی ہے اور پکاتی ہے رنگ رو اوسکا متغیر ہوگیا ہے اور ہاتھ اوسکے سخت اور درشت ہوگئے ہین اور کپڑے
غبار آلودہ رہتے ہین پھر تقدیر مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہین کہ مینے فاطمہ سے کہا کہ کئی بردے بندی
مین آئی ہین اگر تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاوے اور ایک خادم یعنی لونڈی یا غلام اونسے مانگے
یہ کچھ بعید نہین یعنی اسکا مضایقہ نہین فاطمہ زہرا بموجب فرمودہ علی مرتضی کے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے گھر آئین حضرت اوسوقت گھر مین تشریف نہ رکھتے تھے فاطمہ زہرا نے یہ حقیقت اور موجب اوسوقت
کے آنیکا عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور اپنے گھر کو پھر گئین جب رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
محل مبارک مین رونق افزا ہوئے عائشہ صدیقہ رض نے عرض کی کہ حضرت فاطمہ رض آپکے پاس آئین تھین اور
ایک خادم مانگتی تھین حضرت رات ہی کیوقت بیچ گھر علی اور فاطمہ کے تشریف لائے یہ دونون باہم لیٹ
رہے تھے اپنے جامہ خواب مین آنحضرت کو دیکھکر چاہا کہ اوٹھین اور جدا ہوین کہ آپ نے فرمایا کہ اپنی جاگہ
سے مت ہلیو اور جس حال پر ہو اوسی حال پر رہو یعنی باہم دونون لیٹے رہو دونون حکم حضرت کا بجالائے
اور لیٹے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آکر سرہانے بیٹھے اور پانون مبارک اپنے دونو کے بیچ مین پھیلائے
علی مرتضی نقل کرتے ہین کہ اثر راحت اور فرحت اون دونون قدمون مبارک کا اپنے سینہ اور پشت
مین پاتا تھا مین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روی مبارک اپنا فاطمہ زہرا کیطرف کیا اور فرمایا تو آئی
تھی میرے گھر واسطے طلب لونڈی یا غلام کے علی نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے انکو

بھیجا تھا کہ انکو گھر کے کام سے بہت محنت رہتی ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو ایسی
چیز سکھا دیتا ہون کہ بہتر خادم اور غلام اور لونڈی سے ہو وہ یہ ہی کہ تم جسوقت لیٹا کرو اور اپنے
بستر مین آیا کرو تینتیس۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو
علی مرتضی نقل کرتے ہین کہ فی الحال ساتھ اوسکے پڑھنے کے مشغول ہو گیا مین اور بعد اوسکے کبھی اس ورد کو
نہین چھوڑا مین نے لوگون نے پوچھا شب صفین مین بھی کیا نہین چھوڑا یعنی اوس رات ساری
رات قتال اور جنگ رہی تھی یاداشت ورد کی کیونکر رہی علی نے فرمایا کہ اوس رات بھی یہ ورد مین نے
نہین چھوڑا ایک روایت یہ ہی کہ اول شب اوس رات مین فراموش کیا تھا مین نے پھر آخر شب
تدارک اوسکا کیا اور پڑھا فائدہ جاننا چاہیے کہ حضرت سرور جہان بادشہ زمین وزمان نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی ذات کے اور اہل بیت کیواسطے دنیا کا آرام اور راحت اور زیب و زینت اختیار
نہین فرمائی اور آل پاک اپنی کو طریق ریاضت کے اور نفس کشی کی تعلیم کری ہی چنانچہ یہ حال ذکر کیا گیا
اوس جملہ سے ہی اور یہ تین کلمہ کہ تلقین کیے گویا یہ غذا ہی عارفونکی کہ اس سے تقویت اور برکت ہوتی ہی
اور یہ ورد دین و دنیا کیواسطے اکسیر اعظم ہی مثنوی لوگ ہین جو کہ طالب مولی ٭ اونکے نزدیک ترک ہی اولی
کب وہ دنیا سے دل لگاتی ہین ٭ نہین اس دام مین وہ آتی ہین ٭ زیب دنیا سے عار رکھتی ہین ٭ حسن
عقبی سے کار رکھتے ہین ٭ نت ریاضت سے کام ہی اونکا ٭ نفس امارہ رام ہی اونکا ٭ کوے جانان کی
ہو سراپا خاک ٭ دل کا آئینہ کرتے ہین وہ پاک ٭ محنت و رنج و غم اوٹھاتی ہین ٭ سب کے جور و ستم
اوٹھاتی ہین ٭ یان کی تکلیف کا خیال نہین ٭ خاکساری سے کچھ ملال نہین ٭ اونکو اکسیر خاکساری ہی
زر نقد اوسکا فضل باری ہی ٭ سب وہنون نے کیا ہی دل سے دور ٭ دار دنیا کا حسن و فرح سرور ٭
یاد حق ہی یہی غذا اونکی ٭ پردہ پوشی ہی بس قبا اونکی ٭ بادہ عشق سے ہین وہ سرمست ٭ یعنی رہتے سدا
ہین مست الست ٭ بندہ خاص حق وہی ہین وصال ٭ خوب اونکا ہی ابتدا و مآل ٭ روایت ہی کہ بیچ
دوسرے برس کے ہجرت سے فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ابن عبد مناف والدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
اس جہان سراپا نقصان سے طرف روضہ رضوان کی خراماں ہوئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی
وفات سے بہت غم کھایا اور اپنی پیراہن مبارک کو کفن کے چادر سے نیچے کہ بدن سے متصل رہی پہنوایا اور قبر کے
کھودنے مین صحابہ کے شریک رہے اور قبر مین اوترکر دراز بھی ہوئے اور اونکی واسطے دعائین بہت کین اور

کہاکہ الٰہی بخش تو میری مان کو کہ فاطمہ بنت اسد ہی اور فراخ کر اوسکی قبر کو بحق اپنی نبی اور بحق اون نبیون کے کہ مجھسی پہلی ہین بدرستی کہ تو ارحم الراحمین ہی اور حضرت نی فرمایا کوئی ضغطۂ قبر سی امن مین نہین رہا سوای فاطمہ بنت اسد کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رہین امن مین رہا قاسم بھی کہ فرزند عزیز تھا حضرت کا اور خرد سال تھا آپنی فرمایا اور نہ امن مین رہا ابراہیم بھی یعنی قاسم سی کیا پوچھتی ہو ابراہیم کہ میرا فرزند تھا اور قاسم سی بھی چھوٹا تھا وہ بھی قبر کے بھینچنے سی کہ جسکو ضغطہ کہتی ہین امن مین نہین رہا **فصل** چاہیی جاننا کہ تیسری برس کے ہجرت سی سبط رسول فلذہ بتول ریحان مشموم امام مسموم والی و ولی حسن ابن علی علی محمد النبی وعلیہما السلام بیچ نصف ماہ رمضان کے مدینہ مین پیدا ہوئے نقل ہی اسما بنت عمیس سی وہ بی بی کہتی ہی کہ مین دائی فاطمہ کی تھی جسوقت کہ اختر تابندہ وجہ حسن نے برج ولادت سی طلوع کیا اور گوہر درخشندہ آب ہمائی صفات اوسکے نے درج عصمت اور طہارت کی سی ظہور فرمایا خبر حضرت سید الکونین جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی فی الحال آپ تشریف لائے اور فرمایا ای اسما لا فرزند دلبند میرے کو یعنی شہزادہ دو جہان زینت بخش زمین و زمان کو تئین زرد کپڑے لپیٹ کر لیگئی اور بیچ گودی حضرت کے رکھا حضرت نی زرد کپڑا دور کیا اور فرمایا مین نی تمسی کیا نہین کہہ رکھا ہی کہ میری فرزندونکو زرد کپڑی مین نرکھا کرو اسما کہتی ہی کہ مینی سفید کپڑا لاکر اور حسن رضی کو اوسمین لپیٹ کر حضرت کی گودی مین دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دہنی کان مین حسن کے اذان کہی اور بائین کان مین تکبیر کہی اور علی مرتضی سی پوچھا کہ اس فرزند کا کیا نام رکھا علی مرتضی نے عرض کی کیا رسول اللہ علیہ وسلم مین نی پیشی نہین کی آپ پر نام رکھنے مین لیکن میری خاطر مین یہ ہی کہ اگر اجازت دیجی تو اس کا نام حرب رکھون اور روایت یہ ہی کہ اسکا نام حمزہ رکھون اپنی چچا کے نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین پیشی نہین کر سکتا ہون حکم خدا پر بیچ نام رکھنے کے اس حال مین جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اعلیٰ یعنی خدا تعالی تجھکو سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ علی تجھسی بمنزلہ ہارون کے ہی موسی سی یعنی جیسے کہ ہارون نبی موسی نبی کا علی نبینا وعلیہما السلام بھائی تھا اور پیچھے اوسکے خلق کو ہدایت وارشاد کرتا تھا ویسا ہی علی ہی مگر یہ ہی کہ بعد تیرے کوئی پیغمبر نہین ہونے کا پس اس فرزند کا نام وہ رکھ کہ جو نام ہارون کے بیٹے کا تھا حضرت نے جبرئیل سے پوچھا کیا نام تھا جبرئیل نے کہا شبر تھا حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل زبان ہماری عربی ہی اور وہ لغت عبرانی ہی جبرئیل نے کہا کہ معنی شبر کے زبان عربی مین حسن ہین پس اسکا نام حسن رکھ حضرت نے حسن نام رکھا اور معنی حسن کے نیک اور اچھا ہین اور ایک روایت یہ ہی کہ جبرئیل امین اس نام کو اوپر قطعہ حریر

لکھا ہوا لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق تحفہ کے گذرانا اور ساتوین دن پیدا ہونے سے عقیقہ کیا دو
دنبے ابلق ذبح کیے اور ران دیہو کو دائی کو عطا فرمائی اور سر کے بال ترشوائے اور ہموزن بالون کے چاندی
تصدق کی اور حضرت امام حسن شبیہ پیغمبر کے تھے صلی اللہ علیہ وسلم سینہ سے لیکر سر تک اور کنیت اونکی ابو محمد اور
لقب اونکے تقی اور سید اور سبط ہین **فصل** جاننا چاہیے کہ ارباب سیر اور احباب باخبر لکھتے ہین کہ بیچ چوتھے برس کے
ہجرت سے بیچ شہر مدینہ کے حضرت خاتون زہرا بتول پارسا کی ہان نہال حدیقہ ولایت غنچہ چمن ہدایت سعید کونین
حضرت امام حسین سلام اللہ علی النبی و علیہ بسابقہ ارادت سبحانی کے اور مشیت یزدانی کے پیدا ہوئے روایت ہے کہ
بعد ایک برس کے پیدا ہونے امام حسنؑ سے امام حسین پیدا ہوئے بعد نو مہینے حمل کے اور ایک روایت ہے
کہ چھ مہینے کا حمل تھا حضرت خاتون قیامت کو کہ امام حسینؑ پیدا ہوئے اور کوئی فرزند چھ مہینے کی حمل کا نہین جیا سوائے
حضرت امام حسینؑ کے اور یحییٰ پیغمبر کے علی نبینا و علیہما السلام اور درمیان پیدا ہونے امام حسن کے اور حاملہ ہونے
فاطمہ زہرا کے ساتھ حمل امام حسینؑ کے پچاس دن تھے پس شاہزادہ حسینؑ اپنے بھائی امام حسن سے سات مہینے اور بیس دن
چھوٹے تھے اور جسدن کہ شاہزادہ دو جہان پیدا ہوئے منگل کا دن اور چوتھی تاریخ شعبان کی تھی روایت ہے
ام الحارث سے کہ ایک دن مینے بیچ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاکر عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے اور مین اوسکی ہیبت سے بہت ڈرتی ہون آپنے فرمایا کیا دیکھا ہے
تونے عرض کی مینے کہ یہ دیکھا ہے مینے کہ ایک پارہ گوشت کا آپکے بدن مبارک سے کاٹ کر کسی نے میری گودی مین
رکھدیا آپ نے فرمایا کہ نیک اور خوب اچھا خواب ہے یہ جو دیکھا تو نے فاطمہؑ کے ہان لڑکا ہوگا اور وہ
تیری گودی مین دیا جاویگا بعد اوسکے حسینؑ پیدا ہوا اور میری گودی مین دیا گیا معارج النبوت مین
ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ بعد ادا کرنے نماز صبح کے چہرہ
مبارک اپنا اصحاب کیطرف کرتے تھے اور ساتھ تجلیو نکے انوار جبین مبین سے ظلمات غم و اندوہ یارون کے
دلون کے میدان سے زائل اور دفع کرتے تھے ایک دن صبح کی نماز ادا کر کے پیشانی نورانی اپنی یارون کیطرف نکی
اور علیؑ ابن ابی طالب کو ارشاد فرماکر مسجد سے باہر تشریف لائے اصحاب کیفیت حال سے واقف نتھے حضرت
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضی کو لیکر فاطمہ زہراؓ کے حجرے تک آئے اوسوقت علی مرتضی کو فرمایا کہ تو
حجرے کے دروازہ پر توقف کر اور ٹھہرا رہ کہ کوئی گھر کے اندر آنے نپاوے اتنے مین صدیقؓ اکبر آئے
اور علی مرتضی کو اور حجرے کے دروازہ [illegible] ال پوچھا علیؑ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم حجرہ مین ہین اور مجھ یہان ٹھہرا دیا ہی کہ اندر جانے سے لوگون کو منع کرون صدیق اکبر نے کہا آیا مجھکو اجازت ہی
ہمین داخل ہون علی مرتضی نے کہا کہ آنحضرت کو کچھ شغل اور کام درپیش ہی پوچھا کہ کیا شغل ہی کہا کہ فاطمہؓ کے
ہان فرزند ارجمند ہوا ہی اور فرشتے اوسکی زیارت کیواسطے آئے ہین اور آتے ہین اور تعداد جماعتونکی
بھی بتادی بلکہ اتنی جماعتین فرشتونکی آئین ہین صدیق اکبرؓ نے تعجب کیا پھر عمر فاروقؓ اور عثمانؓ غنی اور صحابہ
بھی آگئے اور دروازہ پر ٹھہرے کہ انتظار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونیکا رکھتے تھے یہان تک حضرت
رسالت مآب حجرہ سے باہر تشریف لائے یارونکو حجرے پر دیکھا کہ منتظر تھے ابوبکر صدیقؓ نے حال علی مرتضیؓ کی گفتگو کا
عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اے علی تجھکو فرشتون کا آنا اور تعداد شمار کیونکر معلوم ہوئی علی مرتضیؓ نے عرض کی کہ مین
فرشتون کی فوج سے واقف ہوا اور ہر گروہ کہ کلام جدا کرتے تھے اور تہنیت اور مبارکبادی جدی جدی بولی مین
دیتے تھے مین نے اون بولیون کو شمار کر کر اوتنی جماعتین قیاس کین آپنے سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی زیادہ کرے تیری عقل
اور بھی یا علی روایت ہی کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ جبکہ فاطمہؓ زہرا کے گھر تشریف لائے اسما بنت عمیس نے
اوس فرزند جگر بند کو سفید کپڑے مین لپیٹ کر بیچ گودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا حضرت نے بانگ نماز کی
داہنے کان مین اور تکبیر بائین کان مین کہکر علی مرتضی سے بیچ مقدمہ نام رکھنے کے پوچھا علی مرتضی نے بہلا سا
جواب دیا پھر حضرت نے ساتھ حکم الہی کے جبرئیل کے اشارہ سے حسینؓ نام رکھا کہ شبیر کو معنی اسکا اور شبیر ہارون کے
دوسرے بیٹے کا نام تھا اور لفظ حسین کا تصغیر حسن کی ہی یعنی چھوٹا حسن اور بطریق سابق کے ساتوین دن
عقیقہ کیا ساتھ دو گوسفند کے اور سر کے بال ترشوائے اور چاندی برابر بالون کے صدقہ کی اسما بنت
عمیس روایت کرتی ہی کہ جب حسن کے پیدا ہونے سے ایک برس گذر گیا حسینؓ متولد اور پیدا ہوئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر فرمایا اے اسما ؓ میرے بیٹے کو مین سفید کپڑے مین لپیٹ کر لیگئی اور آپ
کی گودی مین رکھا آپ نے اوسکی داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہی پھر گیا دیکھتی ہون مین ناگہان
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشم پرآب ہین اور روتے ہین عرض کی مین نے کہ باپ اور مان میری آپ پر فدا ہوجیو
سبب رونے کا کیا ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ اوپر حال اس فرزند کے روتا ہون مین نے
کہا یہ فرزند ابھی پیدا ہوا ہی اور ابھی کوئی امر عارض نہین ہوا کہ سبب رونے کا ہووے آپنے فرمایا اے اسما
قتل کریگا اسکو ایک گروہ باغی کہ نہ پہنچیگی اوسکو شفاعت میری اور بعد اوسکے آپ نے فرمایا
کہ اے اسما فاطمہ سے یہ بات نہ کہنا اور داغ اس غم کا اوسکے دلپر نہ رکھنا کہ وہ ابھی جنی ہوئی ہے بیٹے

قریب العہد ہی ساتھ ولادت کے مراد یہ کہ ضعیف وناتوان ہو رہی ہی اس غم کی تاب نہ لاسکے گی شہادت
مین اور بہت کتابون مین لکھا ہی کہ امام حسین کا ایسا جمال باکمال تھا کہ شب تاریک مین اونکی روشنی سے لوگ راہ پاتے
اور وہ شبیہ تھے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے لیکر پاؤن تک اور کنیت اونکی ابو عبداللہ ہی
اور لقب اونکی ذکی اور شہید اور سبط ہین

مخزن تیسرا بیچ ذکر مناقب اہل بیت کے

محبان اہل عبا کو اور مخلصان عیال مرتضی کو معلوم اور مفہوم ہووے کہ مناقب وفضل اہل بیت کی بسیار
اور بیحد اور بیشمار ہین چند مراس کتاب مین لکھے جاتے ہین بطریق اختصار کے تاشتی نمونہ ہو خروار سے فرمایا
خداے کریم نے بیچ قرآن شریف کے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ
تَطْھِیْرًا یعنی ارادہ کرتا ہی اللہ کہ لیجاوے اور دفع کرے اور دور کرے تمسی پلیدی اور برائی کو ای
اہل بیت نبی کی اور پاک کرے تمکو پاک کرنا روایت ہی ابی سعید خدری سے کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ شان
پانچ شخص کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی صحیح مسلم کی روایت ہی کہ داخل
کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار شخص کو اپنی کملی مین کہ اوسکو اوڑھے بیٹھے تھے اور پڑھا اس آیت
مذکورہ کو اور کملی کو عربی مین عبا کہتے ہین اور صحیح روایت سے ثابت ہی کہ لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان چارون پاک سرشت کو اپنی کملی مین اور کہا الٰہی یہ میری اہل بیت ہین اور خاص ہین لیجا اور دور کر ان سے
پلیدی کو اور برائی کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا پس کہا ام سلمہ نے کہ بی بی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیبیون مین سے اور مین بھی ساتھ ان پیارون کی ہون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تو اوپر
خیر کے ہی یعنی تو بھی اوپر خیر وبرکت کے ہی اور میری اہل ہی لیکن جو خصوصیت کہ ان چار شخص کو ہی وہ کسیکو
نہین ہی فضل چاہیے جاننا کہ آیت ذکر کی گئی بیچ ہی فضائل اہل بیت نبوی کا اور کان ہی مناقب
اولاد مصطفوی کی اسواسطے کہ معنی اس آیت کے مفصل یہ ہین کہ ارادہ حق تعالی کا منحصر اور ٹھہرا ہوا اسی
امر پر ہی کہ دور کرے پلیدی شرک کی اور گناہ کے سیدون سے کہ آل اور اولاد نبی کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم
اور پاک کرے اونکو سب اخلاق بد سے اور احوال نامناسب سے اور فائدہ اس پاکی کا یہ ہی کہ توفیق
توبہ کی دیتا ہی اونکو خداتعالی اور توفیق اچھی عملون کی دیتا ہی کہ وہ ہمیشگی کرتے ہین اوپر اچھے کامون کے
اور حرام کی ہی دوزخ کی آگ اوپر خداے کریم نے اور عوض خلافت ظاہر کے خداتعالی نے اونکو خلافت

باطنی

باطنی عنایت فرمائی ہی کہ وہ ولایت اور معرفت ہی چنانچہ گئی ہی قوم عالمون کی اہل تحقیق سی اس بات کیطرف کہ قطب الاولیا
ہر زمانے مین سید ہی ہوتا ہی اور کسی قوم مین سی نہین ہوتا اور حرام کیا حق تعالی نے اوپر سید کے صدقہ زکوۃ اور نذر اور کفارہ کا
کہ وہ میل آدمیون کا ہوتا ہی مناسب اور لائق اوس قوم کے نہین کہ جسی خدا تیعالی نے طاہر اور پاک کیا ہی اور طاہر
فرمایا ہی ایسا ہی لکھا ہی صواعق محرقہ مین فرمایا خدا ی کریم نے بیچ کلام مجید کے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ
عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تحقیق ہی یہ بات کہ خدا تیعالے
اور فرشتے اوسکے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے اے مومنو درود بھیجو تم اوپر اوسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ثابت ہی
حدیث صحیح سی کہ ہرگاہ نازل ہوئی یہ آیت اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق جانتے ہین
ہم طرح سلام بھیجنے کی آپ پر یعنی یہ ہم کہتے ہین اَلسَّلَامُ علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التحیات کے ساتھ
پس کیونکر اور کن لفظون سی درود بھیجین تجہپر آپ نے فرمایا پس کہا کرو تم اللّٰہم صل علی محمد وعلی آل محمد الٰہی درود
بھیج تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور بہت روایتون سی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت نے فرمایا درود مجہپر بھیجنا وہ ہے
کہ جسمین آل کا بھی لفظ ہو اور جو آل کا لفظ نہو تو وہ درود ناقص ہی بیچ بعضی روایت کے ہی کہ آپ نے اصحاب کے
فرمایا جسوقت کہ تم درود بھیجا کرو تو یون بھیجا کرو اللّٰہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد یا اللہ درود یعنی رحمت
بھیج تو اوپر محمد پیغمبر کے کہ اُمی ہی اور اوپر آل محمد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے کہ ظاہر مین پڑھے لکھے
نہین تھے اور مکتب مین نہین بیٹھے تھے اگرچہ سب علم لدنی جناب کرامت مآب پر منکشف اور مکمل رہا تھا روایت
ہی دیلمی سی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگنے والے کی پردے مین رہتی ہی یعنی محل قبول مین نہین پہنچتی
ہی تا کہ درود بھیجی جاوے اوپر محمد کے اور اہل بیت اوسکی کی اللّٰہم صلی علی محمد وآلہ کہا ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے
بیچ مدح اہل بیت کے یا اہل بیت رسول اللہ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ کَفٰی کُمْ مِنْ
عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ یعنی اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تمہاری
فرض ہی خدا تیعالے کے حکم سی کہ بیچ قرآن شریف کے نازل کیا ہی اوسکے تئین کفایت کرتا ہی تمہاری تئین بڑی
ہونے قدر تمہاری مین یہ امر کہ جو شخص نماز مین درود نہ بھیجے تمپر نہین نماز ہوتی اوسکی اور امام شافعی کے نزدیک
درود اہل بیت پر واجب ہی نماز مین بعد التحیات کے بیچ قعدہ اخیر کے **فصل** چاہیے جاننا کہ صلوٰۃ یعنے
درود خدا تیعالے کیطرف سی رحمت ہی اور اور ون کیطرف سی رحمت کا طلب کرنا اور مانگنا مثلاً یہ کہا جاوے
کہ خدا درود بھیجتا ہی معنی یہ ہووینگے کہ رحمت نازل کرتا ہی اور جو یہ کہا جاوے کہ مسلمان درود بھیجتے ہین مراد

یہ ہوتی ہی کہ رحمت کو طلب کرتے ہین اور مانگتی ہین اور صلوٰۃ کی یعنی درود کے معنی تعظیم کے بعضے مقام مین

آئی ہین چنانچہ ایک عالمون کی جماعت نے کہا ہی معنی اللہم صلی علی محمد کے یہ ہین کہ بارخدایا تعظیم کر اور بزرگی دی

تو محمد کو بیچ دنیا کے ساتھ بلند کرنے دین اوسکی کے اور ظاہر کرنے دعوت اوسکی کے اور بڑا کرنے ذکر اوسکی کے اور

باقی رکھنی شریعت اوسکی کے اور بیچ آخرت کے ساتھ قبول کرنے شفاعت اوسکی کے اور ظاہر کرنے فضل اوسکی کے

اوپر اولین اور آخرین کے اور پیش اور پہلی کرنے اوسکی کے اوپر سب نبیون اور رسولون کے بیچ شفاعت

کے اور داخل ہونے جنت کے اور بلند کرنے درجہ اوسکی کے بیچ بہشت کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نزدیک میرے آیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ تیرا نام مبارک سنے اور

درود نہ بھیجی حق تعالی اوسے دور کرے رحمت سے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا بد دی اور پھر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو خود کہہ آمین آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے کہا آمین روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود بھیجنا مجھپر سبب نور اور روشنی کا ہی قیامت کے دن اوپر پل صراط کے اور جو کہ اسّی بار

درود پڑھا کرے جمعہ کے دن اسّی برس کے گناہ اوسکے بخشے جاتے ہین روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا نے

صلی اللہ علیہ وسلم کہ درود بہت پڑھا کرو جمعہ کو رات کے وقت کہ رات جمعہ کی ہوتی ہی تحقیق کہ درود تمہاری

عرض کیجاتی ہی میرے روبرو بس مین تمہارے واسطے دعا اور طلب مغفرت کی کرتا ہون خدا تعالی

سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زیادہ تر مجھسے اور لائق اور

لائق زیادہ ساتھ شفاعت میری کے وہ شخص ہی کہ بہت بھیجی درود مجھپر حق تعالی اوسپر دس رحمت نازل کرتا ہی

اور دس گناہ اوسکے بخشتا ہی اور دس درجہ اوسکے بہشت مین بلند کرتا ہی روایت ہی ابی ابن کعب سے کہ

عرض کی مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت بھیجتا ہون درود اوپر تیرے فرماوے مجھکو کہ اپنی

دعاؤن کے وقتون مین سے کسقدر وقت درود کیواسطے مقرر کرون آپ نے فرمایا جسقدر تو چاہی عرض کی

مین نے چوتھا حصہ فرمایا جتنا چاہی تو اگر زیادہ کرے گا تو اوپر چوتھے حصہ کے بہتر ہوگا تیرے واسطے عرض کی

مین نے کہ نصف یعنی آدھا فرمایا جتنا چاہی تو اور اگر زیادہ کریگا تو بہتر ہوگا تجھکو عرض کی مین نے کہ دو حصے وقتون کے درود

کیواسطے مقرر کرون اور ایک حصہ دعا کے واسطے فرمایا جتنا چاہی تو اور اگر زیادہ کریگا تجھہی کو بہتر ہوگا

عرض کی مین نے سب اپنی دعا کے وقت بیچ درود بھیجنے کے اوپر تیرے صرف کرونگا مین آپ نے فرمایا کہ

اسوقت یعنی اگر یون کریگا تو تیرے سب کام ... اور گناہ تیرے سب بخشے جاوینگے

فصل چاہیے جاننا کہ درود کئی طرح سے پڑھی جاتی ہین چھوٹی چھوٹی تو یہ ہین مثلاً یون کہے کہ اللہم صلے علے محمد یا خدا درود بھیج تو اوپر محمد کے یا یون کہے صلی علی محمد درود بھیجے اللہ اوپر محمد کے یا یون کہے صلی اللہ علی النبی درود بھیجے خدا اوپر نبی کے ایسا ہی لکھا ہی روضۃ الاحباب مین اوپر لائق یہ ہی کہ جمع کرے درمیان صلوٰۃ و السلام کے بلکہ لفظ آل کا بھی اور لفظ برکت کا بھی شامل کرے پس یون کہے اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم یا خدا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے برکت دے اور سلامتی عطا کر ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے پوچھا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیونکر درود دین اوپر تیرے بھیجا کرین ہم فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد عبدک و رسولک خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے کہ بندہ تیرا ہی اور پیغمبر تیرا ہی کما صلیت علی ابراہیم جیسی کہ رحمت نازل کی تو نے اوپر ابراہیم کے و بارک علی محمد اور برکت بھیج تو اوپر محمد کے کما بارکت جیسی برکت بھیجی تو نے علی ابراہیم اوپر ابراہیم کے روایت ہی ابو حمید ساعدی سے کہ کہا اصحاب نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر درود بھیجا کرین ہم اوپر تیرے فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد و علی ازواجہ و ذریتہ خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر بیبیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے و بارک علی محمد و علی ازواجہ اور برکت بھیج تو اوپر محمد کے اور بیبیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے کما بارکت علی ابراہیم جیسی کہ برکت بھیجی تو نے اوپر ابراہیم کے انک حمید مجید تحقیق تو حمد اور تعریف کیا گیا ہی اور بزرگ ہی اور بیچ بعضی روایت کے کما بارکت علی ابراہیم کے آگے لفظ فی العالمین کا بھی ہی یعنی بیچ سب عالم اور خلق کے بعض اہل حدیث کی محققون نے کہا ہی افضل اور بہتر یہ ہی کہ اسطرح سے درود پڑھین کہ جسمین سب طریقہ نقل کیے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آجائین اور وہ درود جامع ہوئے پس چاہیے کہ اسطرح پڑھین اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ نقل ہی کہ ایک شخص نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بیچ خواب کے دیکھا بعد وفات اونکی کے اور پوچھا کہ کیا گیا تیرے ساتھ خدا نے اے سید میرے امام شافعی نے کہا گناہ میرے بخش دیے اور بڑی تعظیم اور احترام سے یعنی شان و شوکت سے مجھکو بہشت مین لیگئے جیسے کہ نوشتہ کو دولھن کے گھر لیجاتے ہین اور مجھپر بہت سی چیزین یعنی جواہر اور یاقوت اور موتی نثار کیے بسبب برکت ایک درود کے کہ مین پڑھا کرتا تھا وہ شخص کہتا ہی پوچھا

ہینو کہ وہ درود کون سی ہی فرمایا اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کلما ذکرہ الذاکرون و
کلما غفل عن ذکرہ الغافلون خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل محمدؐ کے اوس قدر کہ ذکر
کرتے ہین اوسکا ذکر کرنیوالے اور اوس مقدار کہ غفلت کرتے ہین اوسکے ذکر سے غافل ایک شخص سے
سلف کے لوگون مین سے نقل کیا گیا ہی کہ کہا اوسنے کہ تھا مین دریا کے ایک کشتی مین کہ ناگاہ ہوا طوفان
کی اوٹھی کہ اسکو افلابیہ کہتے ہین اور ملاحون مین یہ بات مشہور تھی کہ اوس ہوا سے کم نجات ہوتی ہی قلق اور
اضطراب کشتی کے بیٹھنے والون مین پڑا اور ڈوبنے کے خوف سے سب خروش اور شور مین آئے اور ایک
دوسرے کو وداع کرنے لگا کہ ناگاہ پینکی اور اونگ نے مجھپر غلبہ کیا کہ آنکھ میری کچھ لگ گئی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیدار پر انوار اپنا مجھکو دکھایا اور عنایات بیغایات سے فرمایا کہ ان کشتی کے لوگون سے کہدے کہ ہزار مرتبہ
یہ درود مجھپر بھیجین اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد خدایا درود بھیج تو اوپر سردار ہمارے کے کہ
محمدؐ ہی اور اوپر آل سردار ہمارے کے کہ محمدؐ ہی صلوۃ تنجینا بھا وہ درود کہ نجات دے تو ہمکو بسبب اوسکے
من جمیع الاھوال والآفات سب ہولون اور آفتون سے وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات اور روا کر تو بسبب اوسکے
سب حاجتین ہماری وتطھرنا بھا من جمیع السیأت اور پاک کر تو ہمکو بسبب اوسکے سب گناہون سے وترفعنا
بھا عندک اعلی الدرجات اور بلند کر تو ہمکو بسبب اوسکی اپنے نزدیک بلند درجہ مین درجون سے وتبلغنا بھا
اقصی الغایات اور پہونچا تو ہمکو بسبب اوسکے انتہا اور تمام غرضون اور مقصودونکو من جمیع الخیرات سب نیکیون سے
فی الحیوۃ وبعد الممات بیچ زندگی کے اور بعد مرنے کے وہ شخص کہتا ہی کہ پھر بیدار ہوا اور جاگا مین اور کشتی کے
لوگون کو اس خواب سے خبردار کیا مین نے لوگ ساتھ پڑھنے اس درود کے مشغول ہو گئے ابھی تین سو مرتبہ بھی
نہ پڑھی گئی تھی کہ ہوا طوفان کی نے تسکین پائی اور ہم سب خلاص ہوئے چاہیے جاننا کہ اس درود کو اکثر صاحب
اوقات لوگ پڑھتے ہین اور بہت فائدہ حاصل کرتے ہین اور اس درود کو درود ہزارہ بھی کہتے ہین فائدہ جاننا چاہیے
کہ لکھا ہی درود پڑھنے کے فائدون مین سے بڑا فائدہ یہ ہی کہ درود پڑھنے والے کو دولت زیارت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ لگتی ہی اور جس شخص نے حضرت کو خواب مین دیکھا گویا بیداری مین یعنی جاگتے
مین دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہی جس شخص نے دیکھا مجھکو خواب مین پس تحقیق دیکھا اوسنے مجھکو حق یعنی راست اور
سچ پس بدرستی کہ شیطان شبیہ میری نہین بن سکتا اور جس شخص نے سرور کائنات علیہ الصلواۃ کو دیکھا
دوزخ کی آگ نہ دیکھیگا ساتھ دلیل حدیث جابر ابن عبد اللہ انصاری کی رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لگے گی آگ اوس مسلمان کو کہ جس نے دیکھا مجھکو یا دیکھا اوسکو کہ جسنے دیکھا مجھکو فائدہ جاننا چاہیے کہ لکھتے ہین معمول یہ تھا کہ درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی نہ بیٹھتا تھا ایکدن ایک شخص آیا آپ نے اوسکو اونہی او صدیق اکبر کے بیچ مین بٹھایا اصحاب نے تعجب کیا جب وہ شخص مجلس سے اوٹھکر باہر گیا آپ نے فرمایا یہ شخص یہ درود مجھپر بھیجتا ہی اللھم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمدؐ کے جیسے کہ حکم کیا ہی تو نے ہمکو اسکا کہ ہم درود بھیجتے ہین اوپر اوسکے اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمدؐ کے جیسے کہ وہ لائق اوسکے ہی اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضی لہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمدؐ کے جیسے کہ دوست رکھے تو اور چاہی تو اور راضی ہووی تو واسطے اوسکی فائدہ جاننا چاہیے کہ نقل کیا گیا ہی جو شخص اوس درود کو ساتھ اس درود کے اللھم صل علی روح محمد فی الارواح خدایا درود بھیج تو اوپر روح محمدؐ کے بیچ ارواح کے وعلی جسد محمد فی الاجساد اور اوپر بدن محمدؐ کے بیچ بدنون کے وعلی قبر محمد فی القبور اور اوپر قبر محمدؐ کے بیچ قبرونکے متعلق ہی ساتھ قول اوسکے کے ساتھ اس درود کے ملاکر ستر مرتبہ پڑھا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہی فرد نقاب چہرۂ تابان سے تنک اوٹھا دیجے کبھی تو اپنی جھلک ہمکو بھی دکھا دیجے ٭ فرد مہروسہ کا نور جاوے دم مین بھول ٭ خواب مین جو دیکھ لے روے رسول ٭ فائدہ جاننا چاہیے کہ آیت ذکر کی گئی ہی بموجب قاعدہ عربی کے دلالت کرتی ہی کہ حق تعالےٰ اور فرشتہ ہمیشہ اور مدام اور پیوستہ اور علی الدوام صلواۃ اور درود اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجتے ہین پس سزاوار اور لائق ساتھ حال مسلمان کے یہ ہی کہ علی الدوام اور ہر صبح وشام ساتھ ذکر صلواۃ اور ادای تسلیمات کے اوپر سید کائنات علیہ افضل التحیات اور اکمل الصلواۃ کے گویا اور رطب اللسان ہووے اور بیچ جمیع مقصود اور کام کے اور کل مہم اور مرام کی طرف روح پر فتوح اوسکی کے متوجہ رہی اور اوس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع اور وسیلا بنا کرے تو سب مرادین اوسکی حاصل ہووین اور مہمات دینی اور دنیوی آسان ہووین غزل یا محمد تم ہو محبوب آلہ ٭ اور خلق اللہ کی پشت و پناہ ٭ کیجیو میری مدد یا شاہ دین ٭ آپ کی امت سے ہو مین روسیاہ ٭ کیجیو للہ اب مجھپر کرم ٭ مین تمھارا ہون گدا ای بادشاہ ٭ حق تعالی سی ہو تم میرے شفیع ٭ تا نہووے حال عاصی کا تباہ ٭ یہ وصال خستہ جان ہی آپکا ٭ کیجیو اسپر کرم کی اک نگاہ ٭ فائدہ جاننا چاہیے کہ جو آدمی چھوٹی چھوٹی درود پڑھے اوسکے شمار کے درمیان دو چار مرتبہ لفظ آک کا اور سلام کا اور برکت کا بھی کہہ لیا کرے مثلاً ایک شخص ہزار مرتبہ پڑھے صلی اللہ علی محمد بیچ ہر صد کے یعنے

بیچ ہر ہفتے کے آخر کو یہی کہہ لیا کرے دو تین مرتبہ آلہ وبارک وسلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے
عزوجل کے دو تین حرمتیں ہیں جس شخص نے کہ محافظت رکھی اون تین حرمتونکی اور راہ اور پاس رکھا اونکا
حفظ و امان میں رکھیگا اللہ تعالیٰ دین و دنیا اوسکی کو اور جو کہ نہ محافظت کریگا اونکی خدا نہ حفظ و امان میں رکھیگا
اوسکی دنیا کو نہ اوسکی آخرت کو ابن عمر کہتے ہیں کہ پوچھا میں نے کیا ہیں وہ حرمتیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا امت اسلام کی اور حرمت میری اور حرمت اولاد میری کی بیچ روایت صحیح بخاری کے ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قول اونکی سے نگاہ اور پاس محمد کا رکھو صلی اللہ علیہ وسلم بیچ اہل بیت اونکی کے پس نہ اذیت
دو اونکو روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اور اہل بیت میرے ایک درخت ہیں بہشت
میں اور شاخیں اور ٹہنیاں اوسکی دنیا میں ہیں پس جو شخص چاہے پروردگار اپنی کیطرف راہ پکڑے یعنی جو کہ
اطاعت اور محبت حضرت کی اور آل اوسکی کی کریگا خدا کیطرف اور بہشت کیطرف پہونچیگا روایت ہے فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیال میرے اور محل امانت کا اور محل خزانہ میرے کا اہل بیت میرے ہیں اور انصار
ہیں پس قبول کرو اور سنو اور راضی ہو نیکیوں اونکی سے اور درگذر کرو برائیوں اونکی سے روایت ہے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اور بہتر اون لوگوں میں سے کہ بہشت میں داخل ہونگے میں اور علی
اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا پس محب اور دوست ہمارے کہاں داخل
ہونگے آپ نے فرمایا پیچھے تمہارے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سبب اور ہر نسب منقطع اور کٹ جاویگا دن قیامت کے سوائے سبب اور نسب
میرے کے اور ایک روایت یہ ہے کہ سوائے سببیان میرے کے اور سبب اور نسب میرے کے اور ایک روایت یہ ہے کہ
فرمایا آپ نے نسب میرا اور سببیانا میرا آویگی دن قیامت کے پس شفاعت کرینگے اونکی کہ جن سے
یہ تعلق رکھتے ہیں روایت ہے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا میں نے پروردگار اپنے سے
کہ نہ داخل ہو کوئی اہل بیت میرے سے بیچ دوزخ کے پس قبول فرمایا حق تعالیٰ نے اسبات کو اور
فرمایا اول سب سے داخل ہونگے حوض کوثر پر اہل بیت میرے اور دوست میرے اور فرمایا کہ ہم
اولاد عبد المطلب کے سردار بہشتیوں کے ہیں حمزہ اور علی و جعفر ابن ابی طالب اور حسن اور حسین اور مہدی
اور فرمایا لازم پکڑو اوپر آپ کے دوستی ہماری کہ اہل بیت ہیں ہم یعنی دوستی میری اور آل میرے کی
پس حقیقت حال یہ ہے کہ جو شخص کہ پہونچیگا خدا کے روبرو اور وہ دوستی رکھتا ہو گا ہمسے داخل ہو گا بہشت میں

ساتھ شفاعت ہمارے لیے قسم ہی اوس شخص کی جان میری بیچ ہاتھ اوسکے کے ہی یعنی خدا کی نہ نفع کریگا اور نہ کام آویگا بندہ کے لیے عمل نیک اوسکا بغیر دریافت کرنے حق ہمارے کے یعنی جو کہ اہل بیت کا حق پہچاننے کا اور اون سے دوستی رکھیگا اوسکا عمل نیک بھی کام کا ہی والا کچھ کام کا نہین کسی شاعر نے خوب کہا ہی فرد

بی حب اہل بیت عبادت حرام ہی ہی زاہد تری نماز کو میر اسلام ہی اور روایت ہی کہ نہین کوئی اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مگر واسطے اوسکے عہدہ شفاعت کا ہی یعنی ہر ہر شخص اہل بیت کا شفاعت گنہ گارونکی کریگا اور بخشوایگا روایت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بغض رکھیگا اہل بیت سے پس وہ منافق ہی بیچ جامع ترمذی مین روایت ہی کہ ہم منافقون کو ساتھ بغض علی ہی کے پہچانتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ارادہ کرے کہ وسیلہ پکڑے مجھکو اور یہ کہ ہووے واسطے اوسکے میرے ہاتھ کہ شفاعت کرون مین واسطے اوسکے ساتھ اوس ہاتھ کے پس چاہیے جاننا اوسکو کہ ملاقات اور اخلاص کرے میرے اہل بیت سے اور خوش کرے اونکے تئین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سردار ہی بہشت کی بیبیون کی اور حسینؓ اور حسنؓ سردار ہین بہشت کے جوانون کے اور فرمایا حسنؓ اور حسینؓ دو پھول میرے ہین دنیا مین اور فرمایا جس شخص نے دوستی رکھی حسنؓ اور حسینؓ سے اوسنے دوستی رکھی مجھسے اور جسنے بغض رکھا اونسے بغض رکھا مجھسے فصل جاننا چاہیے کہ شمائل اور فضائل جناب ولایت مآب محبوب رسول مقبول زوج بتول شیر خدا علی مرتضی کی بی انتہا اور لاتعداد و لاتحصی ہین کہا امام احمد حنبل نے رحمہ اللہ علیہ نہین پہونچے ہمکو فضائل اور بزرگیان کسیکی اسقدر کہ پہونچی ہین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی کہا قاضی اسمٰعیل بخاری اور نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے نہین وارد ہوے فضائل اور مناقب بیچ حق کسیکی اصحاب کرام سے ساتھ سندون حسن اور قوی کے زیادہ اون فضائل اور مناقب سے کہ وارد ہوئی ہین بیچ حق علیؓ کے پس وہ جناب کرامت انتساب اول مسلمان کان عرفان برادر رسولؐ زوج بتول عالم ربانی شجاع یزدانی زاہد و عابد و خطیب و غریب جامع و حافظ قرآن نامور و حامی اہل ایمان ہی رسالت کے ظاہر ہونے کے پہلے بھی اوس بندہ خدا نے بت کیطرف کبھی رخ نہین کیا اور نہ کبھی اوسے پوجا اسی واسطے کہا جاتا ہی اوس جناب کو کرم اللہ وجہہ یعنی بزرگ کیا اللہ تعالی نے منہ اوسکا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنا علی کیطرف عبادت ہی اور فرمایا ذکر علیؓ کا عبادت ہی اور جبکہ ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حکم کیا علیؓ کو کہ اقامت کرے اور رہے کئی دن تک بیچ مکہ کے تاکہ امانت اور وصیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ تھی اوسکے پاس اوسکو ادا کرے اور لوگون کو ابلاغ اور ارشاد کرے چنانچہ حضرت ولایت پناہ حقیقت آگاہ حکم

جناب رسالت مآب کا بجا لائی اور نایب حضرت کے ہوکر چند روز مکہ مین رہی بعد چند روز کے مدینہ مین
اگر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور وہ شیر نیستان شجاعت شہسوار میدان جلالت سب لڑائیون مین ہمراہ
رکاب رسالت مآب کے رہی اور نشان اونکی پاس رہا مگر تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس جناب کو اپنا خلیفہ کرکر مدینہ مین چھوڑا تھا اور فرمایا تھا کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسی سی اور آثار
اور اخبار حضرت اسد اللہ الغالب کی شجاعت اور جرأت اور فتح اور نصرت کی مشہور اور معروف ہین کتابین
کی کتابین اوس سی بھری ہوئی ہین سولہ زخم اُحد کی جنگ مین بدن مبارک کے اوپر آئی تھی اور جنگ خیبر مین
نشان آپکے ہاتھ مین تھا اور فتح بھی آپ ہی کے ہاتھ ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دی تھی کہ
فتح علیؑ کے ہاتھ ہے چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سی ثابت ہی اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
کہ کل کو نشان اوس شخص کو دونگا کہ خدا اور رسول اوسکا محبوب ہی اور وہ خدا اور رسول کا محبوب ہے
اور دروازہ قلعہ خیبر کا شیر خدا نے اوکھاڑ کر اپنی سپر کی تھی اور اپنی پشت مبارک پر رکھکر اوسکا پل بنا دیا تھا
خندق کے اوپر تو دلاور اور بہادر اوس پر چڑھکر اور عبور کرکر خیبر کے قلعہ پر جا چڑھی تھی اوس دروازہ کو
جبکہ شیر خدا نے اپنی ہاتھ سی زمین پر ڈالا آٹھ آدمیون نے زور کیا ہرگز نہ ہلا اور کہم چالیس آدمیونسے
نہ اوٹھا روایت ہی کہ ایکدن علی مرتضی مسجد مین سوتے تھے اور مٹی کندھی کو لگ گئی تھی کہ حضرت محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اپنی ہاتھ سے وہ مٹی دور کی اور فرمایا قم یا ابوتراب یعنی کھڑا ہوا ای باپ مٹی کی نزدیک
اہل تحقیق کے یہ بڑی منقبت اور بزرگی ہی علی مرتضی کی اسواسطے کہ مراد خاک سی اہل اللہ اور اولیا
کرام ہین کہ فنا ہوگئی ہین اور خاک در خاک ہو گئے ہین عشق اور محبت الٰہی مین اور وصل ہوئی ہے
ہین جناب کبریائی سی اور تواضع اور عاجزی اور انکسار خاک کے مانند اونپر ختم ہی اور باپ سی مراد
اصل بنیاد ہی پس اصل اور بنیاد سب عارفون اور ولیون کے حضرت شاہ سیادت پناہ ہین فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مجھسی ہی اور مین علی سی ہون اور فرمایا مین شہر علم کا ہون اور علی
دروازہ ہی اوسکا پس جو شخص چاہی کہ شہر مین داخل ہوی پس چاہیے کہ پہلے دروازہ مین آوے اور
فرمایا آدمی سب جُدی جُدی درختونسی ہین اور مین اور علی ایک درخت سی ہون اور فرمایا بدبخت زیادہ تر آدمیون
مین سی دو شخص ہین ایک وہ کہ جسنے صالح پیغمبر کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور دوسرا وہ کہ یا علی تیرے منھ اور داڑھی
کو خون سی رنگیگا یعنی قاتل علی کا ابن ملجم اور فرمایا حضرت نے ایک روز کہ بند کردو دروازے اپنے مسجد مین سی

مگر علی کا دروازہ کھلا رہا ہے پس ہر حال مین حضرت علیؑ کو مسجد مین آمد و رفت درست تھی مانند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے فرمایا حضرت نے تحقیق ہے یہ بات کہ اللہ تعالے نے رکھی اولاد ہر نبی کی اوسکی پشت مین اور رکھی میری اولاد
بیچ پشت علی کے اور فرمایا سرنامہ نامہ اعمال مومنون کا دوستی علی ابن ابی طالب کی ہے اور فرمایا علیؑ مجھسے بمنزلہ
سر میرے کے ہے بدن سے اور فرمایا علی کی چمک ہوگی بہشت مین جیسے کہ قریب صبح کے ستارہ نکلی ہوتی ہے اور فرمایا تحقیق
بہشت مشتاق ہے تین شخص کی علیؑ اور عمارؓ اور سلمانؓ کی اور فرمایا کہ یا علیؑ تو قسیم ہے یعنے بانٹنے والا ہے بہشت کا
اور دوزخ کا کہ روز قیامت کے کہیگی دوزخ کہ یہ میرے ہین اور یہ تیرے ہین یا علی یعنی بہشتی بہشتی علیؑ کیطرف
آوینگے اور دوزخی دوزخی دوزخ کی طرف جاوینگے روایت ہے حضرت ابوبکرؓ سے رضی اللہ تعالی عنہ کہا کہ
سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ گذر سکیگا کوئی پل صراط پر مگر وہ شخص گذر جاویگا
کہ جسکو علی چٹھی گذاریکی لکھدیگا **فصل** جاننا چاہیے کہ شان تب حضرت خاتون قیامت مخزن امانت جناب
رسالت نور دیدہ رسول یعنی جناب پاک حضرت بتول کے سلام اللہ علی محمد و علیہا زیادہ حد سے اور خارج عدد
سے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن پکاریگا پکارنیوالا یعنی ایک آواز عرش کے نیچے سے
آویگی کہ اے حشر کے لوگو کہ جمع ہو رہے ہو بند کرو اپنی آنکھون کو تاکہ گذرے فاطمہؓ بیٹی محمدؐ کی صلی اللہ
علیہ وسلم پل صراط کے اوپر سے پس گذریگی فاطمہ کہ اوسکی رکاب مین ستر ہزار حورین ہونگی بجلی کیطرح سے
گذرنا اور فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے اذیت دے مجھکو اذیت دے اوسکو اور خوش کرے اور راحت دے
مجھکو جو کہ خوش کرے اور راحت دے اوسکو اور فرمایا محبوب زیادہ اہل بیت میرے سے میری طرف فاطمہؓ ہے
اور روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو طاہرہ و مطہرہ فرمایا اسواسطے کہ شرک
اور گناہ سے پاک ہین اور حیض اور نفاس سے یعنی جیسی کہ عورتین ہر مہینے مین اور بعد ولادت کے یعنی بعد
جننے کے بے نماز ہوتی ہین آپکو یہ عارضہ نہوتا تھا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مشکوۃ شریف
کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ روایات مین آیا ہے کہ جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علی محمد و علیہا بیچ خدمت شریف سید الابرار
پدر بزرگوار اپنے کے حاضر ہوتی تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے اور پیشانی کو خاتون قیامت
کی چوم لیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک فاطمہ زہرا کے تشریف لاتے تھے
فاطمہ زہرا بھی حضرتؐ کے ساتھ اسیطرح درپیش آتی تھین **ابیات** منزلت زہرا کی جانے ہے خدا، بعد اوسکے
اور احمد مجتبیٰ، مدح کیا اوسکی کرے کوئی رقم، ہاتھ مین تعداد کے اسکا قلم، خوبیان اونکی ہین بے حد و شمار

جانتا کوئی نہین جز کردگار ✿ بیگمان طاہر مطہر ہو وہ ذات ✿ خاص ذات کبریا و الاصفات ✿ پارسائی ختم ہی
اوس ذات پر ✿ یہ سخن بھی ہو تمام اسبات پر ✿ **فصل** چاہیے جاننا کہ فضائل اور فواضل ریحانہ رسول و
دروانہ بتول حامل صدور محن یعنی حضرت امام حسن سلام اللہ علی محمد و علیہ کے زیادہ حد و غایت سے اور بیرون
تقریر او رکتابت سے ہین روایت ہی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین براء ابن عازب سے کہا اون نے دیکھا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسحال مین کہ حسنؑ آپکے کندھے پر تھا اور کہتے تھے آپ خدایا دوست رکھتا ہون
مین اسکو پس دوست رکھ تو بھی اسکو روایت ہو ابن عباس سے کہ آئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سوار کیا
تھا اپنی گردن مبارک پر حسن کو پس اسحال مین رستے مین ملا ایک مرد اور اوس نے کہا کیا اچھی سواری پر سوار
ہوا تو اے لڑکے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا سوار ہو وہ یعنی جیسے کہ سواری اچھی ہے
سوار بھی اچھا ہو روایت ہی عبداللہ ابن زبیر سے کہ شبیہ تر اولاد نبی سے سات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے حسن تھا اور دیکھا مین نے اوسکو کہ وہ آتا تھا اور حضرت سجدے مین ہوتے تھے اور وہ آپکی گردن پر یا پیٹھ
پر سوار ہو بیٹھتا تھا پس آپ اوسکو نہ اوتارتے تھے اور سجدے ہی مین رہتے تھے یہانتک کہ وہ آپسے اوترتا
اور البتہ تحقیق یہ ہی مین نے دیکھا آپکو کہ رکوع مین ہوتے اور پاؤن اپنے کشادہ کر دیتے تھے کہ حسن اوسمین سے
دوسری طرف نکل جاتے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدایا مین حسن کو دوست رکھتا ہون
تو بھی اسکو دوست رکھ اور دوست رکھ اوس شخص کو کہ جو حسن کو دوست رکھے روایت ہی ابو ہریرہ سے
کہ دیکھا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کھولتے منھ حسن ابن علی کا اور داخل کرتے تھے اپنا منھ
حسن کے منھ مین اور کہتے تھے خدایا دوست رکھتا ہون مین اسکو تو اسے دوست رکھ اور جو کہ اسے
دوست رکھے اوسکو دوست رکھ **فصل** چاہیے جاننا کہ مناقب اور محامد قرۃ عین رسول نور چشم بتول
راحت جان مرتضی کان عرفان ذات کبریا شہید تیغ کرب و بلا قتیل شمشیر جور و جفا شریف و سعید کونین
سید الشہدا حضرت امام حسین سلام اللہ علی محمد و علیہ کے خارج حد بیان سے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون دوست رکھے حق تعالی اوس شخص کو کہ دوستی رکھے
حسین سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین دو گوشوارہ ہین عرش کے اور
جسوقت کہ حق تعالی نے بہشت کو پیدا کیا ساتھ اوسکے خطاب کیا کہ تو جگہ رہنے مسکینون اور غریبون کی
ہوگی یعنی اکثر مسکین و فقیر بہشت مین جاوینگے کہ گناہ کم کرینگے اور فقر و فاقہ اور رنج دنیا مین اوٹھاوینگے

حق تعالی اوسکے عوض اونکو نعمتین اور راحتین بہشت کی بخشیگا بہشت نے عرض کی کہ الٰہی کسواسطے جگہ مسکینونکی
اور منزل درویشون کی مجھکو کیا تو نے ندا پہونچی بہشت کو کہ آیا تو راضی اور خوش نہین ہوتی کہ ارکان تیرے
آراستہ کیے ہین ہمنے ساتھ حسنؑ اور حسینؑ کے یعنی وہ دونون بادشاہزادہ ہین دو جہان کے بہشت نے اسکے
فخر اور خوشی کی اور کہا راضی ہوئی مین پس شوکت حسنؑ اور حسینؑ کی اسقدر ہی کہ اگر بہشت ہی تو اوسکے ارکان
آراستہ ہین ساتھ حسن اور حسین کے اور جو عرش مجید ہی گوشوارہ اور زیب و زینت اوسکے حسنؑ اور حسینؑ ہین
اور جو دل مومن کا ہی تو وہ روشن ہی ساتھ دوستی حسنؑ اور حسینؑ کے رباعی آفتاب اوج عرفان
ماہتاب چرخ دین ؛ شبر و شبیر ہین واللہ اسمین شک نہین ؛ عرش و کرسی روضہ رضوان دل آدم تمام ؛
نور سے اونکے منور ہین عزیزو بالیقین ؛ فائدہ روایت ہی عائشہ صدیقہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ خبر دی مجھکو جبرئیلؑ نے بدرستی بیٹا میرا حسینؑ قتل کیا جاویگا بعد میرے زمین نجف مین اور لایا جبرئیلؑ
میرے پاس یہ مٹی وہان کی اور خبر دی مجھکو اوسنے کہ اس مٹی مین اوسکی لاش ہوگی انس ابن مالک کی روایت
سے ثابت ہی کہ حق تعالی سے اجازت اور اذن چاہا اوس فرشتے نے کہ باران اور مینھہ کا اوپر موکل اور متعین ہے
واسطے حاضر ہونیکے بیچ خدمت بابرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حاصل شرف زیارت اوس جناب رسالت
مآب کی صلی اللہ علیہ وسلم پس حق تعالی نے اذن دیا اور اجازت فرمائی کہ جا تو اور زیارت محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم سے سعادت اور برکت حاصل کر چنانچہ وہ فرشتہ دنیا مین حضرت کے حضور پرنور مین حاضر ہوا اور حضرت اوس روز
حضرت ام سلمہ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے کہ آپکی بی بی ہین پس فرمایا آپ نے اے ام سلمہ حجرے کے دروازہ پر
جا بیٹھ اور نگاہبانی کر کہ کوئی ہمارے پاس نہ آسکے ام سلمہ حکم بجا لائین کہ اتنے مین پارہ مصطفے لخت دل مرتضی
امیر دارین حضرت امام حسین سلام اللہ علی محمد وعلیہ حضرت کے گھر مین آئے ہرچند ام سلمہ نے مزاحمت کی لیکن
شاہزادہ کہ طفل نازپروردہ حضرت کے تھے بقول شخصی کہ ناز بران کن کہ خریدار تست ام سلمہ کا منع کرنا نہ مانکر
کود کر حضرت کے پاس آگئے پس حضرت نے شروع کیا یہ کہ پیار کرتے تھے شاہزادہ کو اور بوسہ دیتے تھے
اور چومتے تھے پس عرض کی اوس فرشتے نے حضرت کی خدمت عالی مین آیا دوست رکھتا ہی تو اسکو آپ نے
فرمایا ہان اوس فرشتے نے کہا امت تیری قریب ہی کہ قتل کریگی اوسکو اور اگر چاہے تو دیکھا دون اوس
مکان کو کہ جہان یہ قتل کیا جاویگا پس حضرت کو زمین کرب و بلا کی دکھا دی پس لائے حضرت اوس زمین کی
مٹی درو دری سرخ اور دی ام سلمہ کو پس لی وہ مٹی ام سلمہ نے اور اپنی چادر کے کونے مین باندھ لی اور ایک روایت مے

کہ حضرت نے سونگھا اوس مٹی کو اور کہا کہ اسمین بو کرب و بلا کی آتی ہی ایک روایت یہ ہی کہ ام سلمہ کہتی تھین
کہ آنحضرت نے دی مجھکو مٹی سرخ اور فرمایا کہ یہ مٹی اوس زمین کی مٹی مین سے ہی کہ جہان میرا حسین قتل کیا جاویگا
پس جس زمانہ مین ہو جسوقت کہ یہ مٹی خون اور لہو بن جاویگی پس جانیو تو کہ تحقیق حسین قتل کیا گیا ام سلمہ کہتی
ہین رکھا مین نے اوس مٹی کو ایک شیشے مین کہ میرے پاس تھا اور مین اوسکو ہمیشہ دیکھتی رہی اور کہتی رہی
کہ جسدن لہو ہو جاویگی وہ دن بڑا سخت ہوگا اور ایک روایت یون ہی کہ جبرئیل امین نے خبر دی آنحضرت
کو قتل ہونے حضرت حسین کے اور کہا آیا کیا نہ دکھاؤن مین تجھکو مٹی اوسکی یعنی قتل گاہ کی پس لائے جبرئیل امین
کنکریلی مٹی کی ایک مٹھی پس رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مٹی کو شیشہ مین اور روایات سے
ثابت ہوتا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی صحابی کی صورت بنکر حضرت کی خدمت مین آتے تھے اور میوہ بہشت
کا دونون صاحبزادونکو گریبان اور آستین سے نکالکر دیتے تھے اور جھولا شاہزادونکا ہلاتے تھے تاکہ شاہزادہ
آرام سے سوئین اور حضرت فاطمہ زہرا خدا کی بندگی خاطر جمع سے بجالاوین اور چکی حضرت خاتون قیامت کے
ساتھ پیستے تھے اور محنت اور مشقت بٹاتے تھے حضرت خاتون کو ظاہر مین دکھلائی نہ دیتے تھے قطعہ عجب درگاہ
ہی آل نبی کی جو کہ جبرئیل امین ہی جسکا خادم ❊ کسی اونکے مراتب سے خبر ہی ❊ خدا اونکے مدارج کا ہی عالم ❊
فائدہ ❊ روایت ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہزادہ حسین کو اپنی داہنی ران پر اور
فرزند صلبی اپنے کو کہ ابراہیم نام تھا بائین ران پر بٹھائے ہوئے خوش وخرم بیٹھے تھے کہ جبرئیل امین حاضر ہوئے
اور کہا حق تعالی ان دونون کو تیرے واسطے جمع نکریگا ان دو مین سے ایک کو خدا لیگا اور ایک کو تو
اختیار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر حسین وفات پاویگا تو جان میری جلیگی اور بھی جان
علی اور فاطمہ کی اور جو ابراہیم نے وفات پائی تو زیادہ درد وغم میری جان پر ہوگا مین نے موت ابراہیم
کی اختیار کی بعد تین دن کے اس قصہ سے ابراہیم نے وفات پائی بعد اسکے جب شاہزادہ حسین حضرت کے پاس
آتے تھے آپ اونکو چومتے تھے اور فرماتے تھے اہلا و مرحبا کہ فدا کیا مین نے تجھپر بیٹا اپنا ابراہیم ابیات
حسین ابن علی جان نبی ہی ❊ وہ ریحانِ گلستانِ نبی ہی ❊ نبی کے جان و دل کا ہی وہ آرام ❊ سخن یہ جانتے ہین
خاص اور عام ❊ کیا فرزند اپنا اوسپہ قربان ❊ شہ ہر دو سرا تھے ہوکے حیران ❊ محبت تھی جو اوسکی مین غالب
ہوئے اوسکے ہی بس جینے کے طالب ❊ ہوئے فرزند کے مرنے سے راضی ❊ خدا کی دیکھئے یہ کارسازی
نبی جسپر کرے فرزند قربان ❊ سوا شبیر کے کسکی ہی یہ شان ❊

مخزن چوتھا بیچ ذکر وفات حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیچ ذکر وفات حضرت خیر النسا بضعہ خواجہ ہر دو سرا کی سلام علیٰ محمد و علیہا

اوپر آئینہ دل اہل صفا کے اور مرآت خاطر با نور رضیا کے بیّن اور روشن ہو جیو کہ بعد ولادت حضرت امام حسین اور امام حسن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیچ تربیت اور پرورش شاہزادونکے مشغول تھے اور جدائی اونکی اور رنج اونکا مطلق گوارا نکرتے تھے چنانچہ ایسا ثابت ہوتا ہی روایت سے ایکدن شاہزادے حسین کو اپنے سینہ پر بٹھایا تھا کہ اونھون نے پیشاب کر دیا دائی نے جلد سے گھبرا کر اوٹھا لیا کہ شاہزادہ نے رو دیا آپکو اونکے رونے سے کمال رنج ہوا اور رقت آگئی اور فرمایا کہ تو نہین جانتی کہ یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہی جو اسکو اذیت دیگا مجھکو اذیت دیگا تدارک اسکے پیشاب کرنیکا ہو سکتا ہی کہ مین دھو ڈالونگا جامہ کو پاک ہو جاویگا لیکن علاج اسکے رنج کا یہ رو پڑا اب کیا ہو سکتا ہی اور شاہزادونکی ناک بھی آپ پاک کیا کرتے تھے اور سیکو اسکام کیواسطے نفرماتے تھے ایسا ہی ثابت ہوتا ہی بعضی روایتون سے الغرض دونون شاہزادے آپکے دامن عنایت مین پرورش پاتے تھے اور حضرت زہرا اور علی مرتضیٰ بیچ خدمت سراپا برکت کے حاضر رہتی تھی اور سعادت عبادت کی اور نعمت معرفت کی رات دن حاصل کرتے تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز اپنی اہل بیت مین خوش و خرم رہتی تھی اور شکر خدا عزوجل کا بجا لاتے تھی اور عالم کو ہدایت اور ارشاد اور کافرونکو تنبیہ و تہذیب کرتے تھے اور تمام اطراف مین عالم کے آپ کیطرف سے امیر اور قاضی اور حاکم واسطی جاری کرنے دین اور ایمان کے بھیلے ہوئے تھی کہ اس اثنا مین یعنی جبکہ دسوان برس ہوا ہجرت سے حضرت کا ارادہ ہوا خدا کے حکم سے حج کرنیکا خلق کثیر واسطے ساتھ ہونے رکاب رسالت مآب کے مدینہ مین جمع ہوئی حضرت ہفتہ کے دن پچیسوین تاریخ ذیقعدہ کی احرام حج کا باندھکر یعنی غسل کر کر اور کنگھی سر مین پھیر کر اور تیل بالونمین لگا کر اور خوشبو بدن مبارک کو ملکر رشک افزای صد مشک و عنبر ہو کر اور سیئے ہوئے کپڑے اوتار کر اور لنگ باندھکر اور سفید چادر اوڑھکر آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کرتے ہوئے دولتخانہ مبارک سے طالع اور برآمد ہوئے اور نماز ظہر کی مدینے کی مسجد مین ادا کر کر مکہ کیطرف مع اہل بیت اور اصحاب اور ملازمین اور احباب کے ساتھ حشمت و جاہ کے اور تائید اور امداد اللہ کے روانہ ہوئے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ لئے کہ یمن مین تشریف رکھتی تھی بحسب طلب حضرت رسالت مآب کے صلی اللہ علیہ وسلم وہانسے روانہ ہو کر بیچ اثنا راہ کی شرف ملازمت سرور دو جہان کے

صلی اللہ علیہ وسلم حال کی اور ہمراہ رکاب سعادت مآب کے مکہ کو راہی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد رسول ہونے کے یہی ایک حج کیا ہے کہ اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اس حج مین حضرت نے یارون کو
بلاکر وداع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ سیکھو مجھ سے احکام حج کے پس تحقیق نہ حج کرونگا مین بعد اس برس کے اسواسطے
کہ بعد اس حج کے آپکی وفات ہوئی ہے روایت ہے کہ حضرت نے مکہ مین عرفہ کے دن عرفات کے میدان
بطن وادی مین خطبہ پڑھا اور وصیتین آل واصحاب اور اصداق اور احباب کو کین اور فرمایا ڈرو تم خدا سے
بیچ حق بیبیون اپنی کے کہ اونکو اپنے تحت نکاح مین لائے ہو تم اور اونکے شرمگاہون پر تصرف کیا ہے تم نے
ساتھ کلمہ خدا تعالے کے اور ساتھ حکم اوسکے کے تمھارا حق اوپر یہ ہے کہ وہ بیبیان تمھاری فراش پر کسی
مرد کو قدم نہ رکھنے دین یعنی بیگانہ مرد کو اور نامحرم کو اگرچہ کیسی ہی قرابت رکھتا ہو اور رشتہ داری رکھتا ہو
اپنے پاس جگہ نہ دیوین اور اوس سے دور رہین اور احتراز کرین یعنی اوسکی شیطنت سے ڈرین اور پارسائی
اپنی کو جانے نہ دیوین اور جو وہ بیبیان ایسا کچھ کرین کہ تم مکروہ اوسکو جانتے ہو اور برا جانتے ہو پس تم تنبیہ کرو اور
مارو اونھین مار نازم کہ بہت زور نہ ہو اور بدن مین نشان نہ پڑے اور حق بیبیون کا تم پر یہ ہے کہ تم روٹی
کپڑا اونھین خوشی سے اور اچھی طرح دو اور انصاف کرو یعنی اونکو ہر صورت راضی رکھو اور ناحق اونکو آزردہ نکرو
پھر فرمایا حضرت نے کہ چھوڑتا ہون مین تم مین دو چیز کہ اگر اوسکو مضبوط پکڑو گے اور اوسپر عمل کروگے ہرگز گمراہ
نہوگے وہ چیز کیا ہے کہ قرآن ہے پھر فرمایا کہ قیامت کے روز پوچھے جاؤ گے تم کہ محمد نے صلی اللہ علیہ وسلم
کیونکر تم مین زندگی کی اور کیسا معاملہ کیا پس کیا کہو گے تم سب نے کہا کہ ہم کہین گے کہ آپ نے احکام
خدا کے ہم پاس پہونچائے اور امت کو نصیحت بواجبی کی اور جو کہ امانت تمھارے پاس تھی اوسکو بخوبی ادا
کیا اور جو کہ حق رسالت کے اور دعوت کے تھے آپ بجا لائے اور خدا کی راہ مین جہاد کیے اور سعی اور کوشش
فرمائی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت سبابہ یعنی انگوٹھے کے پاس کی اونگلی آسمان کیطرف تین
مرتبہ اوٹھائی اور زمین کیطرف نیچی کی اور کہا خدایا گواہ رہ خدایا گواہ رہ پھر فرمایا اے گروہ مسلمانون کے
جانو تم تین چیزین سینون کو صاف اور پاک کرتی ہین ایک اخلاص عمل یعنی عمل نیک واسطے اور خاص نیت سے
کرنا کہ کسی کے دکھانے کیواسطے اور سنانے کیواسطے نہو اور دوسرے لازم پکڑنا مسلمانون کی جماعت کو
اور تیسرے خیر خواہی اور نیک خواہی مسلمان بھائی کی یعنی ہر مسلمان کی کہ وہ دین کا بھائی ہے روایت
کی گئی ہے کہ بیچ حجۃ الوداع کے دس روز حضرت مکہ مین رہے اور نماز قصری گذارتے رہے اور جبکہ مکہ سے مراجعت کی

اور مدینے کو تشریف لیچلے اثنا ہے راہ مین غدیر خم کی منزل مین کہ نواحی جحفہ کے درمیان مکہ اور مدینہ کے
ہی نماز ظہر کی اول وقت پڑھی غدیر کہتے ہین حوض کو اور خم ساتھ خ کے پیش کے نام جگہ کا ہی کہ جہان لشکر ظفر پیکر کا
مقام ہوا تھا پس بعد نماز کے حضرت نے منھ طرف اصحاب کے کیا اور فرمایا نہین جانتے ہو تم کہ مین اولی ہون ساتھ
مومنون کے ذاتون اونکی سے کہا اصحاب نے بلے یعنی ہم جانتے ہین کہ تو اولی ہے ساتھ مسلمانون کے
ذاتون اونکی سے لکھا ہی کہ معنی اس کلام کے یہ ہین کہ مین نزدیک تر اور دوست تر ہون ساتھ
مسلمانون کے اونکی ذاتون سے یعنی مین امر کرتا ہون مومنونکے ساتھ صلاح اور نجات کی باتونکی اور ساتھ خیر
کامونکے کہ اوسمین دنیا اور آخرت کی خیر ہوتی ہی بخلاف نفسون اور ذاتون اونکی کے کہ وہ کبھی اونسے
برے کام اور شر و فساد بھی کرواتے ہین اور ایک روایت یہ ہی کہ آپ نے فرمایا کہ گویا مجھکو عالم بقا کو بلاتے
ہین اور مین نے اوس عالم کا ارادہ مصمم کرلیا اور وہان کا جانا قبول کیا ہی جانو تم کہ مین تم مین ثقلین کو
چھوڑتا ہون یعنی دو چیزین بھاری کہ متاع نفیس ہین ایک دوسرے سے بزرگ زیادہ ہی وہ دو چیزین
کونسی ہین ایک قرآن اور دوسرے اہل بیت میرے دیکھو تم اور احتیاط کرو تم کہ بعد میرے ساتھ ان دو چیزونکے
کیسا سلوک کروگے اور بیچ رعایت کرنے حق انکی کے کیا معاملہ پیش لاؤگے اور وہ دو چیزین آپسمین ایک دوسرے
سے ہرگز جدا نہین ہونگی یہانتک کہ دونو وارد ہونگے اوپر حوض کوثر کے یعنی قیامت کو میرے پاس حوض کوثر پر اگر
تمہارا شکریہ یا جو معاملہ کہ تمنے اون کے ساتھ کیا ہوگا میرے حضور مین کہین گے پھر آپ نے فرمایا کہ خدا مولا
میرا ہی اور مین مولا سب مسلمانون کا ہون بعد اسکے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا
اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ خدایا وہ شخص کہ مین مولا اوسکا ہون پس علی مولا اوسکا ہی یعنی جسکا
مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہی اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ خدایا دوست رکھ تو اوس شخص کو کہ دوست
رکھی علی کو اور دشمن رکھ اوس شخص کو جو دشمن رکھے علی کے تئین روایت ہی کہ قدوہ صحابہ عمر ابن الخطاب نے
ہاتھ علی مرتضی کا پکڑا اور کہا نیکی اور خوشی ہو تجھ اے بیٹے ابی طالب کے کہ ہر دن کی صبح کہ تجھکو ہوا کریگی حال
یہ ہوگا کہ مولا ہر مرد مسلمان اور ہر عورت مسلمان کا ہوگا بعد اوسکے منزل بمنزل حضرت مدینہ منورہ مین
داخل ہوئے فصل چاہیے جاننا کہ اس حج مین حقیقت اپنی انتقال کی بیچ جوار حضرت ذی الجلال کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی تھی اور سورہ اذا جاء نصر اللہ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کہ
اونہین دنونمین نازل ہوئی تھی آپ نے جان لیا تھا کہ پیغام رب الانام کا قریب آیا چاہتا ہی پس

حضرت کوشش اور سعی بیچ کار آخرت کے نہایت کرتے تھے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہو کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے پہلے اپنی وفات سے ہمین اپنی رحلت سے خبردار کر دیا تھا اور عائشہ صدیقہ
کے گھر مین اصحاب کو بلا کر نصیحتین اور وصیتین اور دعائین اونکے حق مین کین تھین اور از راہ
شفقت کے اور درد فراق اور جدائی اوس جماعت کے آپنے گریہ کیا اور روئے اور بیچ آخر ماہ صفر کے حضرت
نے خدا کے حکم سے گورستان بقیع مین جا کر استغفار کے موتے کیواسطے اور شہدا احد کے لیے استغفار کی
روایت کی گئی ہو کہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر کی بدھ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض لاحق ہوا
یعنی تپ اور درد سر عارض ہوا روایات سے ثابت ہو کہ حق تعالی نے حضرت کو جبرئیل کی معرفت پیغام
بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہین دنیا کو اور زندگی کو اور دنیا کی ناز نعمت کو اختیار کرین کہ ہین سب
اونکو عطا کرونگا اور دونگا اگر چاہین گے مجھسے ور چاہین آخرت کو اور میری ملاقات اور ملازمت کو اختیار کرین
حضرت نے آخرت کو اور وصال ذوالجلال کو اختیار کیا **فصل** چاہیے جاننا کہ بیچ ارباب سیر کے اختلاف ہو
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن بیمار رہے اکثر یہ کہتے ہین کہ تیرہ ۱۳ دن بیمار رہے اور بعضے کہتے ہین چودہ دن
اور نزدیک بعضونکے بارہ ۱۲ دن اور ایک قول یہ ہو کہ دس ۱۰ دن اور ان دنون کے بیچ مین ایک آدھ
دن تخفیف بھی کچھ ہو گئی تھی اور بیماری آپکو میمونہ کے گھر ہوئی تھی پھر سب بیبیان آپکی اور اہل بیت
آپکے متفق ہو کر آپکو عائشہ صدیقہ کے گھر لے آئے اور عائشہ صدیقہ حضرت صدیق اکبر کی بیٹی ہین اور
آنحضرت کی بی بی ہین چہیتی سب بیبیون سے بعد حضرت خدیجہ کبریٰ کے روایت ہو عائشہ صدیقہ سے
کہ تھین ہم سب بیبیان نزدیک پیغمبر خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس مرض آخری کے دنون مین ایک
وقت کہ پس آئی فاطمہ اور جدی نہ تھی ہیئت اور روش اور رفتار فاطمہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیئت
اور روش اور رفتار سے اور روایت کی گئی ہو کہ جب وہ حاضر ہوتی تھین حضرت کی خدمت مین حضرت
کھڑے ہو جاتے تھے اور متوجہ اور مستقبل اونکی طرف ہو جاتے تھے اور اونکو چومتے تھے اور سونگھتے تھے اور
اپنی جگہ پر اونکو بٹھاتے تھے اور حضرت جبکہ خاتون قیامت کے گھر جاتے تھے وہ بھی اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ
اوسیطرح درپیش آتی تھین کہ جسطرح آپ درپیش آتے تھے الغرض عائشہ صدیقہ کہتی ہین پس جسوقت کہ دیکھا
حضرت نے فاطمہ کو کہا کہ فراخی اور خوشی ہو اے بیٹی میری کو پھر بٹھایا فاطمہ کو اپنے پاس پھر کان مین فاطمہ کے
چپکے سے کہا کچھ پس گریہ کیا فاطمہ نے اور روئین پس جسوقت کہ دیکھا حضرت نے فاطمہ کو غمگین اور

اندوہ گین کان ہین پہچکے سے پھر کچہ کہا پس ناگاہ فاطمہ ہنسنے لگین عائشہ صدیقہ کہتی ہین پس جسوقت کہ
حضرت اوس جگہ سے کہڑے ہوگئے اور اوس مجلس سے برخاست ہوئے پوچھا مین نے کہ اے فاطمہ کیا
سرگوشی کی حضرت نے تجھسے اور کیا پوشیدہ بات کی کہا فاطمہ نے نہین مین ایسی کہ ظاہر کرون مین بہید حضرت کا
یہان سے ثابت ہوتا ہی کہ مستحب ہو اور بہتر ہی چھپانا بہید بزرگون کا اور ایسی ہی چاہیے مرید ونکو بہید
اپنے پیر کا کسیکے روبرو ظاہر نکرین ایسا ہی لکہا ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین الغرض عائشہ صدیقہ
کہتی ہین جبکہ وفات ہوئی حضرت کی ایک دن فاطمہ سے مین نے کہا کہ قسم دلاتی ہون مین تجھکو
بسبب اسکے کہ میرا حق تجھپر ہے حق مادری اور حق صحبت کا اور محبت کا کہ نہ چھوڑونگی مین تجھکو مگر جب کہ
خبر دیگی تو مجھکو اوسدن کی سرگوشی کی حضرت نے کیا تجھ سے پوشیدہ کہا تھا فاطمہ نے کہا ہان اب کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم سے رحلت فرمائی ہی کہونگی مین ای پر اوسوقت کہ پوشیدہ کلام کیا تھا مجھسے بیچ
اول مرتبہ کے پس وہ یہ تھا کہ حضرت نے خبر دی تھی مجھکو یہ کہ جبرئیل دور کیا کرتا تھا مجھسے قرآن کا ہر برس
مین ایک مرتبہ یعنی رمضان مین اور تحقیق اوسنے دور کی ہی قرآن کی مجھسے اس برس مین دو مرتبہ تا کہ کامل
ہوا مر دین کا اور گویا یہ وصیت ہی حفظ قرآن کی اور حفظ احکام قرآن کی اور نہین گمان لیجاتا ہین مگر یہ کہ تحقیق
اجل قریب آئی پس ای فاطمہ تو تقوی اور پرہیز گاری کیجیو اور جزع فزع نکرنا اور صبر کرنا پس تحقیق مین
بہتر اگی جانے والا ہون واسطے تیرے پس جسوقت کہ دیکہی حضرت نے نابرے میری یعنی یہ سنکر مین رونے لگی اور بیقرار
قرار میرا جاتا رہا حضرت نے میری ناصبری اور رنج دیکہا پوشیدہ مجھسے کہا دوسری بار کہ ای فاطمہ آیا نہین راضی ہوتی تو
یعنی چاہیے کہ راضی ہو تو کہ ہی تو اور رہیگی تو سردار اور بہتر ساری عالم کی بیبیون سے یا یہ کہا سردار اور بہتر سب بہشت
کی بیبیونسے حاصل یہ ہی کہ تو دل تنگ مت ہو اور خدا سے راضی رہو اور شکر کر کہ خدا نے تجھکو یہ مرتبہ دیا ہے
اور ایک روایت یہ ہی کہ کہا فاطمہؓ نے عائشہؓ سے کہ پہلی سرگوشی مین حضرت نے مجھکو یہ خبر دی تھی کہ مین وفات پاؤنگا
اس مرض مین پس مین رونے لگی پس خبر دی اپنی دوسری سرگوشی مین کہ سب اہل بیت میری سے تو ہی پہلے میرے
پاس آویگی اور مجھسے ملے گی پس مین خوش ہوئی اور ہنسی مین فائدہ جاننا چاہیے کہ جیسے خبر دی تھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو ویسی ہی ہوئی کہ حضرت خاتون قیامت حضرت کی وفات سے
چہہ مہینے بعد عالم فناسے عالم بقا کو تشریف لیگئین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی کہ مختار اور دین ہمارا یہ ہے
کہ سب بی بیونسے افضل فاطمہ ہین بعد اونکے خدیجہؓ والدہ اونکی بعد خدیجہ کے عائشہؓ روایت ہی کہ جب

حضرت کو شدت مرض کی ہوئی اور آپ نے دولت خانہ مین اکثر تشریف رکھی قوم انصار اور اصحاب اخیار
گرد مسجد نبوی کے سراسیمہ اور حیران اور پریشان پھرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھا چاہیے کہ بعد وفات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارا حال کیا ہوئیگا حضرت یہ خبر سنکر اور اوٹھکر ایک ہاتھ علی کے کندھے
پر رکھکر اور ایک ہاتھ فضل ابن عباس کے کندھے پر رکھکر مسجد کے طرف تشریف لائے اور عباس آگے
آگے چلتے تھے مسجد مین آکر منبر کی اول پایہ پر رونق افزا ہوکر اور بیٹھکر لوگون کو بلایا اور عصابہ حضرت کے
سر پر بندھا ہوا تھا لوگ سب جمع ہوئے آپنے خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ کوئی پیغمبر ہمیشہ دنیا مین نہین رہا
تھا مین بھی نہین رہتا اور نصیحتین اور وصیتین بہت سے کین فضل بن عباس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اس مرض مین ایکدن میرا ہاتھ پکڑ گھر سے باہر نکلے اور مسجد مین تشریف لاکر منبر پر بیٹھی اور عصابہ سر
بندھا ہوا تھا بلال سے کہ خادم آپکا ہی اور اذان کہنے والا ہی فرمایا لوگون کو ندا کر تو سب جمع ہو دین کہ مین اونکو
نصیحت اور وصیت کرون اور یہ آخری وصیت ہی پس بلال حکم بجا لایا اور لوگ سب اپنی گھر اور مکان
اور دکان کھلی ہوئی چھوڑ چھاڑ کر آئی اور مسجد مین جمع ہوئے کہ مسجد مین گنجایش نرہی تھی اور آپنے ساتھ
بلاغت اور فصاعت کے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا کہی اور فرمایا کہ مین تمسے جدا ہوا چاہتا ہون جس
کسیکو کہ مین نے کبھی مارا ہو یا گالی دی ہو یا کسیکا قصور کیا ہو یا کسی کا مجھپر قرض آتا ہو اسوقت مجھسے بدلا
اور عوض لیلے یا معاف کرے یہ فرماکر پھر آپ نے نماز ظہر کی با جماعت ادا فرمائی بعد نماز کے پھر منبر پر
رونق افزا ہوکر بتاکید اور تشدید فرمایا کہ جسکا حق مجھپر ہو آج چاہیے کہ فیصلہ کرلے اسمین ایک شخص اوٹھا
اور کہا کہ تین درم میرے آپ پر آتے ہین کہ کسی درویش کو آپ نے مجھسے دلوائے تھے آپ نے فضل
بن عباس سے کہا کہ تین درم اسکو دیدے پھر آپنے فرمایا کہ جس کے اوپر حق ہووے چاہیے کہ اپنی
گردن سے ادا کرے کہ فضیحت دنیا کی آسان ہی آخرت کی فضیحت سے اسمین ایک شخص اوٹھا اور اوسنے کہا
کہ مین نے ایک مرتبہ بسبب محتاجگی کے تین درم غنیمت کے مال مین سے چرائے تھے آپ نے فضل ابن عباس
سے فرمایا کہ تین درم اس سے لے لے بعد اسکے حضرت نے لوگون کے واسطے دعای خیر کی فائدہ جانا چاہیے
کہ مدت مرض مین جبکہ وقت نماز کا ہوتا تھا بلال جاکر آپ کو خبر کرتے تھے اور آپ برآمد ہوتے تھے اور نماز پڑھواتے
تھے لیکن آخر مرض مین تین دن بسبب ضعف اور کمال ناتوانی کے تشریف باہر نہ لاسکتے تھے عشا کی
نماز کا وقت تھا کہ حضرت بلال دروازے پر آئے اور کہا الصلوٰۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

کو کمال ماندگی تھی باہر نہ آسکے بلال کو کہلا بھیجا کہ ابو بکر سے کہہ کر امامت قوم کی بجا لاوے حضرت بلال سنکر روئے اور کہا آہ کون میری فریاد کو پہونچے آہ امید میری اور پشت میری ٹوٹی آہ کیا ہوتا کہ ماں مجھے جنتی کاشکے اس سے پہلے مین مواہوتا الغرض حضرت بلال روتے ہوئے حضرت ابوبکر کے پاس آئی اور کہا ابو بکر اوٹھے جو ہین نظر ابو بکر صدیق کی محراب پر پڑی اور مکان کو قبلہ دو جہان کعبہ دین وایمان اپنی سے خالی پایا بےاختیار روپڑے اور بیہوش ہو کر گر گئے شور اور افغان یاردنسے اوٹھا اور ایک قیامت برپا ہوئی ابیات

قبلہ دو جہان کہان جاؤن ٭ کس وسیلہ سے آپکو پاؤن ٭ مجھکو تم بن اندھیری عالم ٭ ہوگئی خلق درہم برہم شتاب دکھادیجے جمال مجھے ٭ شوق دیدار ہی کمال مجھے ٭ حضرت نے فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ کیا شور وفغان ہی عرض کی حضرت فاطمہ نے کہ خادم اور یار اور دوست غمخوارہ آپکی جدائی کے غم سے روتی ہین اور نالہ وزاری کرتے ہین پس آپ حضرت علی اور حضرت عباس پر اعتماد اور تکیہ کر کر مسجد مین تشریف لائے اور نماز گذاری ایک روایت یہہ ہی کہ دوسرے دن حضرت کو مرض مین کچھ تخفیف معلوم ہوئی دو مردکے سہارے سے کہ ایک اونمین سے عباس ہی مسجد مین تشریف لائے ابو بکر صدیق ظہر کی نماز پڑھتی تھی آپنے فرمایا کہ مجھکو ابو بکر کی پہلو مین بٹھادو ویسا ہی کیا ابو بکر نے چاہا کہ امامت کے مقام سے ہٹیں آپنے ارشاد کیا کہ اپنے مقام ہی مین رہ پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گذاری ابو بکر مقتدی حضرت کے تھے اور سب لوگ مقتدی ابو بکر کے روایت ہی کہ دوشنبہ کے روز یعنی پیر کے دن ابو بکر صدیق صبح کی نماز پڑھواتے تھے کہ حضرت نے دو شخص پر تکیہ کر کر چاہا کہ مسجد مین تشریف لاوین لیکن بسبب ضعف کے حجرےکے دروازے ہی تک آسکے پردہ حجرےکا اوٹھا کر دیکھا اور نمازیونکی صفونکو دیکھکر خوش وخرم ہوئے اور مسکرائے پس ابو بکر صدیق نے چاہا کہ خود صف مین ملین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوویں آپنے ساتھ دست مبارک اپنے کے اشارہ کیا کہ تم نماز اپنی تمام کرو اور پردہ حجرے کا چھوڑ دیا اور اوسی دن آپکی وفات ہوئی روایت ہی یاروں نے بیچ مقدمہ تجہیز وتکفین کے پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل ونہلانا میرا اور کفن پہنانا میرا اور قبر مین رکھنا میرا چاہیے کہ اہل بیت میری بجالاوین اور سفید کپڑون سے کفن کرین اور چاہیے کہ کفن مین مجھے کر کر جنازہ میرے کو قبر کے کنارہ پر رکھ سب ہٹ جاوین اور دروازہ اس مکان کا کہ یہان قبر ہوگی بند کردین کہ اول نماز مجہپر حق تعالی پڑھیگا یعنی رحمت خاص نازل کریگا پھر جبرئیل پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل بعد اوسکے فوج فوج فرشتے آوینگے اور نماز گذارینگے اور چاہیے کہ میری

روح کو اذیت نہ دین ساتھ چلا کر رونے کا اور نوحہ وغیرہ کے اور چاہیے کہ اول مرد اہل بیت کے مجھپر نماز پڑھین پھر بیبیان اہل بیت مین سے پھر اصحاب و احباب پڑھین اور میرا سلام اون لوگون کو اور یارون کو کہ اسوقت یہان حاضر نہین ہین پہونچانا اور اوپر ہر شخص کے کہ پیروی دین میری کی کرے اور متابعت سنت میری کی قیامت تک سلام میرا پہونچے ابیات زہے نصیب ہمارے کہ آپ نبی کریم ؛؛ سلام آپکا پہونچے ہمین بلطف عمیم ؛؛ سوا جناب کے ہی کونسا نبی ایسا ؛؛ کہ ہووے امت عاصی پہ اسقدر وہ رحیم ؛؛ روایت ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا دو نوشاہزادہ دو جہان کو لیکر حضرت کی خدمت مین آئین اور عرض کی کہ اپنے نواسونکو کچھ میراث بخشیے آپنے فرمایا حسن کو خصلت اور سیادت میری نصیب ہوگی اور حسین کو سخاوت اور شجاعت میری روایت ہی عائشہ صدیقہ سے کہ فرماتے تھے حضرت اس مرض مین کہ اے عائشہ ہمیشہ پاتا تھا مین اپنے مین اذیت اوس طعام کی کہ جسمین زہر مجھکو دیا تھا اور اسوقت اسقدر اذیت پاتا ہون مین کہ میرے دلکی رگ جیسے کٹے جاتی ہے روایت ہی ام سلمہ سے کہ حضرت اپنی شدت مرض مین ایکدن اپنی لب ہلاتے تھے کہ مین نے کان رکھکر سنا کہتے تھے الٰہی امت میریکو دوزخ کی آگ سے نجات دے اور حساب قیامت کا اون پر آسان کر روایت ہی کہ جب تین دن باقی رہی حضرت کی وفات مین جبرئیل حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ پروردگار تمھارے نے تمکو سلام کہا ہی اور مجھکو واسطے تعظیم اور اکرام اور افضال خاص تمھارے کے بھیجا ہی اور ایک چیز پوچھی ہی کہ وہ دانا ہی ساتھ اوس چیز کے تمسی وہ یہ ہی کہ پوچھا ہی کہ آپ اپنے تئین کیسا پاتے ہو تم اسحال مین اور کیا ہی حال آپکا فرمایا کہ پاتا ہون مین اپنی تئین اے جبرئیل غمگین یعنی امت کیطرف سی اور پاتا ہون مین اپنی تئین اندوہگین پس چلے گئے جبرئیل پھر دوسرے دن آکر وہ ہی کہا جو پہلے دن کہا تھا اور حضرت سے وہ ہی جواب سُنا جو پہلے دن سُنا تھا پھر تیسرے دن حضرت جبرئیل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی وہ ہی سوال و جواب ہوا جو پہلے دو دن ہوا تھا اور اوسدن جبرئیل کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آیا کہ نام اوسکا اسمٰعیل ہی اور وہ سردار اور حاکم ہی لاکھ فرشتونکا ایسے لاکھ فرشتے کہ ہر ایک اونمین سے سردار اور حاکم ہی لاکھ فرشتونکا پس اجازت اور اذن چاہا اوس فرشتے نے اندر آنے کا حضرت نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ ہی جبرئیل امین نے بیان کیا یہ ایسا ہی اور ایسا ہی پھر کہا جبرئیل امین نی کہ عزرائیل ملک الموت بھی دروازے پر حاضر ہی اجازت

اور اذن اندر آنے کا چاہتا ہی اور نہین اذن چاہا کسی آدمی سے اسنے پہلے تمھارے اور نہ اذن چاہیگا
کسی آدمی سے پیچھے یعنی معمول اسکا یہ ہی کہ کیسکی اذن اور بغیر اذن سے اسی کام نہین ہی یہ خدا کے حکم سی
آتا ہی بیٹونکی اور ولیونکی اور عام و خاص کی روح قبض کرتا ہی نہ کسی سے پوچھتا ہی نہ جھجھکتا ہی یہ بزرگی
اور کرامت خاص آپ ہی کیواسطے ہی کہ آپ سے اذن مانگتا ہی اور بے اذن اندر نہین آتا پس
فرمایا آپنے کہ اذن دو تم اوسکو روایت ہی کہ ملک الموت ساتھ ہزار فرشتونکی کہ ملازم اور مصاحب
اوسکے تھے اور سب ابلق گھوڑون پر سوار تھے زیبایش کیے ہوئے ساتھ پوشاک تھے اور موتی اور یاقوت
کی آیا تھا اور ملک الموت اعرابی کی شکل بنا ہوا تھا اور ہاتھ مین ایک نامہ لیے ہوئے تھا پروردگار
عالم کیطرف سے الغرض ملک الموت نے باہر سے کہا السلام علیک یا اہل بیت نبوت اور اے کان
رسالت اذن دو ہمکو تو ہم اندر آوین تم پر رحمت خدا تعالے کی ہووے فاطمہ زہرا حضرت کے سرہانے
بیٹھین تھین اونھون نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حال مین مشغول ہین ملاقات میسر
نہین ہو سکتی پھر دوسرے مرتبہ وہ ہی آواز آئی حضرت فاطمہ نے پہلا سا جواب دیا پھر تیسرے بار وہ
آواز ایسی ہیبت سے آئی کہ سب لرز گئے حضرت نے کہ بیہوش ہو رہی تھی ہوش مین آکر آنکھین
کھولین اور پوچھا اہل بیت نے صورت حال کی عرض کی آپنے پوچھا اے فاطمہ تو جانتی ہی کہ وہ کون ہی
عرض کی کہ خدا اور رسول خدا کا اعلم ہی فرمایا کہ وہ کاٹ نیوالا آرزون کا اور جدائی کرنیوالا عزیزون اور
پیارونکا اور بیوہ کرنیوالا بیبیونکا اور یتیم کرنیوالا بیٹون اور بیٹیون کا ہی یعنی ملک الموت ہی روایت ہی
کہ آپنے بیبیون کو بلا کر وصیت کی کہ اپنے گھر کے کونے مین بیٹھنا اور پردہ ستر مین رہنا اور نامحرم کیطرف
نہ دیکھنا اور فاطمہ زہرا سی کہا کہ اپنے بیٹون کو بلائے حضرت فاطمہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو
کہ دونو شاہزادے خرد سال تھے لے آئین حضرت نبی نے اپنے سینہ بے کینہ سے لگایا اور شاہزادے
بہت روئے اور حضرت بھی اونکے رونے سے رو دئے اور آپنے علی مرتضی کو بھی بلایا اور اپنی بغل مین پکڑا اور
نعمتین دو جہان کی بخشین اور نصیحت اور وصیت کی روایت ہی کہ سکرات موت کی اور تلخی اور شدت اوسکی
حضرت کو بہت تھی کہ کبھی سرخ ہو جاتے تھے اور کبھی زرد اور ہاتون کو کھینچتے تھے اور پسینا چہرہ مبارک پر بہت
تھا اور ایک قدح پانی کا اپنے روبرو رکھا تھا کہ اوسمین ہاتھ ڈالتے تھے اور منھ کو ملتے تھے اور کہتے تھے کہ
خدایا مدد کر میری بیچ تلخیون اور شدتون موت کے روایت ہی کہ اوسوقت حضرت عائشہ صدیقہ کے

سینہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور پشت مبارک آپکی عائشہ صدیقہ کے سینہ سے چسپیدہ اور لگ رہی تھی کہ ناگہان
عبد الرحمان بن ابی بکر بھائی عائشہ صدیقہ کے ایک مسواک سبز پیلو کی ہاتھ مین لیے ہوئے آئے روبرو
حضرت کے پس عائشہ نے رغبت حضرت کیطرف مسواک کے دیکھکر اور حضرت سے پوچھکر مسواک اپنی بھائی کے ہاتھ
مین سے لیکر آپکو دی آپنے دہن مبارک مین لی وہ سخت معلوم ہوئی حضرت نے عائشہ کو دی تا نرم کردی عائشہ
نے اپنے دانتون سے اوس مسواک کو نرم کردیا پھر حضرت نے اوس مسواک کو اپنے دہن مین اور دانتون پر پھیرا
حضرت عائشہ کہتی ہین کہ یہ خدا کی نعمت اور دولت مجھکو میسر ہوئی کہ آخری وقت مین حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے میرا لعاب دہن اور آپ کا جمع ہوا اور حق تعالی نے درمیان سینہ اور گردن میری کے اونکی روح قبض کی
کہ آپ عائشہ صدیقہ کے سینہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے روایت ہے کہ اوس وقت کہا فاطمہ زہرا نے واکرب اباہ
یعنی ای سختی اور قلق تیرا ای باپ میرے فرمایا حضرت نے فاطمہ سے نہین اذیت اور سختی آجکے دن کے بعد اوپر
باپ تیرے کے یعنی یہ اذیت چند اس جہان مین ہے پھر بعد وفات کے وہان تمام خوشی سرور اور حضور ہے
اور کہا الہی فاطمہ کو صبر عطا فرما روایت ہے کہ کسیقدر چند دینار آپکے نیاز بھیجی تھی آپنے درویشون کو بانٹ دیے
تھے مگر چھ یا سات دینار اوسمین سے عائشہ صدیقہ کے پاس تھے وقت وفات کے جبکہ آپکو ہوش آتا تھا عائشہ صدیقہ
سے کہتے تھے کہ وہ دینار درویشون کو بانٹ دی اور عائشہ خدمت مین اور بیمارداری مین مشغول تھین
آخر کو حضرت نے وہ دینار منگا کر اور گنکر یہ فرمایا کہ کیا گمان تھا محمد کو صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ خدا اپنے کے
خدا کے پاس پہنچتا اور یہ دینار اوسکے پاس ہوتے پس وہ دینار علی مرتضی کو بھیجدئے تو فقیرون کو دیدیوین
القصہ ملک الموت اذن لیکر آپکے روبرو حاضر ہوا اور آپکو سلام اور عرض کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تحقیق خدا نے میرے تئین بھیجا ہے تمھارے پاس پس اگر فرماتے ہو تو مین قبض کرون تمھاری روح کو اور اگر
فرماتے ہو تو ترک کرون اور نہ قبض کرون پس آپنے فرمایا تو میری روح کو قبض کریگا عرض کی کہ ساتھ اسکے
کے حکم کیا گیا ہون اور یہ بھی مجھکو حکم ہے کہ آپکی بھی اطاعت اور فرمان برداری کرون پس جو مرضی مبارک
ہو وہی پس نظر کی حضرت نے جبرئیل امین کیطرف جبرئیل نے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ رستی کہ اللہ
مشتاق ہے تمھارے دیدار کا روایت ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ حکم خدا کا دوزخ کو پہونچا ہے کہ اپنی آگ کو بجھا
اور بہشت کو اور حورونکو حکم پہونچا ہے کہ اپنے تئین آراستہ کرین اور ملائک ملکوت کو اور ساکنان جبروت
کو حکم خدا ہوا ہے کہ صف بصف استادہ ہووین کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی علیین کو آتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب بشارتین خوب ہین لیکن مجھسی ایسی بات کہہ کہ جس سی میرا دل خوشحال
ہووی جبرئیل امین نے کہا تحقیق بہشت سب نبیون اور سب امتون پر حرام ہی جبتک کہ تم اور امت تمھاری بہشت
مین داخل نہولے گی حضرت نے فرمایا اس سی بھی زیادہ تر بشارت دے جبرئیل امین نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم تحقیق خدا تعالی نے تمکو مقام محمود اور حوض کوثر عطا فرمایا ہی اور فردای قیامت کو آپکی شفاعت سی آپ کی
امت اسقدر بخشی جاینگی کہ آپ راضی اور خوش ہونگے اپنے فرمایا کہ اب راضی اور خوش ہوا مین اور دل میرا
خوش ہوا اور آنکھ میری روشن ہوئی ای ملک الموت آگے میری اور جس کام کے واسطے تجکو حکم ہی بجالا ملک الموت
ساتھ قبض کرنے روح پاک حضرت لولاک کے صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہوا پس اوٹھایا حضرت نے ہاتھ اپنا
اور کہنے لگے الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا مین نے رفیق بلند اور بڑے کو کہ حضرت رب العزت ہی تاکہ انتقال
فرمایا سرای دنیا سے عالم البقا کو جبرئیل امین نے کہا یا احمد علیک السلام پھر مین وحی لیکر زمین پر کاہیکو
آونگا مقصود اور مطلوب میرا اہل دنیا سی آپکی ذات ہی رباعی مرا لبان تو باید شکر چہ سود کند * مرا میان
تو باید کمر چہ سود کند * چو یوسفم تو نباشی مرا بمصر چہ کار * چو ہمرہم تو نباشی سفر چہ سود کند * ابیات
مجھے نہ قند سی مطلب نہ کچھ شکر سی کام * فقط ہی اوس لب شیرین خوش اثر سی کام * ہزار جان سے اوس
مو میان پہ ہون مائل * غرض نہ زلف بتان سی نہ ہی کمر سے کام * عزیز مصر مین اپنا اگر نہو یوسف * تو مصر
کی نہین کچھ خیر اور خبر سے کام * رفیق و یار ہی اپنا اگر نہین ہمراہ * تو کسلیے ہو بھلا سیر اور سفر سے کام *
وصال کیونکہ ہون غافل مین یاد سی اوسکی * مجھے ہی آٹھ پہر افضل البشر سے کام * اور حضرت خاتون قیامت
روتی تھین اور گریہ و زاری بے اختیار کرتی تھین اور کہتی تھین اے پدر بزرگوار میرے قبول کی دعوت
پروردگار کی کہ بلایا اوسکو آہ باپ میرے جنت الفردوس ہی جگہ اوسکی آہ باپ میرے جبرئیل کو
پہونچاؤن خبر اوسکی اور نزدیک اوسکے تعزیت کرون اور کسی نے کبھی حضرت کی وفات کے بعد فاطمہ زہرا
کو ہنستی نہ دیکھا اور عائشہ صدیقہ زاری کرتی تھین اور کہتی تھین دریغ آہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ فقر اختیار
کیا اور دولت دنیا کیطرف التفات نکیا اور اے دین پرور کہ امت کے گناہون کے غم سے کسی رات
بستر راحت پر تمام شب آرام نہ کیا اور اسی طرح کے کلام کرتی تھین اور زار زار بے اختیار روتی تھین
اور ایسی ہی سب آل اور اصحاب اور سب دوست اور احباب اور خرد و کلان اور جن و انسان زاری مین
اور بیقراری مین تھے اور شہر مدینہ مین گویا حشر بپا ہو رہا تھا اور گھر کے کونہ سی یہ آواز آتی تھی السلام علیکم

یا اہل البیت ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ یعنی سلامتی ہو تمھو
تم پر اے اہل بیت نبی کے اور رحمۃ اللہ کی اور برکتین اوسکی جو جان ہی چکھنے والی ہے مزا موت کا اور سوا
اسکے نہین پوری دیے جاؤگے تم اجر اور ثواب دن قیامت کے اور یہ آواز آتی تھی کہ ہر مصیبت کے بیچ خدا کے
پاس تسلی ہے اور ہر فوت ہوئی کا خلیفہ ہے پس ساتھ خدا کے اعتقاد اور اعتماد واثق رکھو اور اوسکی طرف رجوع کرو اور
جزع فزع مت کرو اور حقیقت مین مصیبت زدہ وہ ہے کہ جو ثواب سے محروم رہے یعنی جو کہ مصیبت مین صبر کرے اور
ثواب حاصل کرے گویا اوسپر مصیبت نہین ہے کہ ثواب آخرت کا اوسکے ہاتھ لگتا ہے علی مرتضی نے فرمایا کہ یہ آواز خواجہ
خضر کی ہے کہ تعزیت اور عذر خواہی کرتا ہے اور آسمان مین سے آواز آتی تھی وامحمداہ اور اس واقعہ جانکاہ سے
اصحاب کا یہ حال ہوا کہ گویا رو مین اونکی بدن سے پرواز کر گئین اور بعضونکی عقل سلب ہوگئی اور بعضونکی
گویائی جاتی رہی اور بعضون کو جنون ہوگیا اور بعضے شل ہوگئے اور جسوقت کہ روح مبارک بدن اطہر سے
نکلی سب نے ایک خوشبو سونگھی کہ کبھی اوس لطافت کی بو نہ سونگھی تھی اور بعضی بی بیونکی ہاتھ مین ازواج
مطہرات سے کہ بدن مبارک کو ہاتھ لگاتی تھین اور خدمت بجالاتی تھین مدتون تک خوشبو رہی کہ بو مشک اور
عنبر کی اوس سے منفعل اور شرمندہ ہوتی تھی روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے تین بار حضرت کی پیشانی چومی اور
بکمال زاری اور بیقراری کی عمر فاروقؓ کو اس حادثہ عظیم سے ہوش وحواس نہ رہے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے وفات نہین پائی ہے اور جو کوئی یہ بات کہیگا مین اوسکو قتل کرونگا حضرت صدیق اکبر نے ہر چند
فہمایش کی لیکن اوسوقت اونھون نے نہ مانا کہ صدیق اکبرؓ کو حق تعالی نے صبر اور استقلال عطا فرمایا اور منبر
پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور وہ آیتین کلام اللہ کی جن مین حق نے خبر دی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کی پڑھین سب لوگ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور اونکے کلام کو سچ جانا اور یقین جانا
کہ حضرت نے وفات پائی اور صدیق اکبرؓ نے اہل بیت کی تشفی اور تسلی اور تعزیت کی اور کہا غسل اور تجہیز اور تکفین
حضرت کی تم بجالاؤ حضرت مرتضی علی اور فضل ابن عباس نے غسل دیا اور فرشتون نے کہ وہ دکھائی نہ دیتے تھے
اور آپکو برہنہ نہین کیا اور پیراہن کے اوپر سے غسل دیا اور بعد غسل کے چند قطرے حضرت کے گوشہ چشم مین
اور ناف مین رہ گئے تھے کہ علی مرتضی نے پی لیے اور وہ سبب زیادتی عرفان اور علم اور حفظ کا ہوا اور تین سفید
کپڑون مین آپ کو کفن کیا اور ایک جا کہ جبرئیل بہشت سے لاکر حضرت کو دی گئی تھی کفن پر ملا اور سجدہ گاہون کو
لگایا اور مرتضی علی نے اوسمین سے کچھ اپنے واسطے رکھا اور جسطرح آپنے وصیت کی تھی اوسی طرح آپ کا جنازہ رکھا

کہ لوگ فوج فوج آتے تھے اور نماز جنازہ کی پڑھتے تھے اور کسی نے نمازون مین امامت نہین کی اور وفات آپکی
پیر کے دن ہوئی اور منگل کے دن قبر مین رکھے گئے اور درمیان مین اس اثنا کی آپکی قبر کی جگہ مقرر کرنے
مین آپسمین اختلاف رہا پھر صدیق اکبرؓ کے کہے سے وہ ہی جگہ مقرر ہوئی کہ جسجگہ آپ نے انتقال فرمایا تھا
کہ معمول نبیون کا یون ہی ہوتا رہا ہی اور علیؓ اور عباسؓ اور عقیلؓ وغیرہ اہل بیت کے مردون نے قبر مین
رکھا اور پھر سب سے پہلے فاطمہ زہرا کے گھر غدر خواہی کو آئے و حضرت فاطمہ نے کہا کیون کر تمھارے دل نے
یاری دی کہ تمنے اپنے نبی پر خاک کو ڈالا اور دفن کیا سب نے عرض کی کہ مقام ناچاری ہی اور اسی طرح
حکم باری ہی روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ اصحاب نے اور اہل بیت نے آپکی درد جدائی مین مرثیے
کہے ہین کہ جنکے سننے سے جان حضرت کے عاشقون کی اور مہجورون اور مشتاقون کی بیتاب مثل سیماب کے
ہوتی ہی ابن جوزی نے لکھا ہی کہ وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارھوین تاریخ ربیع الاول کے ہوئی
اور اٹھائیسوین تاریخ صفر کے آپ کسلمند ہوئے تھے اور روایت ہی سلمان سے کہ راوی ہی ثقہ راویون
سے بطریق الیقین کے شروع مرض کا بائیسوین صفر کے مین تھا اور وفات دوسری تاریخ ربیع الاول کے
ہوئی اور یہ روایت غالب ہی کہ سب راوی متفق ہین اسبات پر کہ حضرت خاتون قیامت بعد وفات
حضرت کے چھ مہینے زندہ رہین ہین اور تیسری تاریخ رمضان شریف کی آپکی وفات ہوئی ہی پس تیسری
ربیع الاول سے تیسری رمضان تک چھ مہینے پورے ہوتے ہین اور روایت ہی کہ آپکی اس بیماری مین ابوبکر
صدیقؓ نے سترہ نمازین مسجد نبوی مین لوگون کو پڑھوائین اور ایک روایت یہ ہی کہ وفات پائی حضرت نے
پیر کو قبر مین رکھے گئے بدھ کو رات کے وقت اور بعضون نے کہا ہی منگل کو بوقت سپہر کے لکھا ہی کہ پہلی روایت بہت
صحیح ہی واللہ اعلم روایت ہی کہ جاننا کہ روتی تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز دوزخ کی آگ نہ ہوگی
اور عمر حضرت کی تریسٹھ برس کی ہوئی تھی یعنی تین بیسی اور تین برس کی چالیس برس کے بعد پیغمبر ہوئے
تھے اور بعد پیغمبر ہونے کے تیرہ برس مکہ مین تشریف رکھی اور دس برس مدینہ مین اور جبکہ حضرت کی وفات
ہوئی حضرت امام حسنؑ ساڑھے سات برس کے تھے اور حضرت امام حسینؑ موافق ایک روایت کے چھ برس
اور دس مہینے اور دس دن کے تھے اور موافق ایک روایت کے ساڑھے چھ برس یعنی چھ برس اور چھ مہینے
فائدہ جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بی بیان نکاحی تھین پہلی خدیجہ دوسری سودہ
تیسری عائشہ صدیقہ بیٹی حضرت ابوبکر صدیق کی چوتھی حفصہ بیٹی حضرت عمر فاروقؓ کی پانچوین زینب

بیٹی خزیمہ کی چھٹی ام سلمہ ساتوین زینب بیٹی حجش کی آٹھوین جویریہ نوین ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کی بہن امیر
معاویہ کی دسوین صفیہ گیارھوین میمونہ حضرت خدیجہ اور حفصہ نے وفات پائی تھی حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
رو برو یعنی آپکی زندگی مین اور نوبی بیان اوسوقت موجود تھین کہ جسوقت حضرت کی وفات ہوئی ہی روایت
کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جس عورت سے نکاح کیا ہی بغیر حکم خدا کے اور بغیر پیغام پہنچانے
جبرئیل کے خدا کیطرف سے نہین کیا ہی اور ایسی ہی جس شخص کو اپنی بیٹی ساتھ نکاح کے دی ہی بغیر حکم خدا کے
اور بغیر پیغام جبرئیل کے نہین دی اور حرمین حضرت کی چار تھین پہلی ماریہ قبطیہ دوسری ریحانہ اور اوسنے
حضرت کی زندگی مین آپکے سامنے وفات پائی تیسری کنیزک صاحب جمال کہ بندی مین آئی تھی چوتھی کنیزک
کہ زینب بنت جحش نے گذرانی تھی فائدہ جاننا چاہیے کہ سب اولاد حضرت کی بی بی خدیجہ سے ہی مگر ابراہیم
کہ ماریہ قبطیہ سے ہین اور بہت صحیح روایت یہ ہی کہ حضرت کے تین بیٹے اور چار بیٹیان تھین بیٹے قاسم اور عبداللہ
اور ابراہیم ہین اور طاہر اور طیب لقب عبداللہ کا ہی کہ بعد پیغمبر ہونے کے پیدا ہوا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ
طاہر اور طیب جدی دو بیٹے ہین اس قول کے موافق بیٹے پانچ ہوتے ہین قاسم نے دو برس کی عمر پاکر وفات
پائی مکہ مین اور عبداللہ نے بھی مکہ مین وفات پائی اور عمر بہت چھوٹی تھی شاید کے برس دن کے بھی
نہوئے تھے اور ابراہیم مدینہ مین آٹھوین برس ہجرت کے پیدا ہوا تھا اور عمر ایک برس اور قریب چھ
مہینے کے پاکر وفات پائی اور حقیقت حضرت کے بیٹیونکی یہ ہی کہ پہلی بیٹی زینب ہی سب بیٹیون مین
بڑی نبوت سے پہلے پیدا ہوئی تھی اور نکاح اوسکا اوسکے خالہ کی بیٹے سے کہ نام اوسکا ابو العاص ہے
ہوا تھا اور وہ اسلام لایا تھا اور اصحاب سے تھا وفات زینب کی حضرت کی زندگی مین ہوئی آٹھوین
برس ہجرت کے دوسری رقیہ ہی اور نکاح اوسکا حضرت ذی حضرت عثمان سے ہوگیا وہ بھی حضرت کی زندگی مین اس
جہان فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئین روایت ہی کہ فاطمہ زہرا رقیہ کی قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پہلو مین بیٹھی ہوئی روتی تھین اور حضرت اپنی چادر کے کونہ سے آنسو اونکے پونچھتے تھے اور تسلی
کرتے تھے تیسری ام کلثوم ہی حضرت نے رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کیا
وفات ام کلثوم کی بھی حضرت کی زندگی مین نوین برس ہجرت کے ہوئی چوتھی بیٹی فاطمہ زہرا سلام اللہ
علی سیدالوری علیہا ہین سب سے عمر مین چھوٹی اور مرتبہ مین بڑی فائدہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے سب اصحاب اور اصحاب نے اتفاق کیا کہ ابوبکر صدیق کو رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ اور جانشین آپ کا

کیا اور صدیق اکبرؓ نے اون لوگون کو کہ کافر اور مرتد ہوگئے تھے اور آپکی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے اور
زکوۃ دینی موقوف کردی تھی تنبیہ اور تہذیب کر کر اور فہمایش اور نصیحت فرما کر پھر درست کیا اور دین کی راہ
پر لائے اور مسیلمہ کذاب نے کہ دعوےٰ پیغمبری کا کیا تھا اور بہت سا خلق اللہ کو گمراہ کر دیا تھا اوسپر لشکر اپنا
کا بھیجا اور خالد ابن ولید کو امیر کیا جنگ عظیم ہوئی خلق اللہ کثیر کام آئی آخر کو فتح اہل اسلام کے ہاتھ ہوئی
اور مسیلمہ مارا گیا اور جنگو پہچانا حقیقت یہ ہے کہ بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تختہ اسلام کا چلا
تھا حق تعالیٰ نے اپنی حبیب کی برکت سے ابو بکر صدیقؓ کو نوح اس کشتی کا بنایا کہ اسیو طوفان کو دفع کیا مناقب اور
فضائل ابو بکر صدیقؓ کی بیحد وبیشمار ہین کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت ابی بکرؓ کی اور عمرؓ کی ایمان ہے اور بغض اونکا کفر ہے اور فرمایا محبت ابو بکرؓ کی
اور شکر اوسکا واجب ہے اوپر ہر مسلمان کے امت میری سے اور فرمایا کہ روح القدس یعنی جبرئیل نے خبر دی مجھکو کہ
افضل اور بہتر تیری امت کا بعد تیرے ابو بکرؓ ہے ۔ **فصل** جاننا چاہیے کہ سوج روان بنی شمع شبستان علی زاہد
زمان عارفہ دوران معدن رشد وہدایت حضرت خاتون قیامت علیہا التحیۃ والرضوان من الخالق الانس و
الجان ساتھ کمال تقویٰ اور طہارت اور ریاضت اور معرفت کی موصوف تھین چنانچہ القاب آپکے مبارکہ اور
طاہرہ اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ اور بتول ہین اور آپکو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ اسقدر محبت تھی کہ حالت
عشق کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خاتون کے ساتھ اس مرتبہ الفت تھی کہ اپنے اہل بیت
مین سے اور اپنی اولاد مین سے کسیکے ساتھ نہین تھی چنانچہ حضرت جبکہ سفر کو تشریف لے جاتے تو سب گھر کے
لوگون کو وداع کر کر آخر کو حضرت خاتون سے ملکر اور وداع کر کر سوار ہوتے تھے اور جبکہ سفر سے آتے تھے پہلے
سب سے حضرت فاطمہؓ سے ملتے تھے پھر اپنی بی بیونکے حجرہ مین تشریف لے جاتے تھے اور ملاقات کرتے تھے شیخ نجم الدین
عمر نسفی رحمہ اللہ نے روایت لکھی ہے کہ ایکدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر رونق افزا ہوئے
اور دیکھا کہ خاتون قیامت ملول اور خفا بیٹھی ہین اور رو رہی ہین حضرت نے سبب رونے کا پوچھا حضرت
خاتون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بسبیل حکایت کے کہتی ہون نہ بسبیل شکایت کے کہ [illegible] ان
پورے ہوتے ہین کہ ہمارے گھر مین کچھ کھانے کو نہین حسن اور حسین کہ طفل صغیر ہین تاب بھوک کی [illegible]
اور آج ان دونو لڑکون نے [illegible] کہا جہان [illegible] ایسا [illegible] گا جیسے کہ ہم [illegible]
بات سنکر پیغمبر جہان تاریک ہو گیا [illegible] اگر کوئی [illegible]

مناجات مین گستاخی کرے کچھ عیب تو نہین ہی حضرت نے فرمایا خدا تعالے اپنے خاص بندونکی گستاخی کو
دوست رکھتا ہی پس حضرت خاتونؑ گھر کے ایک کونے مین گئین اور نماز پڑھی اور دعا کی اور ہاتھ اوٹھائے
اور روئین اور کہا ای خدا جانتا ہی تو کہ عورتونکو طاقت پیغمبرونکی سی نہین ہوتی اگر تیرے تئین ساتھ باپ
میرے کی راز اور بھید ہی وہ پیغمبر ہی میرے تئین طاقت لون اسرار اور راز اور بھید کی نہین یا تو مجھکو
ویسی طاقت دی یا اس رنج و بلا سے مجھکو راحت اور خلاصی دی یہ حضرت خاتون نے کہا اور بیہوش ہو گئین
کہ اسین جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھو حضرت نے فرمایا کیا ہی
جبرئیل نے کہا فاطمہؓ نے فرشتون کو رولا دیا ہی کہ سب خروش مین ہین آپ اوٹھکر فاطمہؓ کی سُدھ اور
خبر لیجیے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون کے پاس گئے دیکھا بیہوش ہین اونکے
سر کو زمین سے اوٹھا کر اپنی گودی مین رکھا حضرت خاتون ہوش مین آئین اور اوٹھیں شرمندگی سے
سر نیچے ڈالی ہوئے حضرت نے فرمایا ای فاطمہ نحن قسمنا کی آیت پڑھ اور خدا کو قسام یعنی بہت قسمت کرنیوالا
اور بانٹنے والا جان تو مشقتین تجھپر آسان ہو وین اور حضرت نے ہاتھ مبارک اپنا حضرت فاطمہ کے
سینہ بے کینہ پہ رکھا اور دعا کی خدایا اسکو بھوک کے رنج سے بیخوف کر دے حضرت خاتون فرماتی ہین کہ
اوسدن سے اذیت گرسنگی کی اور بھوک کی میرے دل سے جاتی رہی یعنی ہر چند کہ فاقے ہوتے تھے لیکن اونکا
رنج اور اذیت اور بیچینی کچھ نہ معلوم ہوتی تھی اسی پر جاننا چاہیے کہ یہ اختیار کرنا ریاضت اور نفس کشی کا اپنے
واسطے اور اپنے اہل بیت کے واسطے تھا والا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی دعا اونکی فراغت اور ترقی
دنیا کے واسطے مانگتے قبول ہوتی کہ پیغمبرونکی دعا رد نہین ہوتی ہی القصہ حضرت خاتون قیامت کو
سواے درد جدائی پدر بزرگوار کے اور غم فراق سید الابرار کے کچھ بیماری اور رنج نتھا فرد عاشقی پیداست
از زاری دل * نیست بیماری چو بیماری دل * رات دن بیقرار رہتی تھین اور زار زار روتی تھین
روایت ہی پانچ شخصونکی برابر جہان مین کوئی نہین رویا ایک حضرت آدم کہ جب بہشت سے نکالے گئے
دوسرے حضرت یعقوب حضرت یوسف کے غم مین تیسرے حضرت یوسف قید خانہ مین چوتھی حضرت فاطمہؓ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے پانچوین حضرت زین العابدین حضرت امام حسینؑ کے غم مین الغرض
تاب و توانائی حضرت فاطمہ زہرا کی بالکل جاتی رہی اور طاقت نشست و برخاست کی مطلق نرہی اور
زمانہ رحلت فرمانے کا عنقریب آپہونچا حضرت خاتون نے حضرت مرتضیٰؑ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ یا

یا حیدر کرار اور اے دوست غمخوار چار وصیتین رکھتی ہون مین اول یہ کہ اگر کبھی میری طرف سی تیری خدمتگذاری
مین اور اطاعت اور فرمانبرداری مین کچھ قصور ہوا ہو اور غبار ملال کا تیری آئینہ خاطر پر ہے اور بیٹھا ہوے
تو مجھکو معاف فرما اور بخشدی حضرت علی نے کہا مین شکر گذار ہون تیرا اور دل میرا تیری طرف سے صاف ہے کہ تو صاحب اصاف ہی
اور تو میری یار غمگسار ہی نہ دل آزار و جفا کار ہی اور تو گل بوستان رسالت ہی نہ خار مغیلان ضلالت ہی حاشا
کہ مین تجھسی خفا ہون اب وصیت دوسری فرما حضرت فاطمہ نے کہا دوسری وصیت یہ ہی کہ میری حسن اور حسین کو
اور انکی بہنو نکو بہت عزیز رکھیو اور ایسا کوئی دقیقہ شفقت اور رحمت کا فروگذاشت نکیجیو تیسری وصیت یہ ہے
کہ مجھکو رات کے وقت دفن کیجیو اور قبر مین رکھیو کہ جیسے کسی بیگانے کی نظر زندگی مین مجھپر نہین پڑی ہی
ایسے ہی چاہیے کہ بعد مرنے کے بھی کسی کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے اور چوتھی وصیت یہ ہی کہ میری قبر پر آیا
کیجیو اور زیارت میری موقوف نفرمائیو کہ میرا موجب راحت اور آرام کا تو تھا اور مونس اوقات صبح
و شام کا تو تھا حضرت شیر یزدان شاہ مردان سنکر خروش مین آئے اور بے اختیار زار زار رونے لگے
اور ساتھ زبان حال کے مضمون اس مقال کا کہتے تھے **قطعہ** دلدار ما کنارہ میطلبد ؛ در کوی فراق خانہ
میطلبد ؛ تیر ز کمان ہجر مے اندازد ؛ در سینۂ ما نشانہ میطلبد ؛ **قطعہ** وہ اپنے جانے کا مجھسے بہانہ
کرتا ہی ؛ دیار ہجر مین ترتیب خانہ کرتا ہی ؛ کمان فرقت دوری سی تیر مارے سے ؛ ہمارے سینہ کو
اوسکا نشانہ کرتا ہی **قطعہ** سفر کا ارادہ ہی دلدار کا ؛ توان بخش جان و دل زار کا ؛ وہ گل جب ہوا
اس گلستان سے دور ؛ تو پھر زور ہے ہجر کے خار کا ؛ بعد اسکے حضرت علی مرتضی نے کہا اے فاطمہ وصیتین تیری
سب قبول کین مین نے اور سب انشاء اللہ تعالی بجا لاؤنگا اب تو کرم فرما کہ میری بھی وصیتین سُن لے
حضرت فاطمہ نے کہا فرمائیے علی مرتضی نے کہا اول یہ کہ جو مجھسی تیری خدمت مین کچھ تقصیر ہوئی ہو وے
تو معاف فرما اور بخش دی دوسری یہ کہ جسوقت کہ فردوس بریں مین اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین
پہونچے تو میری طرف سے کہ ہجران زدہ اور غم خوردہ ہون بیچ جناب رسالت مآب کے سلام پہونچائیو
تیسری یہ کہ میری کچھ شکایت جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ کیجیو حضرت فاطمہ نے کہا حقا کہ اتنی مدت
مین کہ مین ساتھ تیری رہی کبھی ذات بابرکات تیری سے ایسی چیز نہین دیکھی مین نے اور ایسی بات
تیری زبان فیض بیان سی نہین سنی مین نے کہ موجب شکایت کا ہووے بلکہ مدام تجھسے مردانگی اور مروت
اور جوانمردی اور فتوت اور حسن مقال اور لطف افعال دیکھا ہی مین نے نسبت اپنے زیادہ تر پایا چشم خوشی

عین مردمی ٭ چون تواند بود چندین لطف در یک آدمی قطعہ تجھ مین جو خوبیان ہین مری جان یہ
کہان ٭ جیسا ہی باکمال تو انسان یہ کہان ٭ یون خوب اور بہی ہون جہان بیچ تو مگر ٭ اوصاف بیشمار کی
ہر کان یہ کہان ٭ روایات سی ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ کونین حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اپنی والدہ
ماجدہ کا حال تنگ دیکھکر دم بدم آتی تھی اور گریہ و زاری مچاتی اور مادر مشفق کے سینہ بیکینہ سی لگ کر رو تی تھی اور اپنی جان
کھوتی تھی اور حضرت خاتونؓ دلداری اور غمخواری اونکی طرح طرح سی کرتی تھین لیکن تاب و طاقت اونکی رنج کے دیکھنے کی
نہین رکھتی تھین اسواسطے حضرت علیؑ سی کہکر اونکو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر بھیجدیا
کرتی تھین روایات سی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت خاتون قیامت خاتمہ عصمت و عفت کو عنقریب رحلت
کی یہ فکر بہت تھی کہ ایسا نہو کہ کوئی میرے جنازے کو دیکھے اور کسیکی نظر میرے قد و قامت پر پڑے کہ اسمین
ایک بی بی نے کہ حبشہ سے نقشہ گہوارے کا دیکھکر آئی تھی حضرت فاطمہ کے واسطے کھجور کی لکڑیون سے گہوارہ
بنایا کہ اوسمین کچھ بدن نہین معلوم ہوتا تھا حضرت فاطمہ نے دیکھکر پسند کیا اور راضی ہوئین اور مسکرائین
لکھا ہی کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بس ایک مرتبہ گہوارہ دیکھکر مسکرائین ہین والا
حضرت کی وفات کے بعد اپنی زندگی مین ان چھ مہینے مین کبھی نہین ہنسین روایت ہی جسدن کہ فاطمہ زہرا
سرائے دنیا سے انتقال فرماوین گی حضرت علیؑ گہر سے باہر تشریف لے گئے تھے کہ حضرت فاطمہؓ نے
سلمی سے کہ کنیز کہ آزاد کی ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی فرمایا کہ پانی میرے غسل کے واسطے
تیار کر سلمی حکم بجالائی حضرت فاطمہؓ نے غسل کیا اور پوشاک پاکیزہ پہنی اور بستر اپنا حجرے مین
بچھوایا اور بستر پر تشریف لیجا کر رو بقبلہ لیٹین اور دہنا ہاتھ سر کے تلے رکھا اور اسما بنت عمیس کو بلا کر
کہا کہ فلانے جگہہ کافور بہشت کہ میرے باپ کیواسطے جبرئیل لایا تھا اور آپنے ایک حصہ اپنے واسطے لیا تھا
اور دو حصے مجھکو دیے تھے تو وہ لے آ کہ ایک حصہ اوسمین سے مین لگاؤنگی اور ایک حصہ علیؑ کا ہی اسما بموجب
فرمودہ کے حکم بجالائی اور فرمایا مجھے انہین کپڑون مین دفن کیجیو اور قبر مین رکھیو اور مجھکو برہنہ نکیجیو
اور ارشاد کیا کہ اب تم میرے حجرے سے باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دو کہ مین اپنے اللہ سے مناجات کرون
اسما کہتی ہین کہ مین نے دروازہ بند کر کر کان اپنا دروازہ سے لگایا کہ سنون مین کہ حضرت خاتون کیا
مناجات کرتی ہین کہ حضرت فاطمہ نے گریہ و زاری اور مناجات بیچ درگاہ حضرت باری کے شروع کی
کہ اے خداے تعالی بحرمت پدر بزرگوار میرے کے اور بحرمت شوق دیدار میرے کے اور بحق درد دل مرتضیؑ کے

میری مفارقت سے اور رنج سوز حسن اور حسین کی میری مصیبت سے اور پراگندہ گار ونکے میرے پدر بزرگوار
کی امت سے رحمت کر اور سر گناہ سیہ کار بیچارونسے درگذر پس مناجات کرتی ہوئی حجرہ عنا اور زاویہ فنا سے ساتھ
جمال لقا اور روضہ بقا کے انتقال فرمایا اور مضیق بادیہ وحشت و کلال سے طرف نزہت آباد قرب وصال کے
تشریف لے گئیں شاہزادون نے یہ حال اپنی مادر شفیق کا دیکھکر کمال زاری اور بیقراری کی حضرت مرتضی علی
گھر مین آئے اور یہ ماجرا دیکھا اور کہا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات جناب رسالتمآب
کے صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ و آل درد منزل کو ساتھ تیری تسکین دیتا تھا مین بعد تیرے کس کے ساتھ تسکین دونگا
اور حضرت علی بہت روئے اور نہایت غمگین اور پریشان ہوئے اور یہ دو بیتین فاطمہ زہرا کے مرثیہ مین کہین
قطعہ لِکُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیلَیْنِ فُرْقَةٌ ۔ وَکُلُّ الَّذِی دُونَ الْفِرَاقِ قَلِیلُ ۔ یعنی ہر دوستو نمین کہ ملے ہیں
مین جدائی ہونے والی ہے اور ہر بلا کہ ہے دون سے سواے جدائی کی بلا کے کہ یہ بہت سخت ہے وان افتقادی
فاطما بعد احمد دلیل علی ان لا یدوم خلیل اور تحقیق گم کرنا میرا فاطمہ کو بعد احمد کے جدائی کے صلی اللہ علیہ وسلم دلیل
ظاہر ہے اسپر کہ کوئی دوست کسی کا عالم مین ہمیشہ نہ رہیگا رباعی لذت وصل جسنے پائی ہے ۔ اوسکی در پے
غم جدائی ہے ۔ مرض ہجر سخت ہے جز وصل ۔ نہین اس درد کی دوائی ہے ۔ القصہ حضرت علی نے بموجب وصیت
فاطمہ زہرا کے اوسی غسل سے کہ حضرت خاتون نے اپنے جیتے جی کیا تھا اور اونھین کپڑون مین دفن کیا
اور قبر مین رکھا اور لکھتے ہین کہ یہ مخصوصات فاطمہ سے ہے یعنی یہ بات اونھین کے لیے خاص تھی اور کسیکے
لیے درست نہین ہے اور مشہور روایت یہ ہے کہ بموجب وصیت اور فرمودہ حضرت فاطمہ کے اسما بنت عمیس نے
غسل دیا اور حسن اور حسین پانی لاتے تھے اور اپنی مادر غمگسار پر ڈالتے تھے اور غم وفات مادر بزرگوار سے
روتے تھے اور بموجب وصیت فاطمہ زہرا کے علی مرتضی نے گھوارے مین جنازہ بنا کر راتہی کو دفن کیا
اور قبر مین رکھا اور نماز جنازے کی حضرت علی نے یا عباس نے پڑھوائی صبح کو سب اصحاب اور اشراف نے
حضرت علی سے گلہ کیا کہ ہمین دفن کرنیکی خبر نہ کی حضرت علی نے عذر کیا کہ وصیت حضرت خاتون قیامت
کی ایسی ہی تھی وفات زہرا کی پیر کے دن منگل کی رات کو تیسری تاریخ رمضان شریف کے چھہ مہینے پیچھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہوئے عمر شریف آپکی اٹھائیس برس کی تھی اور قبر شریف آپکی
موافق ایک روایت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور بحسب روایت دوسری کے
بقیع مین اور اب دونون مقام مین زیارت کرتے ہین اور دونون مقام مین قبر بنی ہوئی ہے یہ بھی اثر آپکی

عفت اور عصمت کا ہی کہ بعد موت کے بھی پردہ قبر کار ہاکہ کونسی ہی فائدہ حقیقت فاطمہ زہرا کی اولاد کی یہ ہی کہ تین تو بیٹے اور تین بیٹیان ہین حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور محسنؑ اور بیٹیان زینب اور ام کلثوم اور رقیہ نے محسن اور رقیہ نے سن طفولیت مین وفات پائی یعنی بہت چھوٹے اور خردسال تھے کہ فوت ہوئے اور زینب کا نکاح علی مرتضی کے بھتیجے سے ہوا یعنی عبداللہ بیٹا جعفر طیار کا اور ام کلثوم کا نکاح علی مرتضی نے حضرت عمر ابن الخطابؓ کے ساتھ کیا ہرچند کہ ام کلثوم بہت چھوٹی تھین اور حضرت عمر خطاب کی بہت بڑی عمر تھی لیکن حضرت عمرؓ نے یہ فائدہ سمجھا تھا کہ میرا رشتہ اہل بیت سے ہوا اور یہ شرف اور سعادت مجھکو حاصل ہوا اور قیامت کو یہ بات میرے کام آوے اور حضرت علی نے یہ فائدہ سمجھا تھا کہ حضرت عمر کے برابر کوئی شخص اس زمانہ مین مقرب اور مقبول خدا و رسول کا نہین ہی صلی اللہ علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

مخزن پانچوان بیچ ذکر وفات اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب شیخ المشارق والمغارب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور بیچ ذکر وفات گل گلستان رسول سرور دل و جان جناب بتول مقبول بارگاہ ذی المنن حضرت امام حسن کے سلام اللہ علی محمد و علیہ

ارباب سیر اور اجباب باخبر لکھتے ہین کہ بعد وفات حضرت سید کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دو برس اور تین مہینے خلافت کی اور ایک عالم کو ارشاد اور ہدایت کی بعد اسکے رنجور اور بیمار ہوئے بائیسوین تاریخ جمادی الثانی کی منگل کے دن تیرہوان برس تھا ہجرت کا سرای دنیا سے طرف دار عقبی کے تشریف لیگئے اور عمر آپکی ترسٹھ برس کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ مین دفن کیے گئے باتفاق سب اصحاب کے حضرت عمرؓ فاروق خلیفہ ہوئے اور حضرت عمرؓ نے دین محمدی کو کمال رونق دی اور کوہ اور شہر اور بر اور بحر دین محمدی سے صلی اللہ علیہ وسلم معمور ہو گئے اور مناقب حضرت عمر کے حد سے افزون ہین روایت ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے کیا ہی حق کو اوپر زبان عمر کے اور اوپر دل عمرؓ کے اور عمر فرق کرنے والا ہی کہ فرق کیا ہی اللہ نے ساتھ اوسکے حق مین اور باطل مین روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے کہ ای بھائی میرے نہ بھولنا ہمکو اپنی دعای خیر مین اور فرمایا کہ عمرؓ چراغ ہی بہشت کے لوگون کا اور حقیقت اونکی فاتے کی یہ ہی کہ ایک شخص تھا ابولولو آتش پرست وہ مسجد مین آگر اندھیرے مین مسجد کے کونے سے لگ کر کھڑا ہو رہا جب حضرت عمرؓ مسجد مین صبح کی نماز کے واسطے آئے اور لوگون کو نماز کے

واسطے جگانے لگے ابولولو نے مخنجر مارا پہلو مین اور ران مین زخم آیا حضرت عمرؓ کے اور بدھ کے دن زخمی ہوئے تھے اور ہفتہ کو رحلت فرمائی چھبیسوین ۲۶ تاریخ ذی الحجہ کی اور تیئسوین ۲۳ برس ہجرت کے اور مدت آپکی خلافت کے دس برس اور چھ مہینے اور چار دن ہین موافق ایک روایت کے اور دفن کئے گئے حضرت عمرؓ بیچ روضہ مبارک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سال حضرت عمرؓ کی عمر کے ترسٹھ تھے بعد اونکی وفات کے باتفاق سب اصحاب کے حضرت عثمانؓ ذوالنورین خلیفہ ہوئے زیب و زینت روئے اسلام کو اونسے بھی بہت ہوئی اور مناقب حضرت عثمانؓ کے بھی بہت ہین کلام اللہ کو جمع کیا اس ترتیب سے کہ وہ مقبول خدا اور رسول مصطفٰے کا اور تمام اہل دنیا کا ہے روایت ہے عائشہ صدیقہؓ سے جسوقت کہ داخل ہوتا تھا عثمانؓ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت اپنے بدنکے کپڑونکو جمع کر لیا کرتے تھے اور بدن کو خوب ڈھانک لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے آیا حیا نکرون مین اوس شخص سے کہ جس سے خدا کی فرشتے حیا کرتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن جاتا تھا ساتھ میرے عثمانؓ کہ نزدیک میرے اوسوقت ایک فرشتہ تھا کہا اوس فرشتہ نے کہ عثمانؓ شہید ہے قتل کریگی اوسکو قوم اوسکی اور ہم فرشتے حیا کرتے ہین اس سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ داخل ہونگے بہشت مین بغیر حساب کے ستر ہزار شخص بسبب شفاعت کرنے عثمانؓ کے اونکے واسطے اور حالانکہ وہ ستر ہزار آدمی ایسے گنہگار ہونگے کہ قابل اور لائق دوزخ اور نار کے ہونگے یعنی دوزخ مین ڈالنا اونکے واسطے واجب اور مقرر ہوگیا ہوگا لیکن بسبب شفاعت عثمانؓ کے بہشت مین داخل ہونگے **فصل** چاہیے جاننا کہ قصہ حضرت عثمانؓ کی وفات کا مختصر یہ ہے کہ ابن ابی شرح حضرت عثمان کی طرف سے شہر مصر کا حاکم اور عامل تھا لیکن بے نہایت ظالم اور جاہل تھا مصر کے لوگون پر ظلم اور تعدی کمال اون نے کی تھی یہانتک کہ ساتھ سو آدمی مصر کے اور سردار وہانکے مدینہ مبارکہ مین بیچ خدمت حضرت عثمانؓ کے حاضر ہوئے اور اوسکا ظلم اور تعدی سب بیان کیا حضرت عثمانؓ نے محمد کو کہ بیٹے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہین حاکم کیا اور فرمان حکومت کا اونکے نام لکھدیا اور اونکو ساتھ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین و انصار سے اور ساتھ مصر کے لوگون کے کہ آئی ہوئے تھے مصر کی طرف روانہ کیا اور ابن ابی شرح کے واسطے حکم بھیجا کہ وہ برطرف ہووے اور معزول ہووے تو وہ نامعقول معقول ہووے محمدؓ بن ابی بکر اور اہل مصر رخصت ہوکر مصر کی طرف روانہ ہوئے تین منزل چلے تھے کہ کیا دیکھتے ہین کہ ناگاہ ایک کالا غلام شتر سوار دوڑائے ہوئے اونٹ کو

چلا جاتا ہی لوگون نے پوچھا تو کون ہی اور کہان جاتا ہی کہا اون نے کہ مین غلام امیر المومنین عثمانؓ کا ہون مصر کے حاکم پاس امیر نے مجھے بھیجا ہی لوگون نے کہا حاکم مصر کا تو ہم مین ہی یہ محمد بن ابی بکرؓ کہا کہ مجھکو ابن ابی شرح کے پاس بھیجا ہی پوچھا کوئی خط بھی تجھکو دیا ہی اون نے انکار کیا لوگون نے جو تلاشی کی تو اوسکی چھاگل مین سی خط عثمان کا نکلا کہ اوسپر مہر تھی حضرت عثمان کی پڑھکر دیکھا تو اوسمین لکھا تھا ہمنے محمد بن ابی بکر کو فرمان دیکر مصر کے لوگون کے ساتھ بھیجا ہی تو کسی حیلہ سی محمد کو اور فلان فلان کو مصر کے لوگون مین سے قتل کیجو اور اپنی کام پر قایم رہیو سب لوگ یہ دیکھکر حیران ہوئے اور غلام کو ساتھ لیکر اولٹے مدینہ کو پھر آئے اور حضرت علیؑ کو ساتھ لیکر حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوئے حضرت علی نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ یہ غلام کسکا ہی کہا میرا ہی پوچھا یہ اونٹ کسکا ہی کہا میرا ہی پوچھا یہ خط پر مہر کسکی ہی کہا میری ہی لیکن واللہ باللہ کہ مجھکو خط لکھنے کی اور مہر کرنے کی اور غلام کے جانے کی مطلق خبر نہین ہی سب لوگون نے خط کی نوشت مین اور اوسکے حرفون مین نظر کی پہچانا کہ خط مروان کا ہی کہ وہی حضرت عثمانؓ کا منشی تھا اور مہر اوسکی پاس رہتی تھی اور مروان حضرت عثمانؓ کا رشتہ دار بھی تھا سب اصحاب کو حضرت عثمانؓ کے قول کا یقین ہوا اور یہ بھی سب جانتے تھے کہ عثمان کبھی جھوٹی قسم نکھاویگا حاشا کہ عثمانؓ سی ایسی بات ہوئی لیکن مصر والون کو اعتبار نہ آیا اور اونھون نے حضرت عثمانؓ کے شہید کرنے کا دلمین ارادہ مصمم کیا اور مروان کو حضرت عثمانؓ سی طلب کیا حضرت عثمان نے مروان کو اونکی حوالہ نہ کر دیا اس خوف سی کہین مروان کو لوگ مار نہ ڈالین اصحاب سب وہان سی رنجیدہ ہوکر چلے آئے اور مصر کے اور کوفہ کے لوگون نے حضرت عثمانؓ کے مکان کو گھیر لیا اور بلوہ عام ہوگیا اور حضرت عثمان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور دانہ اور پانی بند کیا اور ہنگامہ کئی دن رہا ہر چند اصحاب لوگون کو فہمایش کرتے تھے اور سمجھاتے تھے لیکن لوگ نہین مانتے تھے آخر کو حضرت عثمانؓ نے کوٹھی پر چڑھکر پکارا کہ ای قوم تم مین علی ہی کہا نہین پھر کہا سعد ہی کہا نہین پھر حضرت عثمانؓ نے کہا کوئی علیؑ کو میری مصیبت کی خبر کرے پس جب حضرت علی کو خبر پہونچی اور آپ نے جانا کہ عثمانؓ تشنہ ہی اور پانی اوسکو نہین پہونچتا اور لوگ اوسکے قتل کی فکر مین ہین تین مشکین پانی کی ساتھ کتنے لوگون کے بنی ہاشم اور بنی امیہ سے بھیجین وہ پانی بدقت تمام حضرت عثمان کے پاس پہونچا اور کئی غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ کے زخمی ہوگئے جب یقین ہوا حضرت علی کو کہ لوگ عثمان کو قتل کرینگے پس حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین اور قنبر کو کہ اونکا غلام ہی وہ بھیجوایا اور فرمایا کہ تم تلوارین باندھی ہوئے جاؤ اور عثمان کے دروازہ پر ٹھہرو اور خبردار کسو کو اندر جانے ندینا

اور حضرت طلحہؓ نے اور حضرت زبیرؓ نے اور بعض اصحاب اور نے بھی اپنے اپنے بیٹوں کو ساتھ شاہزادوں کے
کر دیا اور سمجھا دیا کہ کسی فسادیکو پاس عثمان کے جانے نہ دیجیو اور اونکی حفاظت قرار واقعی کیجیو پس دونوں شاہزادون
اور اصحاب کے فرزندون نے آکر دیکھا کہ بلوہ عام اور غوغاے تمام ہو رہا ہے اور حضرت عثمان کے گھر کے
اندر اوپر سے تیر مار رہے ہین چنانچہ مروان کہ اندر تھا اوسکے بھی تیر لگا لیکن کارگر نہوا شاہزادون نے
ہرچند مزاحمت اور محافظت کی لیکن ازبسکہ ہجوم کثیر تھا اور سنگ اندازی اور تیر اندازی لوگ کر رہے تھے حضرت
امام حسنؑ کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد بن طلحہ کا چہرہ خون آلودہ ہوا اور قنبر کے سر مین چوٹ
آئی کہ سر اوسکا پھٹ گیا پس یہ حال دیکھکر محمد ابن ابی بکر کو خوف آیا کہ ایسا نہو کہ بنی ہاشم حسنؑ
اور حسینؑ کا یہ حال دیکھکر غصہ مین آوین اور جنگ عظیم درپیش آوے اور جو کہ ارادہ اپنا ہے قتل عثمان
کا وہ نہو سکے یہ سوچکر اور دو شخص کو مفسدونمین سے اپنے ساتھ لیکر حضرت عثمان کے گھر مین دیوار پر سے
کودا جبکہ یہ تین شخص گھر مین پہونچے اوسوقت حضرت عثمان کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے اور لوگ حضرت
عثمان کے ساتھ کے کوٹھون پر چڑھے ہوئے تھے اور دونون شاہزادے دروازے پر تھے الغرض کسیکو خبر نتھی
کہ اندر کیا ہوتا ہے پس محمد ابن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑی حضرت عثمانؓ نے فرمایا واللہ
اگر دیکھتا تجھکو باپ تیرا اس حال مین کہ تو مجھسے درپیش آیا ہے بہت تجھسے بیزار اور خفا ہوتا یہ سنکر
محمد کا ہاتھ ڈھیلا پڑا اور حضرت عثمان کو چھوڑ دیا پس وہ دو شخص انسان صورت شیطان سیرت نزدیک
حضرت عثمانؓ کے ہوئے اور اوس امام بررہ اور قاتل فجرہ کو مقتول اور شہید کیا شمشیر دغا اور تیغ جفا سے
اور قطرہ آپکے لہو کے قرآن شریف کے اس آیت پر پڑے فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم معنی آیت کے یہ ہین
کہ بس قریب ہے کہ کفایت کریگا اور عوض لیویگا تیرا اللہ ان لوگون سے اور وہ یعنی اللہ سننے والا ہے اور
جاننے والا ہے پھر محمد اور وہ دونون قاتل بھاگ کر دیوارون پر سے اوتر گئے بی بی حضرت
عثمان کی کہ آپکے پاس تھی کوٹھے پر چڑھکر چلائی کہ امیر المومنین قتل کیا گیا اور شہید ہوا پس داخل ہوئے گھر مین
لوگ پس پایا اونکو ذبح کیا گیا اور وہ جماعت بد ذاتون اور شیاطین کی متفرق اور تتر بتر ہو گئی اور
پہونچی یہ خبر حضرت علیؑ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ کو یہ سب اور مدینہ کے لوگ ملکر حضرت عثمانؓ کے گھر آئے
اور اونکو دیکھکر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روئے اور عقلین سب کی گم ہو گئین کہ یہ کیا ہو گیا کہ امیر المومنین
یون مظلوم شہید ہوا حضرت علیؑ نے غصہ مین آکر حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسینؑ کے سینہ پر

ہاتھ مارا اور حضرت طلحہ اور زبیر کی بیٹون کو سخت اور سست کہا اور فرمایا کہ کیونکر خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مارا گیا اور تم دروازے پر بیٹھے رہے حالانکہ اسواسطے بھیجا تھا کہ اوسکو دشمنون سے بچانا اور اوسکی خوب ہی
محافظت کرنا سب نے عذر کیا کہ ہم دروازہ پر تھے اور اندر کسی کو جانے نہ دیتے تھے مکان کے پیچھے کی ہمکو خبر نہ تھی
پھر حضرت مرتضی علی نے حضرت عثمان کی بی بی سے جا کر پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر ہوا کہا اونسے کہ دو شخص آئے گھر مین اور ساتھ
اونکے محمد ابن ابی بکر تھا اور اون دونون شخص نے قتل کیا حضرت شاہ نے محمد سے کہا کہ یہ کیا کہتی ہے اوسنے کہا
یہ جھوٹ نہین ہے تحقیق قسم خدا کی کہ مین داخل ہوا تھا عثمانؓ پر اور مین نے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرون عثمان نے
میرے باپ کا ذکر کیا پس مین نے چھوڑ دیا اور توبہ کی طرف اللہ کے اور وہ دو شخص مار کر نکل گئے اور
بھاگ گئے خدا جانے کہان گئے روایت ہے کہ مروان اپنے پسر کو ساتھ لیکر اس ہنگامہ مین نکل گیا اور بھاگ
گیا القصہ وفات حضرت عثمانؓ کی جمعہ کے دن اٹھارھوین تاریخ ذی الحجہ کی یا چوبیسوین تاریخ ہوئی اور
اکثر روایتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایام تشریق کے بیچ مین وفات ہوئی ہے گیارھوین بارھوین
تیرھوین ہے واللہ اعلم بالصواب اور برس ہجرت کے تھے پینتیس اور عمر آپکی تھی اسی اور دو برس کی یعنی
بیاسی برس کی اور حشر کوکب مین کہ بقیع مین زمین کا نام ہے دفن کیے گئے اور بارہ برس بارہ دن کم خلافت
کی ہے فائدہ پھر دوسرے دن حضرت عثمان کی وفات سے سب اصحاب نے متفق ہو کر حضرت علی کو خلیفہ کیا
اور سب نے حضرت شاہ محبوب الہ سے بیعت کی لیکن بعضے اصحاب کو شبہہ اور دغدغہ دلمین رہا کہ حضرت
عثمان کو حضرت علی نے قتل کروایا ہے اور عثمان کے قاتلونکو علی نے چھپایا ہے پس حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مکہ
کیطرف گئے اور حضرت عائشہ صدیقہ کہ حج کیواسطے گئین ہوئین تھین اونسے ملے اور قصہ حضرت عثمان کے قتل
ہونیکا اور حضرت علی کے خلیفہ ہونیکا سب کہا اور تہمت قتل عثمانؓ کی حضرت علی پر کی اور حضرت عائشہ کو
اوپر مخالفت حضرت علی کے برانگیختہ کیا اور سب طرفون سے لوگون کو بلایا اور جمع کیا اور لشکر کشی کر کر بصرہ
کو آئے اور مشہور کیا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی علی سے قصاص عثمان کا چاہتی ہین
اور عثمان کے قاتل کہ علی نے چھپا رکھے ہین اونکو طلب کرتی ہین اور مانگتی ہین چونکہ علی قاتلون کو
نہین دیتے اسواسطے لڑائی ٹھہری ہے تو امر حق ظاہر ہووے پس جبکہ یہ خبر حضرت علی کو پہونچی اپنے رفیقون اور
دوستون اور خادمون کو ہمراہ رکاب کے لیے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوئے بصرہ کے پاس ملاقات
کی حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر سے اور عذر درمیان مین لائے اور کہا کہ عثمان کے قاتل میرے پاس نہین ہین

اگر مجھکو معلوم ہوتے تو مین خود اون سے امیر المومنین عثمان کا قصاص لیتا القصہ شبہ مجھکو علی کیطرف ہو کہ تو نہین تھا بالکل رفع ہوا اور جتیو نکی جنتیون سے لڑائی ہوئی اسواسطے کہ حضرت عائشہ کیطرف بھی وہ اصحاب تھے کہ جنکے واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرین دین ہین کہ بہشت ان لوگون پر واجب ہے اور ایسے ہی حضرت مرتضیٰ علی کیطرف تھے کہ اونکو بشارتین بہشت کی دین ہین آخر الامر دونون فرقون مین جنگ عظیم ہوئی آخر کی لڑائی ہین کہ جسکو جنگ جمل کہتے ہین عائشہ صدیقہ جمل پر یعنی اونٹ پر کجاوہ مین سوار تھین اور گرد اونکے شیران کارزار اور دلیران شیرشکار حاضر تھے اور آتش جدال اور قتال کی شعلہ زن تھی غازی ان دونون طرف کے داد شجاعت کی دیرہے تھے یہانتک کہ دونون گروہ نے بیچ مردی اور مردانگی کی کوشش اور کشش کی کہ زبان قلم کی اوس حال کے لکھنے سے زخمی ہوتی ہے اور شگاف کھاتی ہے اور مالک اشتر نے کہ سپہ سالار فوج حیدر کرار قاتل کفار کا ہے نہایت کرمرتبہ مین جراٌت اور دلاوری کی آخر کو حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاؤن کٹ گئے اور اونٹ گرا حضرت علی نے محمد ابن ابی بکر کو عائشہ صدیقہ کے اونٹ کے پاس بھیجا تا اپنی بہن کی حفاظت کرے اور بیپردگی ام المومنین کی نہو بعد فتحیاب ہونے جناب ولایت مآب کی یہ ہوا کہ حضرت علی نے حضرت عائشہ صدیقہ کو باعزاز و اکرام تمام مدینہ منورہ کو بھجوادیا تا اپنے مکان مین بعزت وحرمت رونق افزا رہین روایت ہے کہ جنگ جمل مین ستر ہزار آدمی حضرت عائشہ کیطرف کے اور تین ہزار آدمی حضرت علی کیطرف کے کام آئے روایت ہے کہ ایکدن حضرت عائشہ مدح اور تعریف حضرت علی کی کرتی تھین کہ لوگون نے کہا کہ تمنے کیون اونسے جدال اور قتال اور لڑائی ٹھہرائی تھی حضرت عائشہ روئین اور کہا کہ مجھسے خطا ہوئی اور مین نے توبہ کی اللہ کی طرف اور فرمایا کہ علی نزدیک میرے سب سے بہتر اور اچھا ہے پھر حضرت شاہ شجاعت دستگاہ بصرہ سے کوفہ کو تشریف لائے معاویہ ابن ابی سفیان نے ملک شام کی فوجین لیکر حضرت علی پر خروج کیا اور قصاص خون عثمان کا حیلہ و بہانہ کیا حضرت شاہ رسالت پناہ سے ارادہ جنگ کا کیا کوفہ سے حضرت علی چلے اور شام سے امیر معاویہ صفین مین آکر مقابلہ ہوا کتنی مدت لڑائی درپیش رہی اور صفین ایک مقام کا نام ہے آخر کی لڑائی ہین کہ جسکو لیلۃ الہریر کہتے ہین حضرت شاہ دلدل سوار نہر بہ میدان کارزار شہامت وصرامت پناہ جلادت وبسالت دستگاہ قالع باب خیبر قامع بغیان ہر ستمگر رافع اعلام شرع مصطفیٰ دافع اقوام جور وجفا ناصر دین سید المرسلین قاہر اعداء دین متین اسد اللہ الملک العلام قاتل اہل دغا ملک شام غالب کل غالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے پر سوار تھے اور دستار مبارک نبوی سر مبارک سے بندھی ہوئی تھی اور رداء

دلاوری اور اسد اللہ کی میدان کارزار مین دیکہی تہی کہ ایک مرتبہ اون شیر کردگار حیدر کرار نے ساتھ
دس ہزار سوار کار دیدہ اور جنگ آزمودہ کے اوپر قوم بغی اور فساد کے اور اہل شقاق و عناد کے حملہ کیا صفین
کی صفین دشمنونکی برہم مارین اور اولٹ دین اور کشتون نے پشتے بنا دیے اور نالے خون کے بہ گئے کہ دست
و پا گھوڑون کے بسبب پامال ہونے خون کے ایسی معلوم ہوتے تہے کہ گویا مہندی سے رنگین ہین اور بازو لشکر شام
کا ٹوٹ گیا اور قوت حس و حرکت شامیونکی زائل ہوئی امیر معاویہ نے عمر عاص سے کہا کہ وہ اونکا وزیر اور مصاحب
ہی یا ابا عبد اللہ آج کے دن استقامت اور صبر کیا چاہیے تو کل کو ہم فخر کرین گے عمر عاص نے کہا کہ سچ کہتے ہین
لیکن آج موت بر حق ہی اور زندگی باطل اگر ایک حملہ ایسا ہی حیدر کرار شیر پروردگار نے اور کیا تو پہر ہم مین
ایک بہی باقی نہ رہیگا اور اوسدن مالک اشتر نے بہت دلاورون اور پہلوانونکو بیسرو پا کیا اور بہت
لوگ سپاہ نصرت پناہ کے بہی گلگونہ شہادت سے سرخ رو ہوکر عروس وار بطرف دار القرار کے راہی ہوئے
بعد اسکے پہر دونون لشکر مانند دریای اخضر کے موج مارنے لگے اور مثل دو کوہ فولاد کے ایک سے دوسرے پر جا لگے
اور آوازہ نقارہ رعد مثال سے ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم کا مضمون روشن ہوگیا اور حقیقت تکاد السموات یتفطرن
دلون پر کہل گئی اور گرد و غبار سپاہ سے درمیان آسمان و زمین کے سیاہی چہا گئی سرداران اسلام کے مقابل
مخالفونکے تکبیر کہتے ہوئے بیچ پناہ نصر من اللہ و فتح قریب کے کشش مین آئی اور آتش حرب کی نہایت تیز
اور گرم ہوئی حال جنگ کا یہانتک پہونچا کہ سوار پیادہ ہوئے اور زانو زمین پر ٹیککر خنجرونسے اور تلوارونسے
لڑے اور ہزارون خنجر زہر پیکر خون دلاورون سے شنگرف گون ہوئے اور سیاہی غبار مین کوئی کسیکو
نہ پہچانتا تہا اور اوسدن نماز نمازیونکی فقط اشارونسے ہوئی یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا لیکن جنگ قائم
رہی اور علم گر گئے اور نیزے اور تلوارین ٹوٹ گئین دلاور اور بہادر باہم دست و گریبان تہے اور خنجر اور
تیغ افشان تہی روایت ہی کہ بوڑہے بوڑہے لوگ ملک شام کے بیچ لیلۃ الہریر کے بیچ اثنای دار و گیر کے
یعنی بوقت کشت و خون کے روتے تہے اور چلاتے تہے اور کہتے تہے خدا کے واسطے لڑائی موقوف کرو اور خدا سے
ڈرو کہ ہمارے مردون مین کچہ تہوڑے سے باقی رہی ہین رحم کرو اور ہماری زنون اور فرزندون پر بخشش
فرماؤ کوئی نہ سنتا تہا کہ یہ کیا بکتے ہین اوس رات مین حضرت شجاعت مآب کرامت انتساب صاحب
ذو الفقار حیدر کرار نے پانسو تیس دلاورونکو اپنے ہاتہ سے قتل کیا تہا اور ایک یہ روایت ہی کہ زیادہ
نو سو سے قتل کیے تہے آخر کو صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا اوسوقت قتال اور جنگ موقوف ہوئی موافق

ایک روایت کے لیلۃ الہریر مین تیئیس ہزار آدمی طرفین کے کام آئے اور موافق دوسری روایت کے دو ہزار اور اٹھہ آدمی سپاہ ظفر پناہ شاہ عالیجاہ کی اور سات ہزار آدمی طرف ثانی کے قتل ہو گئے اور ان سب لڑائیون مین کل آدمی حضرت شاہ جلادت دستگاہ کی طرف کے قریب اسّی ہزار کے اور طرف ثانی کی فوج سے ایک لاکھ اور قریب بیس ہزار کے قتل ہوئے اور مارے گئے الغرض لیلۃ الہریر کی صبح کو یعنی جبکہ وہ رات تمام ہو چکی معاویہ ابن ابی سفیان نے خط اپنا کہ جسمین کمال عاجزی اور منت داری لکھی تھی بیچ خدمت سراپا جرات امام المسلمین امیر المومنین کے بھیجا اور صلح اور مصاف کرنا چاہا حضرت شاہ انجم سپاہ نے درجواب اوسکے باتین سخت اور درشت لکھین اور دو سہ دن مردم طرفین کی کشتونکی لاشین اوٹھانے مین اور دفن کرنے مین مشغول رہے اور حضرت علی شیر کبریا نے اپنے لشکر ظفر پیکر مین حکم دیا کہ کل کی لڑائی کے واسطے اسباب اور آلات حرب و جنگ کے تیار کر دو کہ کل بیچ جنگ اور پاس تمام و ننگ در پیش ہے معاویہ ابن ابی سفیان کی فوج مین خوف اور ہراس کمال تھی اور امیر معاویہ یہ حکم امیر کبیر روشن ضمیر کا سنکر مانند بید کے لرزان اور بہت حیران و پریشان تھا کہ عمر عاص کو بلا کر کہا کہ کچھ حیلہ کیا چاہیے تو شاہ مردان شیر یزدان کے ہاتھ سے مخلصی ہو اور جان بچے عمر عاص نے یہ تدبیر کی کہ لڑائی کے دن جس وقت صفین طرفین کی فوج کے مقابل ایستادہ ہوئین قریب ساڑھے پانسو کے قرآن شریف نیزون اور بھالون کے سر سے بلند ہوائی اپنی فوج مین اور سردار قوم شام کے ساتھ کمال عاجزی کے آگے آئے فوج شیر خدا علی مرتضی کے اور متصل ہو کر یہ آواز بلند کہا کہ ای قوم عرب کی خدا سے ڈرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم کرو اور ہاتھ جنگ اور لڑائی سے باز رکھو نہین تو جب تم سب فنا ہو جاوگے تو پھر فوج روم اور فارس کی آکر سب تمھارے زن و فرزند کو پکڑ کر لیجاویگی اور اسیر اور دستگیر کریگی اور دیکھو یہ کہ ہم مین اور تم مین قرآن درمیان مین ہے اور ابو الاعور کہ سپہ سالار ہے معاویہ کی فوج کا قرآن شریف سر پر رکھکر بیچ مین دونون فوجون کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اکھڑا ہوا اور کہا یہ کتاب خدا کی ہم مین تم مین حاکم ہے اور ہمارے تمھارے درمیان مین ہے حضرت شاہ حقائق آگاہ ہر چند فرماتے تھے اپنی فوج کے لوگون سے کہ یہ مکر اور فریب ہے اور یہ اپنی جان بچانے کے لیے حیلہ کرتے ہین واللہ خدائے کریم اور قرآن عظیم سے کب یہ ڈرتے ہین لوگ کہ لڑائیون سے بہ تنگ آگئے تھے اور اکثر معاویہ اور کیطرف سے مال رشوت کا اوڑا گئے تھے اور اکثر اس حیلہ سے بھی فریب کھا گئے تھے صلح پر راضی ہو گئے اور خواہ مخواہ صلح کر وادے اور آخر کو

ایساہی ہوا کہ جو حضرت شاہ دل آگاہ نے فرمایا تھا کہ طرف ثانی عہد و پیمان پر قائم نہ ہی اور ہوا بعد اوسکے
جو کچھ کہ ہوا پس گیا امیر معاویہ طرف شام کے اور حضرت ولایت مآب طرف کوفہ کے اور آپ نے کوفہ مین رہنا اختیار
کیا پھر خوارج نے یعنی خارجیون کی قوم نے خروج کیا حضرت حیدر کرار قاتل اشرار نے نہروان پر جا کر اونکی فوج سے مقابلہ
کیا جنگ عظیم درپیش آئی آخر کو حضرت شاہ ولایت مہر امارت نے فتح پائی اور سردار اوس قوم کا مارا گیا کہ وہ پستان
دراز رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی خبر دی تھی کہ علی سے لڑیگا اور مغلوب اور مقتول ہوگا فائدہ
جاننا چاہیے کہ احوال ان لڑائیون کے بیشمار ہین اور کرامتین اور شجاعتین حضرت علی رضی سے ظاہر ہوئے ہین بسیار
از بسیار ہین یہ کتاب مختصر گنجائش اونکی لکھنے کی نہین رکھتی علاوہ یہ ہی کہ اختصار اور تھوڑا بیان کرنا ایسی مقامین
لائق اور مناسب ہی اسواسطے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت ذکر کیا جاوے میری اصحاب کا
پس چاہیے کہ خاموش اور چپ رہو تم غرض یہ کہ مبادا کہین تمسے کسی کی جناب مین گستاخی اور بے ادبی کا حرف
صادر ہووے کہ اوسکا مواخذہ اور عذاب بڑا ہی اور دوسرے یہ کہ مقصود اصلی اور مطلوب دلی مرتب کرنے
اور لکھنے اس کتاب سے ذکر شہادت حضرت سید الشہدا حسین ابن علی مرتضیٰ علی جدہ و علیہ السلام کا ہی اور باقی احوال تھوڑے
تھوڑے اسلیے لکھے گئے تو تمہید اور ترتیب کتاب کی استوار رہی اور مطالعہ کرنے والا اسکا اول اور آخر
قصہ کے سے خبردار رہے تو بہرہ کامی اور حظ وافی حاصل کرے **فصل** چاہیے جاننا کہ مہر سپہر ولایت ماہ فلک
ہدایت کرامت مآب شہامت انتساب امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ عابد زاہد
عالم فاضل تھے اور عارف قانع حافظ عامل تھے جری شجاع جواد کریم اور خلیق رحیم شریف حلیم تھے حکایات عجیبہ
آپکی سب کتابون مین مسطور ہین اور کرامات غریبہ سارے عالم مین مشہور ہین فصاحت اور بلاغت
مین وحید زمان اور معرفت اور ولایت مین فرد دوران تھے علم صرف کا اور نحو کا اور سباق سبب آپنے
مرتب کیا ہی اور اہل اسلام کے عالمون نے اکثر آپکے قولون پر فتوے دیا ہی اہل بیت اور سب اصحاب
آپکے مدح خوان ہین اور اولیا اور اہل معرفت آپکے نام پر دل و جان سے قربان ہین حضرت عمرؓ نے
بارہا حق تعالی سے یہ دعا کی ہی کہ خدایا اوس زمانہ مین مجھکو نہ جِلانا کہ جسمین زمانہ مین علی ابن ابی طالب
نہووے اور یہ بھی بارہا کہا ہی اگر نہوتا علی تو ہلاک ہوتا عمر اکثر قضایا آپ نے ایسے فیصل اور حل
کیے مین کہ کسی کے عقل مین نہ آتی تھی اور اصحاب اونکو سنکر گھبراتے تھے ناصر اور معین اور مددگار حضرت
ابوبکرؓ کے اور حضرت عمرؓ کے اور حضرت عثمانؓ کے تھے حضرت سید الابرار کے وصی اور جناب کردگار کے

دلی تھی روایت ہی ابن عباس سی کہ نہین نازل ہوئین اسقدر آتین کسیکی شان مین کلام اللہ مین کہ جسقدر علی کے شان مین نازل ہوئین ہین کہا ابن عباس سے کہ تین سو آیت علی کی شان مین ہین فرمایا حضرت علی نے جو آیت کلام اللہ کی ہی مین جانتا ہون کہ کب نازل ہوئی اور کس مقدمہ مین اور کس مقام مین اور کسکی شان مین نازل ہوئی حق تعالی نے مجھکو دل عقل کا بھرا ہوا اور زبان فصاحت گویا عطا فرمائی ہی روایت ہی کہ ابن ملجم کہ حضرت علی کی لشکر ظفر اثر مین رہتا تھا ایک سفر مین اوسکا گھوڑا گم ہوگیا آپکی خدمت مین آکر گھوڑا طلب کیا آپنے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ مجھکو اسکے ساتھ ارادہ عطا ہی اور اسی ہاتھ سے میری قضا ہی فائدہ جاننا چاہیے کہ اسد الجبار حیدر کرار عنقریب زمانہ وفات کے ایک رات حضرت امام حسنؑ کے گھر اور ایک رات حضرت امام حسینؑ کے گھر اور ایک رات حضرت عبداللہ ابن جعفر کے گھر کہ آپکے بھتیجے تھے روزہ افطار کیا کرتے تھے اور تین لقموں سے زیادہ نہ تناول کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دوست رکھتا ہون مین یہ کہ خدا سے ملاقات کرون حال آنکہ پیٹ میرا خالی ہو طعام سے اور سبب آپکی وفات کا یہ ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم اور برگ تمیمی اور عمر تمیمی کہ یہ تینون خارجی تھے مکہ مبارک مین ایک جا جمع ہوئے اور شورت اور مصلحت کی آپسمین کہ تین شخصون کو قتل کیا چاہیے علی کو اور معاویہ کو اور عمر عاص کو تو ہمارے دل بھی خوش ہووین اور بندے خدا کے راحت و آرام پاوین ایک ایک شخص نے ایک ایک کے قتل کا ذمہ کیا ابن ملجم نے علی مرتضی کا اور برگ نے معاویہ کا اور عمر نے عمر عاص کا اور یہ بات آپسمین ٹھہرائی کہ سترھوین تاریخ رمضان کی رات کے وقت چاہیے کہ تینون سے یہ تینون کام بن آوین برگ دمشق کو گیا کہ وہان امیر معاویہ کا مقام تھا اور عمر مصر کو روانہ ہوا کہ وہان عمر عاص کا مکان تھا اور ابن ملجم کوفہ کو آیا کہ وہان شیر الٰہی ولایت پناہی تشریف رکھتی تھی ابن ملجم جونہین کوفہ مین داخل ہوا نظر اوسکی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی دل اوسکا فریفتہ اور جان اوسکی شیفتہ ہوئی ابن ملجم نے اوس سے پیغام نکاح کا کیا عورت نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا علی کا ہے اوسنے سب قبول کیا اور کہا کہ مین اسی کام کیواسطے کوفہ مین آیا ہون عورت نے کہا کہ مین تیرے ساتھ ایک مددگار کر دیتی ہون شبیب ابن عجرہ اشجعی کو کہ خارجی ہے اوسکے متفق کر دیا اور نام اوس عورت کا قطام قوم خوارج مین سے ہے اور خاوند اوسکا نہروان کی لڑائی مین جہنم داخل ہوا تھا کہ حضرت علی کی فوج نے اوسے مارا تھا الغرض سترھوین تاریخ رمضان کی برگ نے دمشق مین امیر معاویہ کو زخمی کیا امیر معاویہ نے چندروز مین شفا پائی اور برگ کو بہت

زبون حال کر کر اور اذیت دے کر مروا ڈالا اور عمر نے مصر مین خارجہ عامری کو عمر عاص کی شبہہ مین مار ڈالا
اوس رات عمر عاص کے شکم مین درد تھا خارجہ کو اپنی طرف سے مسجد مین بھیجا تھا کہ امامت کرے سجدہ مین وہ تھا
کہ عمر تمیمی نے ساتھ ایک ضربہ شمشیر کے کام اوسکا ادا کیا پھر تمیمی پکڑا گیا اور مارا گیا اور کوفہ مین ماجرا یہ ہوا کہ سترہوین
تاریخ رمضان کی رات کو حضرت ولایت منقبت نور الہدی بدر الدجی صاحب لوا علی مرتضی کے تئین عجیب حالت
شوق و ذوق عالی تھی اور بیتابی تھی اور اضطرابی عاشقانہ دمبدم مافوق شوق تھی کبھی صحن خانہ مین آتی تھی اور کبھی
اندر جاتی تھی اور بار بار نظر طرف آسمان کی کرتے تھے اور زبان کرامت بیان سے فرماتی تھی کہ قسم خدا کی نہین جھوٹا مین
نہین جھوٹا مین یہ وہی رات ہے کہ جسکا مجھ سے حق تعالی نے وعدہ کیا ہے اور کہا حضرت امام حسن سے کہ بیٹا مین نے
آجکی رات سید الورا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکی امت کی ہاتھ سے
مجھکو کسقدر تکلیفین اور مشقتین پہونچی ہین فرمایا کہ تو ان پر بددعا کر مین نے یہ دعا کی کہ خدایا مجھکو جو ان سے
بہتر ہون انکی صحبت نصیب کر اور جو کہ مجھسے بدتر ہون انکو ان پر قائم کر بعد اوسکے عالیجناب شاہ بوتراب
نے خاطر کو اوپر جدائی آل اور اولاد اور احباب اور جفا کے قرار دیکر قصد مسجد کا کیا بیت رخت بربستیم و دل برداشتیم
صحبت دیرینہ را بگذاشتیم مثنوی دلکو صحبت سراب اوٹھاتی ہین لو میری جان ہم تو جاتی ہین بطخین آپکے
چہرہ مبارک کیطرف رخ کر کر تین چلائی اور شور مچانے اور بعض لوگ لگے اونکو ہانکنے فرمایا آپنے کہ چھوڑ دو انکو اور کچھ مت
کہو کہ یہ مجھپر نوحہ کرتی ہین اور روتی ہین القصہ حضرت شاہ دل آگاہ دولت خانہ سے قریب صبح کے اندھیرے
مین برآمد ہوئے اور مسجد کو چلے اور کہتے جاتے تھے الصلواۃ الصلواۃ جون آئینہ مسجد کے دروازہ مین داخل ہوئے
شبیب نے حملہ کیا اور تلوار چلائی کہ وہ تلوار دروازے پر پڑی کہ دوسری ضرب تلوار کی ابن ملجم نے دی اور
پیشانی سے لیکر دماغ تک کاٹا اور آپ نے فرمایا فزت برب الکعبہ یعنی مخلصی پائی مین نے اور اپنی مراد کو پہونچا
مین قسم ہے رب کعبہ کی اور شبیب بھاگ کر اپنے گھر مین جا چھپا بنی امیہ مین سے ایک مرد تھا کہ اوسنے جا کر شبیب
کو قتل کیا اور دوزخ کو بھیجا اور ابن ملجم کو لوگون نے گھیر کر پکڑ لیا اور تلوار چھین لی اور اوس ملعون کو
حضرت قتیل تیغ جفا شہید عشق خدا بازوی محمد مصطفی علی ولی مرتضی سلام اللہ علی محمد و علیہ کے روبرو لائے آپنے
اوسکو دیکھکر فرمایا کہ جسوقت مین وفات پاؤن اسکو قتل کیجیو اور جو مین بچا تو پھر جیسی میری سمجھ مین آویگا ویسا
کرونگا مگر جو مین کھاؤن پیون اوسکو کھلانا پلانا اور کچھ اذیت نہ دینا دو تون شاہزادے نالان اور گریان
بیقرار اور زار و نزار آئے اور اپنے پدر بزرگوار کے تلوون سے آنکھین ملتے تھے اور بہت رو رہے تھے اور شہر کوفہ

مین واویلا اور واحسیبتا کا شور تھا رباعی افغان کہ راحت دل آرام جان برفت * شاہ زمان و قدوۂ خلق جہان برفت * غم شد محیط مرکز دلہا ز ہر طرف * کان مرکز محیط کرم از میان برفت * رباعی افسوس حیف آرام جان گیا * شاہ زمان قدوۂ اہل جہان گیا * غم کا فلک یہ مرکز دل پر ہوا محیط * وہ آفتاب شرف الٰہی کہان گیا *
بعد اُسکے آپکو دولتخانہ مین لائے آخر اپنی اہل و عیال کو جمع کرکے نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور پھر کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا اور سوا اسکے بیچ مین کچھ کلام نہین فرمایا یہانتک کہ اس جہان بے بنیاد سے روضہ رضوان کو خرامان ہوئے اور سترھوین تاریخ رمضان کی آخر شب زخمی ہوئے تھے اور بیسوین تاریخ اتوار کے دن رات کے وقت وفات پائی اور راتہی کو دفن کیے گئے اور قبر آپکی بے نشان رکھی اور ہموار کر دی تا خارجی لوگ کچھ بے ادبی نکرین اور بہت صحیح روایت ہی کہ آپ کا مزار نجف اشرف مین ہی کہ جہان اب زیارت گاہ ہی اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرت امام حسن رضی آپکے تابوت کو مدینہ کو لیگئے اور ایک روایت یہ ہی کہ لیجاتے تھے مدینہ کو کہ رات کے وقت وہ اونٹ کہ جسپر آپ کا تابوت تھا رات کو غائب ہو گیا عراق کے لوگ کہتے ہین کہ وہ تابوت آسمان کو ابر مین چلا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ پہاڑون مین چھپ گیا اور عمر شریف آپکی ترسٹھ برس کی تھی اور ہجرت کا برس چالیسوان تھا کہ آپکا وصال ہوا بعد آپکے انتقال کے ابن ملجم ملعون کو قتل کیا اور حضرت علی کے دوستون اور مخلصون نے بورے مین اوسکو رکھکر پھونک دیا اور خلافت حضرت شاہ عالیجاہ نے چار برس اور نو مہینے کی فائدہ جاننا چاہیے کہ نکاح حضرت علی خدا کے ولی نے کئی کیے تھے جبتک حضرت بتول عذرا فاطمہ زہرا قید حیات مین رہین کوئی نکاح اور نہین کیا اور بعد اونکے آٹھ نکاح کا اتفاق پڑا اور بیٹے آپکے پندرہ ہین امام حسن امام حسین محسن حضرت فاطمہ سے اور عثمان عباس جعفر عبد اللہ ابوبکر کہ یہ پانچون کربلا مین ہمراہ رکاب جناب شہادت مآب حسین ابن ابی تراب کے شہید ہوئے ہین اور بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ چھ فرزند حضرت مرتضیٰ علی کے کربلا مین شہید ہوئے سوائے حضرت امام حسین کے اور بھی عون محمد اکبر محمد اوسط محمد اصغر محمد حنیفہ عمر اور نسل آپکے پانچ بیٹون سے جاری ہی امام حسن امام حسین محمد حنیفہ عباس عمر اور بیٹیان آپکی سترہ ہین زینب اور کلثوم حضرت فاطمہ زہرا سے اور باقی اور بیبیون سے ہین واللہ اعلم فصل چاہیے جاننا کہ نور دیدۂ نبی فرزند پسندیدۂ علی محبوب عالم سرعلی حضرت امام حسن سلام اللہ علی النبی و علیہ سیہ حلیم علیم زاہد و عابد صاحب وقار و حشمت جواد خلیق عارف صاحب کرامت تھے روایت ہی کہ کہا حضرت امام نے حیا آتی ہی مجھکو کہ مین خدا سے ملاقات کرون اور مین نے پا پیادہ حج خدا کے واسطے نہ کیا ہو پھر آپ نے پا پیادہ *

سفر کر کے کو پچیس حج کیے اور گھوڑے کوتل آپکے آگے چلتے تھے روایت ہی کہ آپنے ایک شخص کو سنا کہ خدا تعالی سے دس ہزار درم مانگتا ہی آپنے اپنے پاس سے اوسکو بھیج دیے روایت ہی کہ ایک شخص آپکی خدمت مین آیا اور حال اپنے فقر و فاقہ کا بیان کیا اور کہا کہ مین پہلے مالدار تھا اور اب محتاج ہون آپنے فرمایا تیری لائق دینے کو میرے پاس نہین ہی اگر قدر قلیل پر قناعت کری تو مین کچھ بھجوا دون اوسنے کہا ای فرزند دختر رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو جسقدر کہ دیگا مین شکر کرونگا اور جو نہ دیگا مین عذر نکرونگا آپنے پچاس ہزار درم اور سو دینار اوسکو بھیجے اور بہت سا عذر کیا الغرض صفات کمالی اور کرامات عالی آپکے خارج از حد بیان ہین فرد اگر عمری بیا رایم سخن را نشاید نظم من گفت حسن را فرد و تمام عمر جو آراستہ کرون مین سخن وہ تو بھی ہو سکے مجھسے بیان نعت حسن ﴿روایت ہی کہ بعد وصال شیر ذی الجلال کے سب اصحاب و احباب نے حضرت امام حسن کو مسند خلافت پر بٹھایا اور آپکے ہاتھ پر بیعت کی جب یہ خبر معاویہ ابن سفیان کو پہونچی ضحاک بن قیس کو شام مین اپنا نایب کر کر اور سب چھوڑ کر آپ ساتھ ساٹھ ہزار سپاہ کی کوفہ کیطرف واسطے عمل کرنے کے اور تحت مین لانے ملکون عراق اور عرب کے متوجہ ہوئی اور امیر المومنین یگانہ نبی دل و جان علی برگزیدہ خدا حسن مجتبی یہ سنکر ساتھ چالیس ہزار جوانون کے کوفہ سے برآمد ہوئے کوچ کرتے ہوئے قریب مداین کے پہونچے اور وہان کہی مقام کئے تھے راہ مین یہ اتفاق ہوا کہ جراح بن قبیصہ کہ شخص خارجی ہی چھپ کر آپکی ران مین خنجر مارا اور جراحون نے زخم کا علاج کیا حق تعالی نے شفا بخشی روایت ہی کہ جب حضرت امام برحق خیر مطلق کے لشکر ظفر پیکر کی خبر مفصل معاویہ اور عمر عاص کو پہونچی عمر عاص نے معاویہ سے کہا متوجہ ہوا ہی تیری طرف حسن ابن علی ساتھ فوجون کے کہ پہاڑون کے مانند ہین پیٹھ پھیرنے والے نہین ہین مرنے والے اور مارنے والے ہین پس بھیجا معاویہ نے عبد الرحمن ابن سمرہ اور عبد الرحمن بن عامر کو بیچ خدمت امام انام کے واسطے پہونچانے پیغام کے کہ اوسمین اشارہ اور ایما صلح کا تھا حضرت امام حسن نے پہلے ہی اپنے یارون سے فرما دیا تھا کہ میرے دل مین کسیکی طرف سے کینہ نہین ہی اور مین یہ چاہتا ہون کہ مسلمانون مین خونریزی نہو اگرچہ خلافت کا امر معاویہ کیطرف جاوی بلکہ یہ بات سنکر اکثر لوگ آپ سے بیزار ہوے تھے اور بعضے لوگون نے آپ ہی کے لشکر مین سے کہ بد اعتقاد اور رائے فاسد تھے آپکی جناب کرامت مآب مین بے ادبیان کین اور ایذائین دین القصہ حضرت امام نے اون دو شخصون سے صلح کی کتنی شرطین کین اور اون دونون نے قبول کین اور کہا ہم ضامن ہین اور ہمارا ذمہ ہی کہ یہ باتین سب معاویہ قبول کریگا اور اوپر عمل فرماویگا بعد اوسکے وہ دو شخص امیر معاویہ کے پاس آئے اور شرطین

صلح کی بیان کین امیر معاویہ نے ایک اقرارنامہ اپنی طرف سے لکھدیا اور جو کہ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا تھا قبول کیا اور شام کے سردارون کی مہر کروا کر اوس خط پر امام حسنؑ کی خدمت مین ابن عامر کے ہاتھ بھیجا اور امر خلافت کا اپنی طرف چاہا اور صلحنامہ حضرت امام حسن سے طلب کیا امام نے کہ وارث نبوت تھے اور خلافت ظاہری سے کچھ غرض اور مطلب نہین رکھتے تھے صلحنامہ لکھکر امیر معاویہ کے پاس بھیجدیا مضمون صلحنامہ کا یہ ہی کہ صلح کی حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان سے اور خلافت دی اوسے اس شرط پر کہ معاویہ عمل کرے بیچ خلق اللہ کے ساتھ کتاب اللہ کے اور سنت رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر طریق پہلے خلیفون کے کہ ہدایت کرنے والے تھے اور ہدایت کئے گئے تھے اور نکرے معاویہ اپنی زندگی مین یہ بات کہ کسیکو اپنا ولیعہد کرے بلکہ اوسکے مرنیکے بعد مسلمان اہل علم مشورہ کرکے جسکو مناسب جانین اور لائق خلافت کی سمجھین خلیفہ کرین اور اس شرط پر کہ امن مین رہین لوگ شام مین اور عراق مین اور حجاز مین اور امن مین رہین دوست اور یار علیؑ کے اپنی جان سے اور مال سے اور زن فرزند سے جہان کہین کہ ہووین اور اوپر معاویہ کے واجب ہی ان باتون پر عمل کرنا اور یہ اوسکا عہد و پیمان ہی اور حسنؑ اور حسینؑ اور کوئی اہل بیت مین سے اوس ہی ظاہر اور پوشیدہ دشمنی و کینہ نرکھے گا ان شرطونکے بجالانے پر اور گواہ ہوا اسپر فلان فلان وکفی باللہ شہیدا جبکہ صلحنامہ امیر معاویہ کے پاس پہونچا وہان سے کوچ کرکر کوفہ مین وارد ہوئے اور حضرت بھی مداین سے کوفہ مین تشریف لائے امیر معاویہ نے چاہا کہ حضرت امام حسنؑ میری مجلس مین آوین اور میری بیعت کرین تا سب کو معلوم ہو کہ خلافت مجھکو ہوئی حضرت امام حسنؑ بحسب طلب امیر معاویہ کے تشریف لائے اور امیر معاویہ سے بیعت کی بعد التماس کیا معاویہ نے حضرت امام ہمام سے تو خطبہ پڑھین اور سب لوگون پر اچھی طرح سے بیان کرین کہ مین نے امر خلافت کا معاویہ کو سپرد کیا پس حضرت امام حسن علی محمد و علیہ السلام نے منبر پر چڑھکر خطبہ ساتھ کمال فصاحت اور بلاغت کے پڑھا بعد حمد صلوٰۃ کے کلمات نصیحت و ہدایت کے زبان فیض ترجمان سے ادا کیئے اور فرمایا ای امت محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی نے میرے نانا کے سبب تمکو گمراہی اور جہالت سی نکالا اور پہلے تم ذلیل اور خوار تھے میرے نانا کے سبب تمکو عزیز کیا اور امتیاز دیا اور بعد قلت کے تمکو کثیر کیا اور تحقیق ہی یہ بات کہ معاویہ نے مخالفت کی مجھسے اور جھگڑا کیا امر خلافت مین کہ وہ حق میرا ہی نہ اوسکا پس مصلحت امت پر مین نے نظر کی اور کشت و خون سے اونکو بچایا کہ اپنا حق معاویہ کو بخشا اور حالانکہ تمنے مجھسے بیعت کی تھی اور عہد کیا تھا کہ جس سے میری صلح ہو گی تم بھی

اوس سے صلح کرو گے اور جس سے مین لڑونگا اوس سے تم لڑو گے اب مین نے امر خلافت کا معاویہ کو دیا اور اوس سے صلح کی اور جنگ موقوف کی تمہاری صلاح اور بقا کے واسطے اور تمہاری محافظت جان کیواسطے امیر معاویہ خطبہ پڑھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا کہ فرمایا تھا حسن کے حق مین کہ یہ بیٹا میرا سید ہے اور صلح کروا دیگا حق تعالی بسبب اوسکے درمیان دو فرقون بڑے مسلمانون مین سے اور فرمایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت بعد میرے تیس برس رہیگی اور پیچھے اوسکے سلطنت اور امرائی ہوگی جب حضرت مرتضی علیؑ کا انتقال ہوا تھا انتیس برس مین چھ مہینے کم تھے جب چھ مہینے حضرت امام حسنؑ نے خلافت کی تیس برس پورے ہوئے کہ اسمین متصل خلافت برحق رہی بعد اسکے پھر نہی اکثر خلیفہ نام کے خلیفہ رہے نفسانیت اور طمع جاہ و مال اور عہد شکنی اور ظلم اور جور و جفا اونکا پیشہ رہا بعد اس صلح کے معاویہ ابن سفیان شام مین گئے اور حضرت امام حسنؑ مدینہ معظمہ مین رونق افزا ہوئے اور اقامت اور رہنا مدینہ مین مقرر کیا اور ملک کی آمدنی مین سے بمعرفت امیر معاویہ کے کفاف اور خرچ آنجناب فیض مآب کا مقرر ہو گیا اور امیر معاویہ کی سرکار سے سال بسال پہونچتا رہا فصل جاننا چاہیے کہ حضرت امام حسنؑ کے نکاح مین ایک عورت تھی کہ اوسکا نام جعدہ بنت اشعث ہے یزید پلید نے کہ امیر معاویہ کا بیٹا ہے اوس عورت کو پوشیدہ پیغام بھیجا کہ مین تجپر عاشق اور فریفتہ ہون اگر تو مجھ سے نکاح کرے تو لاکھ درم تیرے گھر کے دونگا اور بہت سا سلوک و انعام و اکرام کرونگا مگر چاہیے تجھکو کہ چشم و چراغ دودمان مصطفے حسنؑ ابن علی مرتضی کو کھانے مین زہر قاتل دیکر کام اوسکا تمام کر تو یہ مقصود حاصل ہووے اوس عورت نابکار دقیوود و زخ و نار نے کئی مرتبہ آپکو زہر دیا لیکن آپکی کرامت سے کارگر نہوا آخر کو الماس سودہ دیا کہ اوس سے جگر فاطمہ کے لخت جگر کا پارہ پارہ ہو گیا روایت ہے کہ جسوقت ثمر شجر خیر البشر کو زہر کا اثر معلوم ہوا اپنے بھائی پیارے حسینؑ کو بلایا اور گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی اب ہماری الوداع ہے اور رخصت ہے

قطعہ ما بار فراق بر نہادیم و شدیم ٭ صد چشمہ ز خون دل کشادیم و شدیم ٭ کام دل ما تو بودی اندر عالم ٭ ما کام بنا کام بدادیم و شدیم ٭ قطعہ بار فراق سر پہ رکھا اور ہم چلے ٭ غمگین حزین فسردہ و با چشم نم چلے ٭ اللہ رکھے تجھکو سلامت کہ ہم تو اب ٭ ناکام اس جہان سے بدرد و الم چلے ٭ اے برادر عزیز مین نے خواب مین اپنے نانا اور باپ اور مان کو دیکھا کہ باغ بہشت مین مجھکو اپنے ساتھ لیے ہوے سیر کرتے ہین اور نانا صاحب مجھسے فرماتے ہین کہ اے حسنؑ خوش ہو کہ تو نے دشمنون کے ہاتھ سے خلاصی پائی کل رات کو ہمارے

پاس آویگا تو اور جنت مین بخوزمی اور خوشی تمام رہوے گا تو پس یہ خواب دیکھکر مین نے اسی کوزہ مین سے
پانی پیا اب حلق سے لیکر ناف تک پارہ پارہ ہوا جاتا ہی اور دل برہم ہو رہا ہی حضرت امام حسینؑ نے چاہا کہ
اوس کوزہ کا پانی پیوین تا حقیقت معلوم ہووے کہ حضرت امام حسنؑ نے وہ کوزہ زمین پر دے مارا اور اوسکے پانی
سے زمین پارہ پارہ ہوگئی بعد اسکے دمبدم آپکو بیقراری اور اضطرابی زیادہ ہوتی تھی اور ٹکڑے ٹکڑے جگر کے
کٹ کٹ کر قی مین نکلتے تھے اور شہید مظلوم حزین اور مغموم امام کونین جناب حسین حضرت امام حسن کے گلے سے
لگے اور منھ سے منھ ملایا اور پیشانی چومی اور اسقدر بے اختیار روئے کہ کسیکو اوس حال کے دیکھنے کی تاب و طاقت
نتھی **فرد** بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران ٭ کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران **ابیات** جبکہ مجھسے
وداع یار ہوا ٭ درد دل سے مین بیقرار ہوا ٭ میرے گریہ کو دیکھکر اسدم ٭ سنگ بھی نم سے اشکبار ہوا ٭
فصل الخطاب مین لکھا ہی کہ امیر المومنین حسن کو چھ بار زہر دیا کارگر نہ آیا پانچ بار کا اور چھٹی بار کا کارگر آیا امام
حسین نے بالین پر حاضر ہوکر پوچھا کہ اے بھائی کس شخص نے تجھکو زہر دیا ہی مجھے ارشاد کردیجے آپنے فرمایا اے
بھائی پدر میرا علی مرتضی چغل خور اور عیب جو نتھا اور مادر میری فاطمہ چغل خور اور عیب جو نتھی اور نانا میرا
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم چغل خور اور عیب جو نتھا اور نانی میری چغل خور اور عیب جو نتھی اہل بیت نبوی سے
چغل خوری اور عیب جوئی نہین ہوتی ہی **فرد** ریشیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم ٭ با ہیچ کس احوال دل خویش نگفتیم ٭
ابیات عشق کی تلوار سے زخمی سدا مین گو رہا ٭ حال دل اپنا مگر مین نے نہین ہرگز کہا ٭ سینۂ بیکینہ درد و غم سے
ہمو پر ٭ دل ہی دل مین چپکے چپکے درد سب مینے سہا ٭ اے بھائی وہ شخص کہ گمان میرا اوسکی طرف ہی اگر نفس الامر اور
واقع مین وہی ہی پس شدت عذاب اور عقاب خدای تعالی کی کہ منعم حقیقی ہی سب عذابون سے سخت تر ہی اور
جو فی الواقع وہ شخص نہو تو حیف ہی کہ ایک بیگناہ میرے لیے مارا جاوے روایت ہی کہ آپنے اوس عورت کو پاس اپنے
تنہا بلا کے فرمایا کہ اے یار جفاکار مین نے اپنے بھائیون اور فرزندون سے تیرے اس ظلم و جفا کی خبر نہین کی ہی
اور مین نے تیری پردہ پوشی کی اور حکم تیرا قیامت کے محکمہ پر چھوڑا لیکن دنیا مین بھی تو اپنے مقصود
کو نہ پہونچے گی روایت ہی کہ آپنے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا کہ میرے تئین نزدیک نانا صاحب میرے کے
دفن کیجیو اور جو لوگ ہنگامہ کرین اور وہان دفن نکرنے دین تو مجھکو بقیع مین میری دادی کے قبر کے پاس
دفن کیجیو لیکن بھائی تجھکو قسم ہی کہ خونریزی نکیجیو اور جنگ و جدال نہونے دیجیو روایت ہی کہ حضرت امام حسینؑ سے
یہ بھی فرمایا کہ اے برادر عزیز باحیا و باتمیز ہم اہل بیت نبوی ہین اور ہم مین بنوت ہی اور خلافت ساتھ

نبوت کے جمع نہین ہوتی میرے باپ کے ساتھ خلافت کے امر مین لوگون نے کیا کیا گیا اور میرے ساتھ بہی کچھ ہوا
اور مین خوب جانتا ہون کہ احمق اور شریر لوگ کوفے کے تجھکو حق کے ظاہر کرنے کے واسطے بلائینگے اور وطن
سے تیرا کوچ کروائینگے یعنی ہوگا پھر جو کچھ کہ ہوگا الغرض اونتیسوین تاریخ صفر کی رات کو حال آپکا متغیر ہوا بھائی
اور بہنین اور فرزند جمع ہوئے اور آپ کی خدمت مین حاضر رہے قریب آدھی رات کے آپنے اپنے فرزندون
اور بہنون اور بھائیون کے حق مین حضرت امام حسین سے سفارش کی اور فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کو سونپا اور کلمۂ اوتنا
کا زبان پر جاری کیا اور اس خارستان دنیا کو چھوڑ کر گلستان عقبےٰ مین جاکر صدر نشین ہوئے **مثنوی**
وا حسرتا کہ سرور دوان انجمن برفت ؛ یعنی کہ نور دیدۂ زہرا حسن برفت ؛ از شوق گیسوش جگر نافہ گشت
خون ؛ وز ہجر روئیش آب رخ نسترن برفت ؛ یعقوب وار دیدۂ نرگس سفید شد ؛ کز مصر ناز یوسف
گل پیرہن برفت **مثنوی** افسوس شہ حسن سدھارا ؛ احمد کا گل چمن سدھارا ؛ زہرا کا پسر علی کا
فرزند ؛ مسموم بصد محن سدھارا ؛ کیا بزم جہان مین ہوئے خوبی ؛ وہ رونق انجمن سدھارا ؛ گلشن مین
نہ کسطرح خزان ہو ؛ جسکا کہ وہ نسترن سدھارا ؛ دنیا ہی سے دل اوٹھا وصال اب ؛ ایسا وہ شہ زمن سدھارا
فائدہ وفات آپکی اونتیسوین تاریخ کو ہوئی اور بقیع مین نزدیک قبر مادر علی مرتضی دفن کیے گئے اور
عمر آپکی سینتالیس برس کی تھی اور ہجرت کے برس تھے پچاس اور ایک روایت ہے کہ بعد وفات پانے حسن ابن
علی حضرت امام حسین نے واسطے دفن کرنے بیچ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ سے
اجازت چاہی فرمایا کہ بہتر ہے اور بہت خوب ہے پس جبکہ جنازہ لیکر چلے اور چاہا کہ حضرت کے روضۂ مبارک
کے پاس دفن کرین مروان نے کہ امیر معاویہ کیطرف سے مدینہ کا حاکم تعا ہنگامہ برپا کیا اور مزاحمت کی اور
حضرت فرزند شیر خدا شہید کربلا مسلح ہوئے اور تیار ہوئے اور آپکے خادم اور غلام سب لڑنے کے واسطے
تیار ہوئے بلکہ طرفین سے کچھ تیر چلے اور دو ایک تیر جنازۂ مبارک پر بھی پڑے اسمین حضرت ابو ہریرہ
وغیرہ اصحاب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین کو فہمایش کی اور کہا اپنے بھائی کی وصیت
پر عمل کرو اور لڑائی قضیے سے باز رہو اور بقیع مین دفن کرو خیر ویسا ہی کیا روایت ہے کہ مروان نے جعدہ
بنت اشعث کو یزید پلید کے پاس بھجوا دیا اور وہ عورت پہونچی اور اپنا مطلب اور جو کہ وعدہ یزید نے
کیا تھا طلب کیا یزید نے کہا تو نے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جو میرے ساتھ
کریگی وہ عورت زار زار روتی تھی اور کہتی تھی کہ وائے حسرت وافسوس کہ دین بھی ہاتھ سے دیا اور مال دنیا

بھی حاصل ہوا **بیت** ہر کہ دین از بہر دنیا دنی از دست داد * بیشکے محروم ماند از دولت دنیا و دین *
رباعی جسنے دنیا کے لیے دین کو برباد کیا * حق کو ناراض و شیطان کو بہت شاد کیا * دین و دنیا کو دیا ہاتھ
سے بیشک اوسنے * کار نمرود کیا پیشہ شداد کیا * لکھا ہے کہ آپکے چودہ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹے
آپکے کہ قاسم نام ہے کربلا میں اپنے چچا صاحب کے ساتھ شہید ہوئے اور دو بیٹوں سے آپکی نسل جاری ہے
ایک تو حسن مثنیٰ اور دوسرے زید شہید اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سر دفتر اولیا و استاد عرفا خلاصہ دودمان
نبوی گل گلستان مرتضوی حامی شاہ امیر و فقیر محی الدین پیران پیر دستگیر سرور دو عالم غوث اعظم معشوق صمدانی
شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز حضرت امام حسن مثنیٰ کی اولاد سے ہیں اور والدہ ماجدہ آپکی حضرت
امام حسین کی اولاد سے ہیں پس حضرت غوث اعظم حسنی حسینی سید ہیں اور خوارق اور کرامات اور صفات حسنہ
آپکے اظہر من الشمس ہیں اور اہل تحقیق اور تدقیق آپکو تیرھواں امام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل بیت
نبوی میں سے امام برحق تیرہ ہیں ایک حضرت غوث اعظم اور باقی دوازدہ امام صلوٰۃ علی النبی و علیہم اجمعین +

مخزن چھٹا بیچ ذکر وصف حمید امام شہید امیر کونین حضرت حسین کے علی النبی و علیہم السلام اور بیچ ذکر حال یزید پلید کے علیہ ما علیہ اور بیچ ذکر حال مسلم ابن عقیل کے علیہ الرضوان

اوپر آئینہ دل ارباب صفا کے اور اوپر مرات احباب باوفا کے مخفی نہیں اور روشن ہے جو کہ احوال سنجیدہ اور افعال پسندیدہ
حضرت شہید کربلا حسین ابن علی مرتضیٰ کے زیادہ اس سے ہیں کہ تحریر اور تقریر گنجایش رکھے سخاوت اونکی نے نامہ
حاتم طائی کو طے کیا اور شجاعت اونکی نے داستان رستم دستان کو منسوخ فرمایا تاریخ کی کتابوں میں
لکھا ہے کہ جسوقت آتش قہر اوس شہسوار میدان کارزار کی شعلہ زن ہوتی ساتھ شرارہ تیغ برق آثار کے
خرمن عمر اعدا کو صاعقہ وار خاکسار کرتی اور آب سرچشمہ لطف اوس معدن رحمت و منبع شفقت کا جو ترشح
کرتا غبار جرایم داد دار کو صفحہ حال گنہگاروں سے محو فرماتا امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر تیسیر میں اونکے
خلق عظیم اور حلم کامل کے احوال میں لکھا ہے کہ ایک دن ریحان بوستان ولایت یاسمن حدیقہ ہدایت
ثمر نخل نبی یعنی حسین ابن علی ساتھ جماعت اشراف عرب کے اور فرقہ اہل علم و ادب کے اوپر سر
دسترخوان کے بیٹھے تھے کہ خادم کے ہاتھ سے کاسہ آش گرم کا اوپر شاہزادہ کے گرا اور ٹوٹ گیا اور ریزہ
آش جلتے ہوئے روے مبارک پر اور رخساروں پر گرے شاہزادے نے از روے تعلیم و ادب
حرم نہ از راہ تعذیب کے تیز نگاہ سے طرف خادم کے دیکھا خادم نے آیت کلام اللہ کی پڑھی اور کہا

الکاظمین الغیظ یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ متقی وہ لوگ ہین کہ پی جاتے ہین غصہ کو شاہزادہ نے فرمایا
مین نے غصہ کو پی لیا خادم نے کہا والعافین عن الناس یعنی بخشش دیتے ہین تقصیر آدمیونکی اپنے فرمایا مین نے تجھکو
معاف کیا غلام نے بقیہ آیت کا پڑھا واللہ یحب المحسنین یعنی اور اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنیوالونکو آپنے
فرمایا کہ مین نے اپنے ملک سے تجھکو آزاد کیا اور خرچ تیری معیشت کا اپنے ذمہ پر لازم رکھا قطعہ آنکہ در سیرت
نیکو بود ٭ آدمی از آدمیان او بود ٭ نیکی مردم نہ نکو روے ہست ٭ خوی نکو مایۂ نیکوی ہست ٭ قطعہ جسکی
ہو نیک خو وہ آدم ہی ٭ نہین تو جانور سے کیا کم ہی ٭ صورت خوب کی نہین خوبی ٭ خوب سیرت پسند عالم ہی ٭
جناب ولایت انتما خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب مین لکھتے ہین کہ مناقب اور خوبیان اون صاحبون کی
کہ پارہ اور لخت ہین صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خدا نے اونکی شان مین فرمایا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم
الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کیا حاجت بیان کی رکھتے ہین **فصل** جاننا چاہیے کہ قصہ
اسبات کا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے یزید پلید کو ولی عہد اپنا کیا اور اوس مردود مطرود نی بعد امیر معاویہ کے
خلیفہ بنکر کیا کیا کچھ کیا بہت طویل اور دراز ہی اور بڑا ہی اگر مفصل لکھا جاوے تو یہ کتاب بہت بڑی ہووے
کہ جسے غبار کلال وملال کا پڑھنے والونکے آئینہ خاطر پر بیٹھے اور لطف نہ رہی پس اسواسطے ذرہ بمقدار خاکسار
گنہگار خاک پاے آل پاک سید الابرار نے حدیث اور تاریخ کی کتابون مین سے انتخاب کرکر اور چھانٹ کر بطریق اختصار
کے اپنے اپنے موقع پر احوال رقم کیا کہ کتاب بھی مختصر اور چھوٹی رہی اور مطلب بھی فوت نہووے الغرض جبکہ
سبط نبی حسن ابن علی نے رخت زندگانی کا سراے جاودانی کے کھینچا یعنی وفات پائی اور رحلت فرمائی بعد واسکے
حضرت امام حسین اپنے وطن مین یعنی مدینہ معظمہ مین رہتے تھے اور بندگی خداے تعالی کی اور ہدایت خلق اللہ کو
کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے تھے اور کسو سے
کچھ غرض نہ رکھتے تھی لیکن یہ در پیش آیا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے جب سنا کہ حسن ابن علی نے جہان فانی
سے طرف سراے جاودانی کے انتقال فرمایا ارادہ مصمم کیا کہ یزید پلید کو کہ امیر معاویہ کا پسر بدگوہر ہی اپنا
ولیعہد کرے اسے پر از بس کہ یزید بیحیا پر ظلم و جفا نانی اور شراب خوار اور جواری اور بدکار حد سے زیادہ تھا
اور فسق و فجور علانیہ کرتا تھا امیر معاویہ کو یہ فکر اور تردد تھا کہ ایسے شخص کو کیونکر ولیعہد کیا چاہیے اور اصحاب اور احباب
اور سب مسلمان اور اہل ایمان کیونکر اس حرکت سے راضی ہووینگے اور دوسرے یہ اندیشہ تھا کہ آج تک
سلطنت و خلافت کے امر مین کسی نے کسیکو ولی عہد نہین کیا معاویہ ابن ابی سفیان کو یہ تردد اور تفکر رہتا تھا

اور در پے تھا اس تدبیر کے کہ اس اثنا مین حاکم کوفہ کا کہ امیر معاویہ کیطرف سے تھا دمشق مین آیا اور امیر معاویہ کے
پاس حاضر ہوکر خلوت مین کہا کہ مناسب یہ ہو کہ اپنے فرزند یزید کو اپنا ولیعہد کیجیے اور حق پدری بجالایئے امیر معاویہ نے
کہا یہ کام کیونکر سرانجام ہووے اوسنے کہا کہ کوفہ والونکو تو مین راضی کرونگا اور حاکم بصرہ کو چاہیے کہ بصرہ والونکو
راضی کرے اور اکثر سپاہ ان دو مقامونمین ہے جسوقت کہ یہانکے لوگ راضی ہوئے پھر سب آسان ہے القصہ
امیر معاویہ نے اسکا سرانجام اوسپر سونپا اور اوسنے ہزارہا درم کی طمع لوگون کو دیکر راضی کیا اور امیر معاویہ نے
ایک خط مروان کو لکھا کہ اون دنون مین وہ مدینہ کا حاکم تھا کہ مدینہ کے لوگون سے یزید کی بیعت طلب کرے
اور لاکھ درم عبداللہ ابن عمر کو بھیجے تھے کہ یزید سے بیعت کرین ابن عمر نے وہ درم پھیر دیے اور کہا میرا دین لاکھ
درم کو بہت سستا ہے اور کسیطرح اوسکی بیعت اور ولیعہد ہونا قبول نہ کیا اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ معاویہ یہ
کیا بدعت کرتا ہے آجتک یہ نہین ہوئی لیس مروان نے یہانکا سب حال امیر معاویہ کو لکھا القصہ معاویہ ابن ابی
سفیان نے بعضون کو درم و دینار کی طمع دلائی اور بعضونکو ڈر اور دہشت اپنی دکھائی اور کوفہ اور بصرہ والونکو
اور شام کے لوگون کو راضی کیا اور سب نے یزید کی بیعت کرنی قبول کرلی اور بعضے آدمیون نے امیر معاویہ سے کہا
کہ حق بات یہ ہے کہ یزید کو ولیعہد کرنا برا کام ہے اور اسکا بدانجام ہے آخر کو تو پشیمان ہوگا اور بہت پریشان ہوگا
امیر معاویہ نے یزید کو بہت سی نصیحتین کین اور سمجھایا کہ برے کام چھوڑے تو قابل خلافت کے ہو وے یزید نے
بھی لوگون کے دکھلانے کیواسطے اور اونکا دل ہاتھ مین لانے کیواسطے اوس برس حج کیا اور مکہ مدینہ
مین مال بہت صرف کیا اور خیرات بھی کی کہ اسبات کی ملکون مین خبر مشہور ہوئی اور کسی شاعر نے ہجو اوسکے
حج کی القصہ معاویہ نے خط اور پروانے بھیجکر سردار اور اشراف اور نامی لوگ کوفہ اور بصرہ اور مصر اور حجاز کے
کو ملک شام مین بلوائی اور انبوہ کثیر گرد دمشق کے کہ وہ شہر ہے شام مین جمع ہوے اور امیر معاویہ نے پہلے سے
اپنے مصاحبون کو فہمایش کرکر اور مکر کی باتین سمجھا کر ایک دن مجلس مرتب کی بعد حمد و صلوۃ کے یہ آیت پڑھی

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یعنی اس آیہ کے یہ ہین
اے مسلمانون فرمان برداری کرو اللہ کی اور فرمان برداری کرو پیغمبر کی اور فرمان برداری کرو حاکمون کی
کہ تم مین سے ہین اور پھر تعریف یزید کی بیان کی اور اوسکی شجاعت اور سخاوت اور خلق اور حلم کا ذکر کیا وہ
اہل غرض لوگ کہ طمع اور لالچ مین گرفتار تھے اور پہلے سے اونکو سمجھا رکھا تھا اور مطلب و مقصود امیر معاویہ کا
جانتے تھے باہم ہوکر ایک روز بولے کہ اے امیر زندگانی کا کچھ بھروسا اور اعتبار نہین ہے اور سرانجام آدمی کا

زوال وفنا ہی تجھکو لازم ہی کہ ایسے فرزند ارجمند اپنے کو ولیعہد کردے تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امن امان مین رہے اور یزید کی خوبیان ظاہر و باہر ہین اگرچہ بعضے حق کہنے والون نے اوسوقت بھی یہ کہا کہ معاویہ نیک اندیشہ کر دیکھ تو کس شخص کو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر والی کرتا ہی روز قیامت کو پرسش ہونے والی ہی امیر معاویہ نے کہا یہ بات سچ ہی مگر اصحاب سب بوڑھے ہو گئے ہین اس کام کے نہین رہے اگرچہ اونکے فرزند ہین لیکن مجھکو سب سے اپنا فرزند عزیز اور دوست زیادہ ہی الغرض طوعاً وکرہاً یزید سے سب نے خواہ مخواہ بیعت کی اور امیر معاویہ نے مدینہ کو مروان کے تئین لکھ بھیجا کہ شام مین سب ملکونکے سردارون اور اشرافون نے جمع ہوکر یزید سے بیعت کری تجھکو لازم ہی کہ مدینہ کے سب اشراف واحباب کو جمع کرکے یزید کی بیعت لے تا خلاف نہ رہوے اور اطمینان ہو جاوے مروان امیر معاویہ کا فرمان بجا لایا مدینہ والون نے ہرگز نمانا چنانچہ اوس مجمع مین عبدالرحمن ابی بکر سے کلام سست اور سخت صادر ہوئے بیچ حق مروان کے اور قریب تھا کہ خانہ جنگی اور فساد ہووے کہ اتنے مین عائشہ صدیقہؓ یہ غوغا سنکر تشریف لائین اور مروان کو برا بھلا کہا اور فرمایا تو وہ شخص ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھکو اور تیرے باپ کو مدینہ سے نکلوا دیا تھا اور تجھپر حضرت نے لعنت کہی پھر تو میرے بھائی سے کہ اصحابی اور صحابی زادہ ہی مقابلہ کرتا ہی اور درشت کلام کرتا ہی مروان خاموش اور شرمندہ ہوا اور صدیقہؓ دولت خانہ اپنے مین تشریف لیگئین اور فتنہ نے تسکین پائی اور مروان نے سب احوال امیر معاویہ کو لکھا بعد اوسکے امیر معاویہ ساتھ کئی ہزار سوار کے کوچ کرکر مدینہ منورہ کو آئی حضرت حضرت امام حسینؑ اور عبدالرحمن ابن ابی بکر اور عبدالرحمن ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر نے استقبال کیا اور پیشوائی کو شہر سے باہر برآمد ہوئے اور لوگ بہت پیشوائی کے واسطے نکلے امیر معاویہ نے ان چارون صاحبون سے کلام درشت ناگوار کیے اور حضرت امام حسینؑ سے کہا تیرے خون نے جوش مارا ہی خدا تعالی تیرا خون گرا دیگا القصہ یہ چارون بزرگوار اندیشہ کرکر وقت فرصت کے مدینہ سے مکہ کو راہی ہوے منزل بمنزل چلکر مکہ مین جا پہونچے عائشہ صدیقہؓ نے یہ احوال سنکر امیر معاویہ سے ملاقات کی اور بہت نصیحتین فرمائین اور فرمایا کہ ان چار شخصون کو آزردہ کرنا اور انکے ساتھ بے ادبیان کرنی مناسب نہین کہ اصحاب کی اولاد ہین اور حسین ابن علی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہی اوسکا ادب اور اعزاز اور اکرام ہر مسلمان پر واجب ہی الغرض امیر معاویہ نے کہا ای ام المومنین جو تونے فرمایا اوسی ہی پر عمل کرونگا یہ کہکر ان چار بزرگوار کو جو طلب کیا معلوم ہوا کہ مکہ کو گئے معاویہ ابن سفیان نے بھی مکہ کیطرف کوچ کیا جبکہ قریب مکہ معظمہ کے پہونچے اشراف مکہ کے

استقبال کیواسطے آئے اور حضرت امام حسین اور ابن ابی بکر اور ابن عمر اور ابن زبیر یہ چار بھی استقبال کیواسطے
تشریف لائے اور وہین امیر معاویہ سے ملاقات ہوئی امیر معاویہ نے بہت انکا اعزاز اور اکرام اور تعظیم کی اور کمال
خوشی و خرمی اور انبساط سے اونکو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوئے اور تحفہ تحائف اور اسباب گرانمایہ ہر ایک کے
واسطے بھیجا حضرت امام حسین نے پھیر دیا کہ اہل بیت نبوی طمع اور حرص سے پاک ہین بعد چند روز کے چارون سے
وہی بیعت یزید کا پیغام موافق ہر ایک کے مرتبہ اور قدر کے کیا کسو سے نرم اور کسو سے سخت اور ہر ایک کی
طرف سے جواب خلاف مرضی اونکے سنا الغرض کئی مرتبہ ان چار شخص سے خلوت اور جلوت مین سوال بیعت
یزید کا کیا اور کبھی طمع مال کی دی اور کبھی شام فوج سے اور اونکے کینہ سے ڈرایا لیکن چارون مین سے ایک نے
بھی نہ مانا کہ ایسے فاسق فاجر بدذات بدصفات کی بیعت ہم کبھی قبول نکرینگے آخر کو امیر معاویہ نے ناچار ہوکر
یہ تدبیر ٹھہرائی کہ اپنے مصاحبون اور یارون کو پہلے سمجھا کر ایکدن سب اشرافون اور سردارون کو پیش گاہ مین
بلوایا اور ان چارون کو بھی بلایا سب آکر حاضر ہوے امیر معاویہ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور کہا کہ مین نے
ایک عجب کی بات سنی ہے کہ لوگ کہتے ہین یہ چار شخص یزید کی بیعت سے راضی نہین اور اوسکی بیعت قبول نہین
کرتے اور حالانکہ مین نے خلوت مین انکو بلا کر پوچھا تھا اور اس امر کی شورت کی تھی انھون نے مہربانیان بھی
کین اور ساتھ بیعت یزید کے اقرار کیا اور اس وقت ان کے روبرو اسواسطے مین نے کہا کہ جس شخص کو
انکی طرف سے شبہہ انکار اور تکرار کا ہووے تو وہ شبہہ مٹ جاوے امیر معاویہ یہ کہہ رہے تھے کہ شام کے لوگون نے تلوارین
میان سے کھینچین اور یہ بات کہی اگر یہ چار شخص ظاہر بیعت یزید کی سب کے روبرو کرین تو خیر ہے اور نہین
تو ہم انکے سر قلم کرتے ہین اور شوکت اور عظمت یزید کی اسقدر ہے کہ ان چار شخصون کے بیعت کی کیا احتیاج
ہے اگر حکم ہو تو ان چارون کو گردن مارین سے امیر معاویہ نے کہا کہ تم ساکت ہو یعنی غصہ نکرو اور تلوارین
میان مین کر دو اور یہ چار شخص اوسدم حیران تھے کہ خداوندا یہ کیا ماجرا ہے اور خاموش تھے کہ اگر انکار کرتے ہین تو
ناحق مارے جاتے ہین اور جو اقرار کرتے ہین تو یہ محض کذب اور جھوٹ ہے مکہ کے لوگون نے انکی خاموش
ہونے سے جانا کہ پوشیدہ انھون نے بیعت قبول کی ہے بس اب ہمین تکرار نہین چاہیے سب نے یزید
یزید کی بیعت قبول کی اور اوسکے ولیعہد ہونے کا اقرار کیا اور وہ مجلس ختم ہوئی پھر مکہ کے لوگون نے ان
چار شخصونکو ملامت کی کہ حضور میں اول یزید کی بیعت سے انکار کیا اور پوشیدہ معاویہ کے حضور مین تم نے اقرار کیا
ان چار شخصون نے قسمین کھائی ہین کہ ہم اس بات سے ہرگز واقف بھی نہین ہین اور اوس وقت واسطے جان

محافظت کے خاموش رہتے ہم بعد اس معاملہ کے حضرت امام حسینؑ اپنے یاروں کے ساتھ مدینہ معظمہ کو تشریف
لیگئے اور امیر معاویہ نے شام کیطرف کوچ کیا اثنائے راہ مین امیر معاویہ لقوے کے مرض مین گرفتار ہوے
اور سخت بیمار ہوے لوگ جو اونکے پاس واسطے عیادت اور خبر پرسی کے آئے تو دیکھا امیر معاویہ روتے ہین اور
دل تنگ ہین مروان بھی آیا اور کہا اے امیر عرض مرض سے جزع و فزع کرتے ہو تم امیر معاویہ نے کہا اس واسطے
روتا ہون مین میرا یہ ارادہ تھا کہ خیر اور نیکی بہت کرون مین لیکن کچھ مجھسے نہو سکی اور دوسرے یہ کہ مرض
ایسا بدن کو عارض ہوا ہی کہ مدام اوسکو کھویا چاہیے پس دشمن دیکھکر ہنسین گے اور دوست روئین گے اور
ڈرتا ہون مین کہ یہ بلا اس سبب سے نازل ہوئی ہی کہ علی ابن ابی طالب سے ناحق لڑا مین اور حق تلفی اوسکی کی
مین نے اور یزید کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر والی کیا مین نے یہ سب کچھ یزید کی محبت اور دوستی کے
سبب مجھسے ہوا اگر افراط محبت اوسکی مجھکو نہوتی تو مین صراط مستقیم پر چلتا اور اپنی توفیق اور ہدایت کو پہچانتا
اور ایسی ہی باتین دیر تک امیر معاویہ نے کہین اور وہان سے کوچ کرکے کوچ بکوچ شام مین پہونچے اور بیماری
کی شدت کی تشنگی نے غلبہ کیا اور غش بہت رہنے لگا اور لحظہ بلحظہ بیقراری بیماری زیادہ ہوتی تھی اور جب ہوش
مین آتے تھے تو یہ کہتے تھے اے علی فرزند ابوطالب کے ہاے کیون مین نے تیرے خلاف کیا اور کیون مین تجھسے لڑا
الٰہی اگر تو مجھکو عذاب کرے تو مین اسی کے قابل اور لائق ہون اور جو تو اپنے کرم اور لطف سے مجھکو بخشدے اور عفو و
مغفرت کرے میری تیری رحمت اور لطف سے بعید اور دور نہین ہی القصہ مفسد اور اوباش لوگ شام کے کہ
یزید سے سب متفق ہو رہے تھے گھبرائے کہ ایسا نہو کہ معاویہ اپنی زندگی مین خلیفہ کسی اور کو کرے اور یزید
کو بھی یہ باتین سنکر اندیشہ ہوا پھر آپسمین مشورہ اور مصلحت کرکے یزید نے امیر معاویہ کے سرہانے بیٹھ کر عرض کی
کہ اگر عیاذاً باللہ نوع دیگر آپکے دشمنون کو در پیش آوے اور لوگون نے نئے سر سے آپکے آخری وقت
مجھسے بیعت نکی ہووے تو یہ خلافت پختہ نہوگی اور اولاد بوتراب کی سے مجھکو بہت رنج پہنچین گے مناسب
یہ ہی کہ اپنے روبرو مجھ سے سب کی بیعت کروا دیجیے اور امیر معاویہ یہ سنکر خاموش تھے اور کچھ نہ کہتے تھے ظاہر ا
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ امیر معاویہ از کردہ خود پشیمان تھے اور آخر کو یزید کی بیعت سے اور اوسکے خلیفہ ہونے سے
بیزار ہوئے اور دل تنگ ہوئے القصہ ایکدن ضحاک ابن قیس اور مسلم ابن عقبہ کہ بڑے مصاحب اور مقرب
اور مخصوص امیر معاویہ کے اور یزید کے تھے امیر معاویہ کے پاس آئے اور بکمال خیر خواہی سے عرض کی کہ ظاہر
ایسا ہی کہ آپ اس مرض سے جان [illegible] کہ آپ یزید کو خلیفہ کر دیجیے اور ہم یہ چاہتے ہین

حکومت اور خلافت آپ ہی کے خاندان میں رہے اور علی ابن ابی طالب کے خاندان میں نجاوے امیر معاویہ نے
کہا کہ میں گنا ہوں سے بہت گرانبار ہوں اور مغفرت اور رحمت خدا کا امیدوار ہوں ضحاک لعین اور خلائق نے
امیر معاویہ کو بہت ضعیف اور ناتوان پایا سب آل تنگ ہوئے مسلم ابن عقبہ نے عرض کی کہ آنکھیں اور دل
رعیت کے اوپر سلطنت یزید کے لگ رہی ہیں اور سب یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی قید حیات میں اوسکو
بالاستقلال خلیفہ کر دیجیے امیر معاویہ نے کہا آج روز چہارشنبہ ہے اور جو کام چہارشنبہ کو کرنے میں آتا ہے انجام
اوسکا برا ہوتا ہے ہرچند کہ امیر معاویہ نے عذر کیا اور بدھ کی نحوست سے عذر کیا لیکن چونکہ یزید کی قسمت
میں دونوں جہان کا مردود اور ملعون ہونا تھا اور اوسکی سلطنت ناپایدار ہونے والی تھی ضحاک اور
مسلم مصر ہوئے اسبات پر کہ آج ہی یزید کو خلیفہ کیا چاہیے کہ جماعت بہت لوگوں کی محل خلافت کے
دروازہ پہ استادہ ہے اور یہ کہتی ہے کہ ہم نہ جاوینگے یہاں سے جب تک کہ یزید سے بیعت نکر لینگے
ناچار ہو کر امیر معاویہ نے اجازت دی ستر سردار شام کے اندر آئے اور سلام کیا امیر معاویہ کی شکرگذاری کی اور
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی کہ ولایت عراق سے اگر ہم شام والون ہزاروں کو قتل کیا ہے
نہین چاہتے کہ خلافت اونکی اولاد میں جاوے اور ہم سوا یزید کے کسیکا خلیفہ ہونا نہین چاہتے امیر معاویہ نے
حکم دیا کہ اور لوگ بھی اشرافون اور سردارون میں سے حاضر ہوویں بموجب حکم حاضر ہوئے پھر امیر معاویہ نے
کہا کہ میرا وقت رحلت کا عنقریب ہے پس تم جس شخص کی خلافت سے راضی ہو میں اوسیکو خلیفہ کرون سب
شامیون نے کہا ہم یزید کی خلافت سے راضی ہین پھر امیر معاویہ نے کہا دل سے اور یقین سے یہ بات کہتا ہون
ہین کہ تم اس امر میں میری خاطر نہ کیجیو تمہاری مصلحت میں جو شخص کہ قابل خلافت کے ہو مجھ سے کہدو کہ میں اوسکو
خلیفہ کردون تو خداتعالے کے روبرو مجھکو امر خلافت میں حجت رہے سب نے باواز بلند کہا کہ کسی کو
یزید پر فضیلت نہین اور ہم سوا اوسکے اور کسیکو نہین چاہتے کہ خلیفہ ہووے جب امیر معاویہ نے دیکھا کہ ساری
سپاہ اسی بات پر متفق ہے کہا کہ خیر بیعت کرو پہلے سب سے ضحاک اور مسلم نے بیعت کی یزید سے پھر
سب نے کہ دارالخلافت میں تھے بیعت کی بعد اوسکے یزید خلعت خلافت کا پہن کر اور شمشیر حمائل کر کے اور پیراہن
خون آلودہ حضرت عثمانؓ کا خلعت کے اوپر پہن کر دارالخلافت سے شہر کی جامع مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھکر
دیر تک خطبہ پڑھا باقی لوگ شام کے حاضر ہوئے اور بیعت کی دوسرے دن امیر معاویہ نے اپنے خاص لوگوں کے
مجمع میں یزید کو بلایا اور بہت نصیحتیں اور وصیتیں امور دنیا کی اور امور دین کی کین اور کہا چار شخصوں سے

کہ تیری بیعت قبول نہین کی ہی اوسنے یہ معاملہ رکھیو کہ عبد الرحمن ابی بکر سے کچھ اندیشہ نہ کیجیو کہ وہ اکل اور شرب
اور عورتون مین مشغول رہتا ہی اور ابن عمرؓ خوش اخلاق اور زاہد عابد گوشہ نشین ہی اور ابن زبیر مرد مکار ہے
اوس سی ہوشیار رہیو اور جو وہ تیرے متابعت کرے تو وہ ہی بہت سلوک کیجیو اور حسینؑ کی حقیقت
یہ ہی کہ لے فرزند آہ آہ حسین ابن علی کو آزردہ نہ کیجیو اگر وہ تیری مخالفت کرے تو فقط وعدہ اور عید سے دہشت اور
دکھانے سے کام نکالیو اور زیادہ اس سے اوسکی جناب مین کچھ حرکت نہ کیجیو اور جو اوسکی اہل بیت تیرے
پاس کوئی آوے اوس سے بہت سلوک اچھا اور انعام اور اکرام کرنا کہ جو خاندان نبوت مین سے ہین
سوائے عزت اور حرمت اور رفعت کے زندگانی نکرینگے اور زنہار اپنے تئین اوس قوم مین داخل نکرنا کہ وہ
قوم جب خدا کے پاس جاوین تو خون حسین کا اونکی گردن مین ہووے اور مین نے سنا ہی اپنے کانون سے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل حسینؑ پر لعنت کی ہی الغرض امیر معاویہ نے بیچ امر تعظیم اور تکریم حضرت
امام حسینؑ کے بہت وصیتین کین اور ضحاک اور مسلم کو کہا کہ تم گواہ رہنا بعد اسکے امیر معاویہ نے کہا کہ ناخن پیغمبر
خدا کے اور موے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطریق تبرک کے میرے گھر مین ہین پس اے دوستو
تمکو چاہیے کہ جب مین وفات پاؤن تم اون ناخن مبارک کو ریزہ ریزہ کر کے میری آنکھون مین رکھیو
اور موے مبارک کو کان مین اور منھ مین میرے رکھیو اور مجھپر نماز پڑھکر خاک مین دفن کیجیو اور کام میرا ساتھ
رحمت اور لطف یزدانی کے حوالہ کیجیو بعد اوسکے آواز امیر کی بیٹھ گئی اور یزید پلید فراغت کر کے شکار کیواسطے
سوار ہو گیا اور ضحاک سے کہہ گیا کہ ہم فلانے مقام مین شکار کھیلتے ہین تو روز خبر امیر معاویہ کی بھیجتا رہیو
دوسرے روز معاویہ ابن ابی سفیان نے منزل جاودان کی طرف رحلت کی اور ماہ رجب مین اونکی وفات
ہی اور عمر تھی اسّی برس کی اور ہجرت کے برس تھے ساٹھ فصل جاننا چاہیے کہ یزید نے تخت حکومت پر
بیٹھتے ہی خزانے مال کے کھول دیے اور امیرون اور سردارون اور خیل وحشم کو بقدر مراتب کے
بخشش کی اور نامہ ولید ابن عتبہ بن ابی سفیان کو بھیجا اور ولید اون دنون مین حاکم تھا مدینہ کا
اور مروان حاکم نتھا مگر مدینہ مین تھا مضمون خط کا یہ تھا کہ خلیفہ روے زمین نے یعنی معاویہ نے عالم فانی
کو وداع کیا اور سراے باقی کی طرف کوچ کیا اور اپنی قید حیات مین مجھکو اپنا خلیفہ کیا تھا اور یہ وصیت
فرمائی تھی کہ اولاد ابو تراب سے اور اون کی جماعتون سے اوپر خونریزی کے پر خوف اور پر حذر رہنا
اور تو جانتا ہی کہ خدا تعالی کینہ شہید مظلوم کا یعنی عثمانؓ ابن عفان کا اولاد ابو تراب سے رکھوگا اور اوس امر مین

اولاد ابو سفیان کی واسطے پڑی ہی یعنی اولاد ابو سفیان کی کہ یزید وغیرہ ہین بدلا خون عثمان کا اولاد
علی مرتضی سے لیوین گے اور اے ولید تو مضمون اس خط کا دریافت کر کے مدینہ کے لوگون سے میری بیعت
لیجیو اور ایک رقعہ اوس خط مین اور ملفوف کیا اوسمین لکھا کہ حسین ابن علی اور عبد اللہ ابن عمر اور
اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر سے میری بیعت لیجیو اور جو وہ نہ مانین تو اونکے سر کاٹ
کر میرے پاس بھیجدیجیو جب یہ نامہ ولید کے پاس پہونچا اور اوسکے مضمون سے واقف ہوا کہا انا للہ
وانا الیہ راجعون میرے تئین حسین فاطمہ سے کیا مطلب کہ اوسکا سر کاٹون لیکن یزید کے خوف سے
ولید نے مروان سے مشورہ کیا اوس مردود نے کہا ابن ابی بکر سے اور ابن عمر سے اندیشہ نکر مگر حسین سے
اور ابن زبیر سے بیعت کرنی قبول کروا تو خلافت یزید کی مستحکم ہووے ولید نے اول حضرت امام حسین
کو بلایا آپنے وعدہ آنے کا کیا اور تیس غلام اپنے مسلح کیے اور تیار کر کے اپنے ساتھ لیے اور کہا تم کچہری کے
دروازہ پر ٹھہرے رہنا اور مین اندر جاؤنگا جسوقت میری آواز بلند ہو تم اندر چلے آنا اور اگر تلوار چلے
تم بھی میرے ساتھ داد جوانمردی کی دینا القصہ حضرت امام حسین ولید کے پاس پہونچے اور مروان بھی
وہان تھا اول ولید نے معاویہ کے وفات کی خبر سنائی حضرت امام حسین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون
حق تعالی تمکو اس مصیبت مین صبر جزیل اور ثواب جمیل عطا فرماوے پھر ولید نے کہا سب مسلمانون نے
یزید سے بیعت کی ہی تم بھی اوسکی بیعت قبول کرو آپ نے فرمایا کل مین آؤنگا اور مسلمانون کے مجمع مین
اس امر مین جیسا مناسب ہوگا ویسا کرونگا ولید نے کہا بہتر ہی اب آپ تشریف لیجایئے مروان ملعون نے
کہا کہ اے امیر حسین کو جانے ندے اور جو بیعت نکرے تو اوسے زد وکشت کر حضرت امام حسین نے مغضب سے
فرمایا کسکا زہرہ ہی کہ ایسی حرکت مجھ سے کرے جو کہ یہ قصد کرے دیکھے کہ ابھی زمین کو اوسکے خون سے
سیراب کرتا ہون اور مروان کو سخت اور سست کہا پھر ولید کی طرف آپنے خطاب کر کے فرمایا اے ولید
کیا تو نہین جانتا کہ ہم اہل بیت نبوت اور معدن رسالت مین اور گھر ہمارا محل رحمت کا اور آمد ورفت
ملائک کا ہی اور یزید فاسق فاجر شراب خوار زانی قمار باز اور بدکار ہی اور فسق اور فجور اوس سے علانیہ صادر ہوتے
ہین ہم کیونکر اوس سے بیعت کرین کل کے دن کہ مجلس منعقد ہوگی اور مجمع ہوگا جو کہ کہنا ہی کہونگا مین اور
دیکھونگا مین کہ لائق اور قابل خلافت کے کون ہی القصہ باتون مین حضرت امام حسینؑ کی جو آواز بلند ہوئی
آپکے غلامون نے کہ ہتیار باندھے ہوئے دروازے پر استادہ تھے قصد اندر آنے کا اور دست برد کرنیکا

گیا کہ حضرت امام حسین یہ بات سمجھکر اور فہم کرکے جلدی سے اوٹھکر باہر تشریف لے آئے تو فتنہ اور فساد ہووے مروان نے
ولید سے کہا کہ تو نے میرا کہنا نہ مانا کہ حسین ہاتھ سے نکل گیا ولید نے کہا افسوس ہی تجھپر اے مروان مجھکو ساتھ
قتل حسین ابن علی کے اشارہ کرتا ہی تو واللہ اگر شرق سے غرب تک جہان مجھکو بخشین تو بھی اوسکے خون
گرانے مین سعی نکرون مین اے مروان فرداے روز قیامت کے ترازو اعمال قاتل حسین کی نیکیون سے
خالی ہوگی پھر ولید نے عبدالرحمن ابن زبیر کو بلایا اونھون نے کچھ عذر کیا کئی مرتبہ آدمی واسطے طلب کے
گیا اور ابن زبیر نہ آئے ولید نے خوف اور دہشت دکھائی اور کہلا بھیجا کہ ناحق قید ہوگا اور قتل کیا جاویگا
ابن زبیر کے بھائی عروہ نے ولید سے کہا جاکر کہ وہ تیرے خوف سے نہین آتا مگر کل کے دن آویگا کہا خیر
مضایقہ نہین عبداللہ ابن زبیر رات کے وقت مدینہ سے مکہ کیطرف روانہ ہوگئے دوسرے دن ولید نے
یہ سنکر اونکے پیچھے سوار بھیجے وہ کسی کے ہاتھ نہ آئے یہان ولید نے دل تنگ ہوکر ابن زبیر کے رشتہ دارونکو
اور عبداللہ ابن مطیع کو کہ حضرت عمر کا قرابتی تھا اور ابن زبیر کا دوست اور یار تھی قید کیا عبداللہ ابن عمر نے
مروان کو اور ولید کو بہت فہمایش کی کہ اسباب مین فتنہ اوٹھتا ہی مروان نے نہ مانا اور اونکو قید ہی رکھا
آخرکو برادری کے لوگ ابن زبیر کے متفق ہوکر قیدخانہ پر چڑھ آئے اور دروازہ توڑکر قیدیونکو نکال لیگئے
القصہ کئی مرتبہ ولید اور مروان نے حضرت امام حسین کی خدمت مین یزید کی بیعت کیواسطے التماس کیا
آپنے قبول نفرمایا آخرکو ولید نے بصلاح مروان کے سب احوال یزید کو لکھا یزید نے نامہ ولید کو بھیجا اور
لکھا اگر حسین بیعت قبول نکرے سر اوسکا کاٹ کر اس نامہ کے جواب کے ساتھ بھیجدے اور امیدوار
انعام وافر کا رہے ولید نے وہ خط پڑھکر کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ اگر یزید تمام دنیا مجھے بخشدے
تو بھی یہ کام نکرونگا اور جو یزید مجھکو کیسا ہی ضرر پہونچاوے تو مین نہ ڈرونگا فائدہ تاریخ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ اون دنون مین حضرت امام حسین ایک رات اوپر روضہ مطہرہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے
گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین فرزند فاطمہ کا ہون اور تیرے فرزند کا فرزند ہون اور آپنے
میرے حق مین امت سے کیا کیا بہتیری وصیتین فرمائین بیقین آپکی امت نے آپکی وصیت نہ مانی اور
مجھکو ضائع اور محروم چھوڑا اور اونکی بیوفائی بوقت ملاقات مفصل خدمت مین عرض کرونگا یہ کہکر تمام
رات قریب روضہ مبارک کے نماز مین مشغول رہے دوسرے رات پھر روضہ مطہرہ پر جاکر بعد مناجات
اور عرض حاجات کے سر مبارک کو قبر شریف پر رکھکر لیٹ رہے کہ آنکھ لگ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خواب میں زیارت کی کہ فوج عظیم فرشتون کی ہمراہ رکاب گئے ہوا اور حضرت نے حضرت امام حسین کو اپنی سینہ بے کینہ سے لگایا اور دونون آنکھون کے درمیان مین بوسہ دیا اور فرمایا اے حسین گویا دیکھتا ہون مین کہ عنقریب امت میری کربلا مین تجھکو قتل کریگی اور تو اوس حال مین تشنہ لب ہووے اور تجھکو بوند پانی کی ندیوین اور باوجود اس حرکت کے میری شفاعت کے امیدوار رہین وہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہین اور اُنکو میری شفاعت نصیب نہوگی اے حسین تیری مادر و پدر و برادر دیدار تیری کے مشتاق ہین اور تیرے لیے بہشت مین بڑے بڑے درجے ہین کہ بدون شہادت پانے کے ہاتھ نہ آدینگے بعد اسکے آنکھ کھلگئی حضرت امام سعید و شہید اپنے گھر مین تشریف لائے اور شوق شہادت کا دامنگیر ہوا اور دل محبت منزل دام عشق کا اسیر ہوا خاطر فیض مآثر مین عزیمت مکہ معظمہ کی مستحکم ہوئی یہ سنکر جان دوستون کی پر غم ہوئی ایکدن آدھی رات کے وقت حضرت امام حسین اپنے نانا صاحب کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے اور بعد ادا کرنے صلواۃ و مناجات کے شرط وداع کی بجالائے اور رخصت ہوے اور مادر و پدر کی قبر پر جاکر زیارت کی اور وداع کرکے دولت مین تشریف لائے محمد ابن حنیفہ کہ آپکے بھائی ہین آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور دونون بھائی آپسمین درد جدائی سے ملکر بہت روئے اور باہم ایک نے دوسرے کو نصیحت اور وصیت کی آپنی وصیت نامہ لکھکر محمد ابن حنیفہ کو دیا اور کہا ای بھائی مین مع اہل و عیال کے مکہ کو جاتا ہون اور تو مدینہ مین مقام رکھ کہ تجھسے کوئی سروکار نہین رکھتا اور نہ رکھے گا پس تو مجھکو ہمیشہ حال یزید کا لکھتا رہیو الغرض محمد ابن حنیفہ کو وداع کرکے اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر بیچ شب چہارم شعبان کے یعنی شب برات کے چاند مین تیسری تاریخ رات کے وقت مدینہ منورہ سے برآمد ہوکر مکہ معظمہ کیطرف کوچ فرمایا اور وہ دن تھا جمعہ کا الغرض کوچ بکوچ اور منزل بمنزل طے مسافت کرتے ہوئے مکہ معظمہ مین پہونچے مکہ کے لوگون کو کمال خوشی اور خرمی ہوئی رات دن آپکی خدمت مین رشد و ہدایت پاتے تھے کہ اس اثنا مین یزید پلید نے یہ ماجرا سنکر ولید کو مدینہ کی حکومت سے معزول اور موقوف کیا اور عمرو بن سعد الاشدق کو حاکم مدینہ کا کیا اور یزید یحییٰ ابن حکم بن صفوان بن امیہ کو کہ حاکم مکہ کا تھا موقوف کیا اور عمرو ابن سعد ابن العاص کو حاکم کیا اور اوس طرف کے شہرون کا والی کیا اس اثنا مین عبد اللہ ابن زبیر نے کہ مکہ مین تھے لوگون کو ہمراہ کرکے مکہ مین اپنا عمل و دخل کر لیا اور عامل مکہ کا چھپ کر بھاگ گیا اور حضرت امام حسین نے ادن دلون مین اپنی گھر سے نکلنا موقوف کردیا اور پہلے ابن زبیر کو کہ سبب قصد خروج کا اوضون نے کیا تھا حضرت امام حسین

منع بھی کیا تھا لیکن اونھون نے نمانا تھا بعد چند روز کے یہ سب خبرین یزید کو لگ گئین اور یزید نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ لشکر طرف مکہ کے بھیجے تو ابن زبیر کے شر کو دفع کرے حاکم مدینہ نے لشکر تیار کیا اور عمر ابن زبیر کو کہ بھائی ہی عبد اللہ ابن زبیر کا لشکر کا امیر کیا اور از بسکہ دونون بھائیون مین خفگی و نا اتفاقی بیشتر سے تھی بھائی نے بھائی سے لڑنا اختیار کیا اور علاوہ یہ کہ طمع دنیا کی بری بلا ہی کہ پاس بھائی بیٹی کا ہین سب فنا ہی حالانکہ بعضی لوگون نے عمر کو بہت سمجھایا کہ ایک تو سگے بھائی سے لڑنا اور دوسرے مکہ مین لڑنا ہرگز مناسب نہین اوس شخص نے ایک نمانی اور امیر بن کر لشکر کو ساتھ لیکر مکہ کو گیا اور ایک طوق چاندی کا بنوایا کہ جب فتح کرونگا اور بھائی کو پکڑونگا یہ طوق اوسکے گلے مین ڈالونگا اور یزید کے آگے لیجاونگا القصہ جب عمر لشکر لیکر قریب مکہ کے پہونچا نصف فوج انیس ابن عمر ابن اسلمی کے ساتھ کر کے ایکطرف کا ناکا اوسکے سپرد کیا اور نصف فوج کے ساتھ ایک ناکے پر آپ رہا اور اپنے بھائی کو پیغام بھیجا کہ اے عبد اللہ حرمت کعبہ کی نگاہ رکھ اور باہر نکل اور ساتھ سلامتی کے یزید کی بیعت کر اور یہ طوق چاندی کا میرے پاس ہی اوسکو پہن لے اور یزید کی خدمت مین حاضر ہو تا تیرا قصور معاف ہووے اور عبد اللہ نے بھی جواب سخت اور سست کہا اور پہلے انیس سے جا لڑے اور فتح پائی انیس مارا گیا پھر مصعب ابن زبیر کہ یہ بھی عبد اللہ ابن زبیر کا بھائی ہی اپنے بھائی عمر سے لڑا اور غالب آیا جب تو عمر حیران ہوا آخر کو عبیدہ ابن زبیر کے پاس کہ وہ ان سب مین سب کا بڑا بھائی ہی جا چھپا اوسکی پناہ مین رہا عبد اللہ نے خبر پاکر عمر کو پکڑوا بھیجا اور اتنے کوڑے لگوائے کہ عمر مر گیا اور عبد اللہ ابن زبیر باشوق زور آوری سے مکہ مین رہے اور عمل یزید کا مکہ مین سست رہا

فصل جاننا چاہیے کہ بعد اس قصہ کے دو شخص و معتمد اہل بیت کے ایک نامہ کہ چند اشراف اور اعیان نے کوفہ کے لکھا تھا کوفہ سے لیکر بیچ خدمت حضرت امام حسین علیہ الصلواۃ و السلام کے حاضر ہوئے آپ نے وہ نامہ کھولکر دیکھا اوسمین جو لکھا تھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ سلیمان ابن صرد اور رفاعہ بن شداد اور فلان فلان تحیت اور سلام بھیجتے ہین اور التماس کرتے ہین کہ یزید ابن معاویہ چاہتا ہی کہ بے مشورہ اور بے مصلحت اہل اسلام کے حکومت کرے ہم لوگ کوفہ کے کہ آپکے دوست ہین اوس فاجر کی خلافت اور حکومت سے راضی نہین داعیہ ہمارا یہ ہی کہ آپ کی رکاب سعادت مین ساتھ دشمنون کے جنگ اور قتال کرین اور آپ پر نثار اپنی جان اور مال کرین آرزو ہماری یہ ہی کہ آپ ساتھ بہجت اور اقبال اور جاہ و جلال کے رونق افزا کوفہ کے ہووین کہ ہم نہایت مشتاق جمال فیض القیام

اور جویائے طریقت اسلام کے ہین اور سب دوستدار آپکے توجہ کے امیدوار ہین کہ بواسطہ حضور پرنور کے
امور سلطنت کا انتظام پاوے اور سپاہ اور رعیت کا انتظام بخوبی ظاہر ہووے حضرت امام حسین علیہ السلام نے
خط پڑہکر کچھ نفرمایا اور جواب بھی نہ لکھا کہ عنقریب اسکے دو شخص اور کوفہ سے وہان کے سردارون اور
اشرافون کے خط لیکر حضرت امام ہمام کی خدمت مین حاضر ہوئے قریب پچاس خط کے تھے کہ ایک ایک خط
دو دو مین تین تین سردارونکی طرف سے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے نام تھا اور مضمون انکا وہی تھا جو کہ
پہلے خط کا تھا پھر عنقریب اوسکے دو شخص اور پچاس خط لیکر اوسی مضمون کے حاضر ہوئے لیکن حضرت امام نے کسی
ایک کا جواب نہ لکھا اوسمین اور لوگ کوفہ کے خط لائے الغرض متواتر خط اور آدمی کوفہ سے آپکی خدمت سراپا
برکت مین آئے روایت ہی کہ ایک سو بیس خط کوفہ والونکے آئے اور بعضی روایتون مین ہی کہ قریب ڈیڑھ سو
خط کے بیچ جناب شہادت انتساب کے پہونچے القصہ جبکہ ایلچی اور خط کوفیونکے بہت آئے تب آپنے
جواب لکھا کہ خط تمہارے پہونچے اور اشتیاق تمہارا اور محبت اور دوستی اور ارادہ تمہارا سب معلوم ہوا مین
بھی تمہارے مقصود اور مطلوب کے برلانے مین تاخیر اور ڈھیل جائز نرکھونگا خاطر جمع رکھو مگر بالفعل مسلم
ابن عقیل کو کہ میرا بھائی چچا کا بیٹا ہی تمہارے پاس بھیجتا ہون تو کیفیت حال اور صدق مقال تمہارا معلوم
کرے اور مجھے لکھے اور اوس سے بیعت کرنا اور اوسکے مددگار رہنا روایت ہی عبد اللہ ابن عمر نے اور عبد اللہ
ابن عباس نے اور عبد اللہ ابن زبیر نے آپکو عزیمت کوفہ سے بہت منع کیا اور بیوفائیان کوفیون کی بیان
کین اور جو کہ بدعہدیان کوفیون نے حضرت علی مرتضی کے ساتھ کین تھین سب یاد دلائین لیکن چونکہ عاشق زار
پروردگار خلف رشید حیدر کرار قتیل تیغ کرشمہ محبوبی شہید خنجر ادائے خوبی کشتہ صد شمشیر عشق خدا یعنی حسینؑ
ابن علی مرتضی کو شراب شوق شہادت نے مخمور و مست کر رکھا تھا اور زہرہ بادہ تمنائے وصال یار کا دل
مین سمارہا تھا کسی کی نہ سنی نہ مانی اور جی مین بات شہادت عظمی پانے کی ٹھانی اور مسلم ابن عقیل کو
حکم دیا کہ تیاری کوفہ کے جانے کی کرو بعد چند روز کے جواب خطون کے کہ کوفہ سے آئے تھے حضرت مسلم کو
دیکر اور نصیحت اور وصیت فرما کر رخصت کیا اور فرمادیا کہ اے بھائی اور اے ابن عم کوفہ مین اوس
شخص کے مکان پر اوترو اور مقام کیجو کہ اہل بیت کی محبت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہووے اور
لوگون سے میری بیعت اپنے ہاتھ پر لیجیو پس جبکہ جانے تو کہ قول اور فعل اونکے مطابق ہین اور کردار
اونکے ساتھ گفتار کے موافق ہین مجھکو خبر [illegible]

کہ حق تعالی مجھکو اور تجھکو درجہ شہادت کا عطا فرما وے پھر دونون بھائی گلے لگکر روئے اور ایکنے دوسرے کو وداع کیا اور حضرت مسلم نے کہا مین بموجب فرمان واجب الاذعان کے جاتا ہون اور بمقتضای ارشاد مین سیدا و کی انشاء اللہ تعالے بجا لاتا ہون **نظم** نہ تابم سر ز فرمانت بہ تیغم گر زنی ہردم ٭ مرا عید آن زمان باشد کہ قربان رہت گردم من اول روز دانستم بمہمان خانۂ عشقت ٭ کہ جز خون جگر خوردن غذائے نیست در خوردم ٭ **نظم**

حکم سے تیرے نہ سر پھیرون میان ٭ تیغ سے تیری نہ منھ موڑون میان ٭ عید ہو اوس دن کہ تیری راہ مین ٭ شوق سے قربان ہون اے میری جان ٭ خانۂ الفت مین تیرے پہونچکر ٭ ہمکو گذرا تھا یہی دل مین گمان ٭ خون دل پینا پڑے گا لاکلام ٭ کیونکہ ہے یہ ہی غذای عاشقان ٭ ہے طریق عشق مشکل تر وصال پاس جان رکھنا ہے اس رہ مین زیان ٭ بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو گمان ایسا ہے کہ دنیا مین مجھکو پھر دیدار مبارک آپکا میسر نہوگا یہ کہکر حضرت امام حسین کے ہاتھ اور پانون چومے اور وداع کیا اور روے کہ یہ دیدار آخری ہے اور یہ وصل کی بہار آخری ہے **ابیات** وداعت میکنم از جان وداع آخرین از دل ٭ ز کویت میروم و رخصه دارم قصہ مشکل نیارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری ٭ عجب دردیست بید رمان عجب کاریست بیحاصل ٭ نبود حاصل مرا من گرت بینم ولی دیدن ٭ چسان آید ز مہجوری بخون آغشتہ زیر گل ٭ **ابیات** وداع دوستان جو اس زمان ہے ٭ گھڑی یہ سر پہ میرے بس گران ہے ٭ جدائی کی نہین از بسکہ طاقت ٭ غشی مین قلب و جان ناتوان ہے ٭ رہون قدمون مین تیری ہے یہ خواہش ٭ مگر اپنا نصیب ایسا کہان ہے ٭ زیارت پھر بھی ہو تیری میسر ٭ مگر یہ محض اب وہم و گمان ہے ٭ وصال اوسکی جدائی کے الم سے ٭ خبر دل کی نفکر جسم و جان ہے ٭ حضرت امام حسین بھی بہت روئے اور حضرت مسلم کو گلے سے لگایا اور بہت نوازشین اور دعائین کین پھر حضرت مسلم وہان سے کوچ کرتے ہوے مدینہ منورہ مین پہونچے روضہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بجا لاکر اپنے گھر مین گئے اور سب اہل و عیال کو وداع فرماکر دو بیٹے چھوٹے کہ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام ابراہیم ہے ساتھ اپنے لیے کہ اونسے کمال محبت رکھتے تھے اور رات کے وقت کوفہ کو روانہ ہوئے کہتے ہین کہ رات کو راہ گم ہوگئی اور راستہ بھولکر ایک جنگل بے آب مین جا پڑے دو رہبر کہ ساتھ لیے تھے تشنگی سے مرگئے اور حضرت مسلم مع ہر دو فرزند دلبند کے ساتھ ہزار محنت اور مصیبت کے کسی رات اسکے مقام مین پہونچے بعد [illegible] کوفہ مین وارد ہوکر اوس سرا مین

کہ دار مختار اوسے کہتے تھے اوترے اور مقام کیا اشراف اور اعیان کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور ملازمت اور ملاقات کی حضرت مسلم نے خط حضرت امام حسینؑ کا اونکو دیا اور پڑھا اور حضرت امام کی
کی اشتیاق مین مارے شوق و ذوق کے روئے اور آواز واشوقا کی بلند کی پھر روز بروز لوگ کوفہ کے
حضرت مسلم کی خدمت مین آتے تھے اور اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کرتے تھے یہانتک کہ بارہ ہزار
یا اٹھارہ ہزار مرد جنگی دائرہ بیعت مین داخل ہوئے اور حضرت مسلم نے خط حضرت امام حسینؑ کو لکھا کہ یا
ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کثیر نے میرے ہاتھ پر آپکی بیعت کی ہے اور سب آپکی دیدار پر انوار کے
آرزومند اور مشتاق ہین جسوقت چاہیے اوس وقت اس طرف توجہ فرمائیے کہ کام یہان کا رونق پر ہے
اس اثنا مین نعمان ابن بشیر کہ یزید کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے اس احوال سے آگاہ ہو کر کوفہ کے جامع
مسجد مین گئے اور کوفیون کو بلایا اور خطبہ منبر پر چڑھکر پڑھا اور یزید کے غضب اور غصہ سے اور فتنہ اور فساد سے
سبکو ڈرایا اور کہا اپنے اوپر رحم کرو اور درپے خون ریزی کے مت ہو نعمان ابن بشیر نے فقط زبانی سمجھانے
پر اور ڈرانے پر کفایت کی اور منبر سے اوترکر اپنے گھر مین جا بیٹھے کہ اسمین یزید کے جاسوس نے کہ کوفہ
مین تھے سب یہانکا احوال اور سستی نعمان بشیر کی یزید پلید کو لکھ بھیجی یزید پلید نے بمشورہ بعضے مصاحبون اپنے
کی عبد اللہ ابن زیاد کو کہ حاکم بصرہ کا تھا فرمان حکومت کوفہ کا لکھ بھیجا اور اوسکو لکھا کہ تو اپنا نائب بصرہ
مین چھوڑکر جلد تر کوفہ کو جا اور مسلم کو قتل کرکے سر اوسکا میرے حضور مین بھیجدے اور مینے حکومت کوفہ
کی بھی تجھے دی اور نعمان بشیر کو معزول کیا ابن زیاد مردود بہت خوش ہوا اور کوفہ کے چلنے کی تیاری
مین مشغول ہوا اس اثنا مین خبر اوسے پہونچی کہ سلمان غلام حضرت امام حسینؑ کا بصرہ کے بعضے سردارون کے
نام خط لیکر آیا ہے اور حضرت امام حسینؑ نے لکھا ہے کہ مین تمکو ساتھ زندہ کرنے نشانیون حق کے اور باطل کرنی
رسمون باطل کے دعوت کرتا ہون اگر میری دعوت قبول کروگے تو راہ حق کی پاؤگے قطعہ ہر کہ او
راہ راست مے طلبد ٭ گو بیا رہ بجانب ما کن ٭ قدمے در حدیقۂ ما نہ ٭ روضۂ قدس را
تماشا کن ٭ طالب راہ حق بشوق تمام ٭ تو ہماری طرف رخ اپنا کر ٭ سیر کر باغ عشق کی
اس دم ٭ روضۂ قدس کا تماشا کر ٭ اور اب مین کوفہ کی طرف روانہ ہوتا ہون جو کہ دوست
اور دوستدار ہین چاہیے کہ اوس طرف آدین والسلام پس ابن زیاد نے سلمان کو تلاش کروا کر پکڑوا بلایا
اور قتل کیا بصرہ کے لوگون نے بیرحمی اوسکی [illegible] اپنا بصرہ مین چھوڑ کر

اوسی دن کوفہ کو روانہ ہوا اور کوفہ والے انتظار کر رہے تھے حضرت امام حسینؑ کے آنیکا کہ امروز فردا صبح و شام آپ کوفہ مین مع الخیر داخل ہوا چاہتے ہین کہ رات کے وقت ابن زیاد اونٹ پر بیٹھا ہوا عامہ سر سے باندھے ہوئے اور کپڑا سر اور منھ پر ڈالے ہوئے بیابان کی طرف سے ساتھ مصاحبون اور نوکرون اور چاکرون کے کوفہ مین داخل ہوا لوگون نے جانا کہ حضرت امام حسینؑ ہین کہ تشریف لائے ہین فوج فوج لوگ اونٹ کے گرد جمع ہوئے اور کہتے تھے السلام علیک یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھکو مبارک اور مرحبا اور ابن زیاد چپکے چپکے جواب سلام کا دیتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا مگر غصہ سے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاتا تھا پس جبکہ دار الامارت کے دروازہ پر پہونچا نعمان بشیر کہ قلعہ کے اندر تھے اونھون نے بھی جانا کہ حضرت امام حسینؑ تشریف لائے وہ یزید کے خوف سے کوٹھے پر چڑھکر پکارے یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان سے تشریف لیجاؤ اور فتنہ مت اوٹھاؤ کہ یزید اس شہر کو تیرے تصرف مین نہ دیگا اتنے مین ابن زیاد نے منھ اپنا کھولا اور آواز اپنی سنائی اور لوگون نے جان لیا کہ عبد اللہ ابن زیاد ہی لوگ سب تتر بتر ہوگئے اور نعمان نے دروازہ کھلوا دیا کہ وہ مردود محل مین جاکر اوترا دوسرے دن شہر کی جامع مسجد مین آیا اور سب لوگون کو جمع کیا اور فرمان اپنی حکومت کا سب کے روبرو پڑھا اور کوفیون کو مخالفت یزید کی سے ڈرایا یہ خبر حضرت مسلم نے سنکر اندیشہ کیا اور رات کو سرا سے مختار سے نکلکر ہانی بن عروہ کے گھر گئے اور کہا اے ہانی مین واسطے پناہ کے تیرے پاس آیا ہون ہانی نے حجرہ اپنے مکان مین آپکے واسطے تیار کیا اور کہا بسعادت تشریف لاؤ اور بسلامت قرار و آرام پکڑ بیت

رواق منظر چشم من آشیانہ تست ❊ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ❊ دیدہ و دل ہر آپکی منزل ❊ آئیے

کیجیے کرم صاحب ❊ در کھیے تشریف شوق سے اسجا ❊ کھائیے آپ کچھ نہ غم صاحب ❊ لکھا ہے کہ اہل بیت کے دوستون نے یہ احوال دریافت کرکر حضرت مسلم کے پاس حاضر ہونا شروع کیا الغرض لوگ آتے تھے اور نئے سر سے بیعت کرتے تھے اور عہد و پیمان کو ساتھ قول و قسم کے مستحکم اور مضبوط بناتے تھے یہانتک کہ زیادہ بیس ہزار سے آدمی تھے بیعت شاہزادہ کے سرفراز ہوئے القصہ ابن زیاد ہر چند جستجو کرتا تھا لیکن حضرت مسلم کا پتا بھی نہ پاتا تھا آخر کو اوس مردود نے ایک ہوشیار سے غلام اپنے کو تین ہزار درم کی تھیلی دی کہ تو اہل بیت کے دوستون سے ملکر اور اخلاص کرکر کسی طرح مسلم بن عقیل کے

یہ مال لایا ہون تو مجھکو ثواب جمیل حاصل ہووے اور تو اسے بکر اور حیلہ سے اوسکا سب احوال معلوم کر کر میرے پاس آکر ظاہر کر وہ غلام بدانجام حکم ابن زیاد کا بجالایا اور بمعرفت مسلم ابن عوسجہ کے حضرت مسلم کی خدمت مین پہونچا اور درم گذرانے اور قدم بوسی کی اور قسمین کھائین کہ مین دوستدار ہون نہ مکار و غدار ہون اور رات کو آپکی خدمت مین رہا اور سب احوال معلوم کر کر صبح کو ابن زیاد سے جا کہا دن چڑھے اوس پلید کے دربار مین اسما بن خارجہ اور محمد اشعث جو آئے اون سے کہا کہ ہانی کہان ہی اونھون نے کہا کہ بیمار ہی کہا کہ مینے سنا ہے کہ ان دنون مین اچھا ہو گیا ہی اور گھر کے دروازہ کے باہر نکلکر بیٹھتا ہی اور مین اوسکا مشتاق ہون تم جاؤ اور اوسے سوار کر کر لے آؤ وہ دونون حکم بجا لائے ہانی کو اگرچہ خوف ہوا لیکن اوپر تقدیر ربانی کے راضی ہو کر اون دو شخصون کے ساتھ دربار مین آئے ابن زیاد نے کہا اے ہانی تو نے مسلم ابن عقیل کو اپنے مکان مین اوتار کر ایک خلق اور انبوہ کو بیچ دائرہ بیعت حسینؑ کر لایا ہی ہانی نے فرمایا کہ مین نے اوسکو نہین بلایا مگر چونکہ وہ پناہ کے واسطے آپ میرے پاس آیا مین نے دل مین کہا کہ مروت اور حیا سے بعید ہے کہ مین اوسکو منع کرون اور پناہ ندون ابن زیاد نے کہا اب تو مسلم کو میرے پاس حاضر کر ہانی نے کہا ہرگز یہ نکرونگا کہ ایک مسلمان کو پناہ دیکر پھر دشمن کے ہاتھ مین دون قاعدہ وفاداری کا یہ نہین ہے

بیت صفت عاشق صادق بحقیقت آنست ✤ کہ گرش سر برود از سر پیمان نرود ✤ **نظم** محبت چاہیے انسان نچھوڑے ✤ کبھی محبوب کا دامان نچھوڑے ✤ نشان عاشق صادق یہی ہی ✤ کہ سر جاوے پر سر پیمان نچھوڑے ✤ ہر چند ابن زیاد کے مصاحبون نے ہانی کو بہت سمجھایا لیکن اونکے خیال مین نہ آیا آخر ابن زیاد نے ہانی کو قید کیا پھر بھی ہانی نے نہ مانا اور اپنا فدا کرنا مسلم ابن عقیل پر ٹھانا **شعر** بار سودای علم روز یکہ می افراشتیم ✤ بر سر کوئے تو اول ماتم خود داشتیم ✤ عشق کا جس دن علم مین نے اوٹھایا جان جان ماتم اپنا کر لیا تیری گلی مین اوس سمان ✤ روایت ہی کہ ابن زیاد نے حکم دیا تو ہانی کو بر سر بازار لیجا کر گردن مارا اور سر مبارک اونکا ابن زیاد بد اعتقاد کے پاس پہونچا عمر حضرت ہانی کی اسی اور نو برس کی تھی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے تھے اور حضرت علی مرتضی کے احباب سے تھے جبکہ یہ خبر حضرت مسلم نے سنی رگ ہاشمی ایک دفعہ جوش مین آئی اور اپنے دونون فرزند ارجمند کو قاضی شریح کے گھر بھیج کر مسلح اور تیار ہوئے اور ندا دی کہ اے اہل بیت کے دوستو حاضر ہو قریب بیس ہزار سوار کے مسلح اور مکمل ہمراہ رکاب فرحت مآب کے ہوئے اور قصر امارت پر آئے اور ابن زیاد اپنے مصاحبون اور ملازمون کے

ساتھ قلعہ بند ہوا اور حضرت مسلم نے قلعہ کو گھیر لیا اور دونون فرقون مین جنگ عظیم اور لڑائی بڑی در پیش آئی
قریب تھا کہ قلعہ کو لے لین اور اوس مردود پر فتح یاب ہووین کہ اوس ملعون پلید نائب یزید کی صلاح سے
سردار کوفہ کے مانند کثیر ابن شہاب اور محمد اشعث اور شمر ذی الجوشن کے کوٹھے پر چڑھے اور حضرت مسلم کی فوج
کو کہ سب کوفی تھے یزید کا خوف دلوایا اور ڈرایا اور کہا کہ اے کوفیو افسوس ہی تمکو کہ عنقریب لشکر یزید
کا شام سے آیا چاہتا ہی اور امیر نے قسم کھائی ہی کہ اگر یہ لڑائی سے باز نرہین گے تو مین اونکے زن و بچہ
قتل کرواؤنگا پس اے لوگو تم اپنے جانون پر بخشش کرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم فرماؤ فوج کوفیون کی یہ
سنتے ہی مارے خوف کے لرزنے لگی اور متفرق ہونے لگی اور پرے کے پرے سوار اونکے کھسکنے لگے
الغرض کوفیون نے موافق عادت قدیم اپنے کے بیوفائی ظاہر کی اور شرم خدا و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اپنے
مین سے باہر کی آخر کو تیس سوار پاس رہگئے پھر تھوڑی سی دیر مین وہ بھی اوڑ گئے اور حضرت مسلم تنہا رہے
حیران اور پریشان تھے اور بزبان حال سے یہ مقال کہتے تھے قطعہ اندر اول خود نمائی میکنند ؛ و اندر آخر
بیوفائی میکنند ؛ چون چنین خواہند در بیگانگی ؛ پس چرا آن آشنائی میکنند قطعہ تمنے اول تو خود نمائی کی
آخرش خوب بیوفائی کی ؛ تھی یہ بیگانگی اگر منظور ؛ کس لیے پہلے آشنائی کی ؛ القصہ حضرت مسلم ابن عقیل
سرگردان رات کو محلون اور کوچون مین پھرتے تھے اور کوچے اور ناکے ابن زیاد مایہ فساد کے حکم سے
بسبب فوج اور پاسبان اور نگہبان کے بند تھے اور گرد شہر کے اور دروازون پہ سوار اونکا بندوبست
تھا جو فوج کہ ہمراہ رکاب حضرت مسلم کے تھی وہ سب ابن زیاد بدنہاد کے فرمان بردار ہوگئی الغرض
حضرت مسلم نے راہ کہین نہ پائی کہ شہر سے باہر نکلین یا کہین جاکر بیٹھ رہین کہ پھرتے پھرتے ناگاہ ایک
بڑھیا کے دروازہ پر جا پہونچے کہ نام اوسکا طوعہ ہی اور وہان بیٹھ گئے بڑھیا نے دیکھکر کہا کہ اے
شخص شہر پر آشوب ہی اور رات کا وقت ہی تو اپنے گھر کیون نہین جاتا حضرت مسلم نے کہا مین غریب مسافر
خاندان نبوت سے ہون اور گھر بار نہین رکھتا ہون اگر تو مجھکو اپنے گھر مین مقام دیگی حق تعالی تجھکو اوسکی جزا
خیر دنیا و عقبی مین عطا فرماویگا اوس ضعیفہ نے حضرت کا نام و نسب پوچھا اور بہت مبالغہ اور
تکرار کی آپ نے فرمایا کہ مسلم ابن عقیل امام حسین کا بھائی ہون عورت حمیدہ سرشت نے کہا مبارک اور
مرحبا قدم رنجہ فرماؤ میرے مکان مین چلکر الغرض اندر لیجاکر ایک حجرہ مین آپکو بٹھایا اور وہ اون کا حال
دریافت کرکر رونے لگی کہ اتنے مین اوس عورت کا بیٹا آیا اور مادر کو حجرہ مین آتے جاتے اور روتے

دیکھا پوچھا کیا سبب ہے کہا ایک شرط سے کہتی ہون کہ تو یہ بھید ظاہر نکرے اوسنے بقول و قسم شرط کی عورت نیک بخت نے کہا مسلم ابن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی اور مین نے پناہ دی اور رسم خدمت کی بجالاتی ہون اور اللہ تعالی سے امید ثواب کی رکھتی ہون الغرض بیٹا اوس پیرزن کا صبح کو ابن زیاد کے دربار مین گیا کہ ابن زیاد نے حکم دیا تھا کہ شہر مین منادی ہو جاوے کہ جو شخص خبر مسلم کی لاویگا دس ہزار درم سرکار سے پاویگا اور وہ شخص جس مراد اور حاجت کے واسطے مجھسے عرض کریگا مین قبول کرونگا اور جو شخص اپنے گھر اوسے چھپاویگا قتل کیا جاویگا اور گھر اوس کا لوٹ لیا جاویگا اوس بڑھیا کے بیٹے نے یہ سنکر محمد اشعث سے کہا کہ مسلم ابن عقیل میرے گھر مین ہے اور میری مان نے اوسے پناہ دی ہے محمد اشعث نے ابن زیاد سے کہا ابن زیاد نامراد خوش دل ہوا اور اپنے نائب کو کہ نام اوسکا عمر ابن حریث مخزومی ہی کہا کہ تین سو آدمی جنگی محمد اشعث کے ساتھ کردے اور محمد اشعث سے کہا کہ طوعہ کے گھر پر جاکر مسلم ابن عقیل کو گرفتار کر لا محمد اشعث سپاہ کو ساتھ لیکر سوار ہوا اور طوعہ کے گھر پر جا پہونچا اور طوعہ کے در و دیوار اور بام کا بند و بست کیا کہ کہین مسلم نکل نجاوین حضرت مسلم صبح کی نماز پڑھکر جانماز پر یاد الٰہی مین بیٹھے تھے کہ آواز گھوڑون کے سمون کی کان مین آئی آپنے جانا کہ وقت شہادت کا عنقریب آیا اوٹھے اور سلاح بدن مبارک پر آراستہ کیے اور شمشیر میان سے نکالی اور گھر سے باہر نکلے کہ فوج نے آپ پر حملہ کیا حضرت مسلم نے مانند شیر ژیان کے حملہ کیا اور کتنے مردودون کو جہنم واصل کیا یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اوس بدنہاد نے محمد اشعث کو کہلا بھیجا کہ مین نے تجھکو ساتھ تین سو مردان جنگی کے پکڑنے کو ایک شخص کے بھیجا ہی اگرچہ وہ مرد دلیر ہے لیکن پھر ایک ہی عجب ضعف اور سستی تیری ہی کہ باوجود اتنی فوج کے ایک شخص ہاتھ نہین آتا محمد اشعث نے اوسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ تجھکو شاید خیال یہ ہے کہ کسو بقال یا جلاہے کے اوپر ہمکو بھیجا ہی واللہ مسلم بن عقیل وہ دلاور ہی کہ شمشیر انتقام سے خون دلاورونکا اوپر خاک ہلاک کے ڈالتا ہی اور وہ مقتدر ہے کہ ساتھ ضرب خنجر کے خاک معرکہ کو ساتھ مغز دلیرون کے ملاتا ہی **بیت** چو بہ جوشد از خشم آن تند میغ ٭ ز آب آتش انگیزد از برق تیغ **فرد** اگر وہ جوش مین آوے دلاور ٭ ڈرے غصے سے اوسکے فوج و لشکر ٭ لگاوے آگ پانی مین غضب سے کرے شمشیر سے بجلی کو ششدر ٭ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ اوسکو امان دیکر میرے پاس لے آو محمد اشعث نے کہا اے مسلم ہاتھ تیغ زنی سے باز رکھو اور میرے پاس آؤ کہ امیر نے تجھکو امان دی ہی حضرت مسلم نے فرمایا

کہ میرے تئین تمھاری امان کی کچھ احتیاج نہین ہی اور ہمکو ہرگز کوفیون کے قول پر اعتماد نہین ہی **بیت**
ندیدم من از ہیچ کوفی وفا ٭ ز کوفی نیاید بغیر از جفا **بیت** کسی نے نہ کوفی سے دیکھی وفا ٭ عجب قوم ہے
باد غا پر جفا ٭ یہ فرماکر پھر حملہ کیا اور بہتون کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا کہ سپاہ سب عاجز آئی اور سوار پیادہ
ہو گئے اور اکثر کوٹھون پہ چڑھے اور تیر اور پتھر آپ پہ مارے کہ آپکا بدن مبارک کوفتہ اور زخمی بہت
ہو گیا لکھا ہی کہ ایک پتھر آپکی پیشانی مبارک پر لگا اور چہرہ منور تمام لہو سے سرخ ہو گیا **شعر**
چون شہیدان ترا در ہر دو عالم سرخ روست ٭ خوش او میباشد کہ مارا کشتہ زین عالم برند **شعر**
دو جہان مین سرخ رو کیونکر نہون تیرے شہید ٭ کشتہ ہونا عشق کے میدان مین اونکی ہی عید ٭ پس
مکہ کی طرف رخ کیا اور کہا اے بھائی حسین ابن رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ آپکو خبر ہے کہ تمھارے چچا کے
فرزند پر کیا گذر رہی ہی لیکن مجھکو خدا کی راہ مین کچھ اندیشہ نہین ہی **قطعہ** ہر نشان کز خون دل بر دامن
چاک من ست ٭ پیش اہل دل دلیل دامن پاک من ست ٭ شد تنم فرسودہ زیر سنگ جور کوفیان ٭ کشتہ عشقم من
و این سنگہا خاک من ست **قطعہ** عزیز و یہ خون دامن چاک کا ٭ نشان ہے مرے دامن پاک کا ٭ ہوا
دفن تن زیر سنگ ستم ٭ کیا کام پتھر نے یان خاک کا ٭ پھر حضرت مسلم کہ زخمون سے چور ہو گئے تھے ایک
دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے کہ ا[illegible] بدبخت نے تلوار ماری کہ ہونٹ اوپر کا آپ کا کٹ گیا آپنے
اوسی حالت مین کمال چالاکی سے اوٹھکر ایک ضرب تیغ کی ایسی دی کہ اوسکا سر کٹ کر دس قدم پر جا پڑا
اور پھر دیوار سے لگ کر ہو بیٹھے اور یہ کہتے تھے کہ اے خدا ایک شربت آب کی آرزو رکھتا ہون اور
کسی کو یارا نتھا دہشت سے کہ پانی پاس لیکر اوسے آخر کو محمد اشعث نے کہا بڑی عار اور ننگ کی
بات ہی کہ ایک شخص اتنی فوج سے مارا نہین جاتا پس سب لشکر دفعۃً اس پر حملہ کرو سپاہ نے ویسا ہی کیا
اور ایک مردود نے پیچھے آکر نیزہ مارا کہ آپ غش کھا کر گر پڑے رمق جان کی باقی رہی تھی کہ اوٹھا کر ابن
زیاد کے پاس لیگئے اوس نے سر مبارک کاٹکر یزید کے پاس دمشق کو روانہ کیا اور ہانی کا سر بھی یزید
کے پاس بھیجا اوس مردود نے دونون سر دمشق کے دروازے پر لٹکوا دیے اور یزید پلید ابن
زیاد پلید سے بہت راضی اور خوش ہوا اور اوسکو شکریہ لکھا اور انعام و احسان کثیر کا متوقع کیا
اور لکھا کہ تیرے برابر کوئی عزیز اور مقرب اور مصاحب میرا نہین ہی بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہی
کہ جب حضرت مسلم کو اوٹھا کر لیگئے [illegible] عمر سعد سے آپنے تین وصیتین

گئین اور فرمایا کہ ایک تو مین اس شہر مین سات سو درم کا قرضدار ہون میرا گھوڑا اور زرہ بیچکر ادا کیجیو اور دوسرے جب میرا سر کاٹ لیوینا اور میری لاش کو کسی مقام مناسب مین دفن کر لیو اور تیسرے میرے بھائی سعید کونین امام حسین کو میری طرف سے لکھیو کہ زنہار زنہار وہ بر قول و قسم کوفیون کے اعتماد نکرنا اور عراق کی طرف متوجہ نہونا ایسا نہو آپ پر وہ گذرے کہ جو مجھپر گذرا اور مین تو آپ پہ فدا ہوا جو کہ کام میرا تھا وہ مجھسے ادا ہوا فائدہ جاننا چاہیے کہ حقیقت آپکے دونون فرزند کے قتل ہونے کی روضۃ الاحباب مین اور روضۃ الصفا مین نہین لکھی ہے لیکن بعضی اور کتابون معتبر مین ساتھ روایات معتبر کے دیکھی ہی کہ وہ دونون مظلوم یتیم یعنی محمد اور ابراہیم کہ دونون کمال خردسال تھے اور گلستان ابوطالب کے نونہال تھے زمین حیات سے ساتھ باد صرصر ممات کے فنا پذیر ہوئے اور جڑ سے اوکھاڑے گئے یعنے کوفیون نے اونکو بھی قتل کیا ابیات

دریغ و درد کہ آن ہر دو نوجوان رفتند ٭ بصد ملامت و حسرت ازین جہان رفتند ٭ چو عندلیب سزد گر کنیم نالہ و آہ ٭ کنون کہ یاسمن و گل ز بوستان رفتند ٭ ز غم غریبی و غربت بنوشان در خورد ٭ بجانب پدر خویشتن دوان رفتند ٭ ابیات دریغ و درد کہ معصوم وہ یہان سے گئے ٭ ہر اوکو بھی نہ پہونچے کہ اس جہان سے گئے ٭ نکیونکہ نالہ کرون عندلیب کے مانند ٭ جو گل تھے رونق گلزار بوستان سے گئے ٭ غم غریبی و غربت سے تنگ وہ ہوکر ٭ پدر بزرگ کے نزدیک اس مکان سے گئے ٭ مگر جس تفصیل سے کہ حقیقت انکی قتل ہونیکی روضۃ الشہدا مین لکھی ہی اس تفصیل سی کسی کتاب معتبر مین دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا

مخزن ساتوان بیچ ذکر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے اور پہونچنے کے بیچ کربلا کے اور درپیش آنے جنگ اور لڑائی کے

روایت کرنے والے روایت پرور دغم کے اور نقل کرنے والے نقل بارنج والم کے اسطرح روایت اور نقل کرتے ہین کہ جس روز کوفہ مین حضرت مسلم نے شہادت پائی اوسی دن بحسب اتفاق حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے کوفہ کو کوچ کی ٹھرائی اور شہر سے برآمد ہوے گویا خانۂ شہادت مین درآمد ہوے روایت ہی جبکہ ارادہ امام شہید اکبر حسین ابن علی صفدر کا کوفہ کی طرف مصمم ہوا یارون اور دوستدارون اور عزیزون اور رشتہ دارون کو کمال فکر اور غم ہوا چنانچہ عبد اللہ ابن عمر آپ کی خدمت مین آئے اور شرط منع کرنے کی اس ارادہ سے طرح طرح پر بجا لائے جبکہ دیکھا کہ عرض اور التماس اس امر مین پذیرا نہین ہی بہت روئے اور پیشانی حضرت کی چومی اور کہا مین نے تجھکو خدا کو سونپا اے شہید سعید اور منع کیا

عبد اللہ ابن زبیر نے بھی اور عبد اللہ ابن عباس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفہ
کا قصد مت کر کہ کوفی مکار غدار بیوفا پر جفا ہین تیرے باپ اور بھائی کے ساتھ کیا کیا برائیان اور بیوفائیان
کی ہین کہ سب تجھپر روشن ہین حضرت امام حسین نے فرمایا اے فرزند عم بکمال شفقت فرمائی تو نے اور حق نصیحت
کا بجا لایا تو اور جو کہ محبت اور خلوص تیرا میرے ساتھ ہی خوب مجھے معلوم ہے حق تعالی تجھکو جزاے خیر دیوے
لیکن چونکہ قریب ڈیڑھ سو دو سو خط کے میرے پاس آچکے ہین اور وہ لوگ بظاہر رشد و ہدایت کے
طالب ہین اور مین نے اونسے وعدہ آنے کا کر لیا ہی بس جانا ہی وہان بن آتا ہی ایک روایت یہ ہی کہ آپ نے
فرمایا کہ عزیمت میری کوفہ کو جانے کی مصمم ہوئی کہ یہ کسی طرح موقوف نہین ہو سکتی اور اس سفر مین اسرار
الٰہی در پیش آنے والے ہین کہ مین ہی جانتا ہون عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ خیر زن و فرزند کو
ساتھ مت لیجا آپ نے فرمایا کہ اُنکو کہان چھوڑون اور کسکو سونپون بہتر یہ ہی کہ میرے پاس یہ بھی
ہووین عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ بالفعل مجھکو کچھ ضرورت در پیش ہی کہ مین مدینہ کو جاتا ہون اگر
تو نے کوفہ مین قرار پکڑا تو مین بھی تیری خدمت مین آؤنگا یہ کہکر ابن عباس بے اختیار ہو کے بہت
روئے اور کہا دریغ حسین سے اور ہزار دریغ توقع ہمین کچھ نرہی دیکھا چاہیے کہ حال اوسکا عراق مین کیا
ہوگا روایت ہی عبد اللہ ابن عمر نے بھی بہت فہمائش کی اور کہا ای حسین عداوت اور دشمنی لوگون کی
کہ تیرے ساتھ ہی اور بیوفائی کوفیونکی سب تجھپر روشن ہی اور خلقت نے یزید کے ساتھ بیعت کر لی ہی
ہمین اندیشہ ہی کہ ساتھ طمع مال دنیا کے مکہ کے لوگ بھی تجھسے مخالف ہو جاوینگے اور کوئی نصرت اور
مدد تیری نکریگا اور مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتے تھے حسین قتل کیا جاویگا اور جو کہ
اوسکی مدد نکریگا روز قیامت کے حق تعالی اوسے ذلیل اور خوار کریگا پس مصلحت یہ ہی کہ یزید کی
بیعت قبول کر اور صبر فرما اور ہماری عزیمت اب مدینہ کی طرف ہی تو بھی مدینہ کو تشریف لیچل اگر
اوس پلید سے بیعت کی مرضی نہو تو اپنے گھر مین بیٹھ رہنا اور کسی سے کچھ غرض نرکھنا کہ بلاؤن اسے
تو محفوظ رہے گا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہیہات ہیہات اے ابن عمر دشمن مجھکو کب گھر
مین بیٹھنے دیتے ہین جہان مین ہونگا مجھکو یزید کی بیعت کی تکلیف دینگے اور مین انشاء اللہ تعالے ہرگز
ہرگز نہ مانونگا اور وہ مجھسے در پیش آوینگے جیسے کہ در پیش آوینگے ابن عمر یہ جواب سنکر بہت روئے اور کہا

اور عقبیٰ مین سراسر نعمت اور راحت ہے اور ابن عباس نے کہا کہ قسم خدا کی اگر تیرے سامنے آے حسین ابن علی تلوارین مارون مین اور تیرے دشمنون سے لڑون مین یہان تک کہ میرے دونون ہاتھ قلم ہوجاوین تو بھی تیرے باپ کے ایک حق سے ادا انون مین آتنے او سکے حقوق مجھپر ہین اور اب کہ تو کوفہ کو تشریف لیے جاتا ہے اور مجھکو عزیمت مدینہ کی در پیش ہے دیکھا چاہیے کہ یہ دیدار فرحت آثار کب نصیب ہوتا ہے **قطعہ** تو میروی و من خستہ باز می مانم ٭ در آنکہ بے تو بمانم عجب ہمی مانم ٭ تو باد پای عزیمت بہ باد میرانی ٭ من آب دیدہ گلگون چو آب میرانم ٭ **ابیات** مجھسے ہوتا ہے کیون جدا افسوس ٭ تو چلا مین یہان رہا افسوس ٭ تو روان مثل باد اور دریا چشم سے میری بہ گیا افسوس ٭ اور عبد اللہ ابن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ تو مکہ مین اقامت کر خط اور قاصد اپنے ہر طرف بھیج کر اپنے دوستون کو اپنے پاس جمع کر اور قوت پکڑ پھر یزید کے عامل کو مکہ سے نکال دے اور خلافت اور حکومت کر پس مین بیٹھے ہوئے کہ مقام حرم ہے اور مرجع ہے تمام عالم کا اپنے مطلوب اور مقصود کو پہونچیگا تو اور مین تیرا مددگار اور معاون رہونگا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ مین اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ مکہ مین ایک دنبہ ہوگا کہ او سکے سبب سے کعبہ کی حرمت نرہے گی یعنے ایک شخص ہوگا کہ اوس سے جنگ و قتال کعبہ کے متصل ہوگی اور حالانکہ واسطے حرمت کعبۃ اللہ کے لڑائی اور خونریزی مکہ مین منع ہے پس دوست رکھتا ہون مین اس بات کو کہ وہ دنبہ مین ہون **فائدہ** جاننا چاہیے کہ یہ حدیث ساتھ حال عبد اللہ ابن زبیر کے مطابق ہوئی کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے یزید کی فوج سے اور ابن زبیر سے مین مکہ مین لڑائی ہوئی اور حجر اسود ٹوٹا اور کعبہ معظمہ کے پردے جلے روایت ہے کہ جب خبر حضرت امام حسین علیہ السلام کی روانگی کی مدینہ منورہ مین محمد ابن حنیفہ کو پہونچی اور وہ وضو کرتے تھے اور لگن آگے رکھا ہوا تھا سنکر اتنا روے کہ تمام لگن آنسوؤن سے بھر گیا اور مدینہ مین اور مکہ مین تمام اصحاب اور احباب اس سے غمگین اور حیران اور پریشان ہوئے لیکن دوستون اور ہوا دارون مین قدر قلیل ہی نے آپکا ساتھ دیا اور ہمراہ رکاب شہادت انتساب کے کوفہ کو روانہ ہوے اور اکثر ساتھ نہین گئے اسواسطے کہ اگرچہ اندیشہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے سبکو تھا لیکن یہ یقین تھا کہ جاتے ہی ایسی جلدی نعمت شہادت کی پاوین گے اور کوفی اول ادل ہی بیوفائی اور بیحیائی اپنی ظاہر کرین گے بلکہ یہ بات حضرت مسلم کے خط سے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام آیا تھا سبکو معلوم

ہوگئی تھی کہ اٹھارہ ہزار آدمی نے ساتھ مسلم ابن عقیل کے امیر المومنین حسینؑ کی بیعت کی اور اس قرینہ سے
جانتے تھے کہ روز بروز اور بھی ترقی ہوگی اور حسینؑ ابن علیؑ جبکہ پہونچین گے ہزارہا آدمی دائرہ بیعت
مین داخل ہونگے اور یزید کہ بہت دور ہے یعنے شام کے ملک مین شہر دمشق مین ہے کہ جنگ درپیش آوے
اور کوفی جبکہ مغلوب ہونگے یا طمع مین اوین گے تو اوس وقت موافق عادت اپنی کے بیوفائی کرین گے
ان باتون مین ابھی عرصہ ہے اور اس مدت مین جسکو شامل حال حسین ابن علی علیہم السلام کے ہونا ہے ہوگا
یہ وجہ اس بندہ گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار کے خیال مین گذری ہے واللہ اعلم بالصواب **فصل**
چاہیئے جاننا کہ حضرت امام انام علی النبی وعلیہ السلام نے بتقضاء رضاء ربانی کے کسو کا کہنا نہ مانا اور قصد
سفر کوفہ کا دل مین مصمم ٹھانا اور اپنے ملازمون اور یارون کو جمع کیا اور موافق قدر ہر ایک کے مال و
اسباب دیا اور بیبیون اور بچون کے واسطے محمل اور کجاوے تیار کیے الغرض سب اہل وعیال اپنے ساتھ
لیے اور منگل کے دن ذالحجہ کی تیسری تاریخ یا آٹھوین تاریخ یا نوین تاریخ بحسب اختلاف روایات کے کہ وہ دن شہادت
مسلم ابن عقیل کا تھا مکہ سے بہ قصد سفر کوفہ کے برآمد ہوئے سب یار اور وفادار اور مخلص اور دوستدار
روتے تھے زار زار اور یہ کہتے تھے پکار پکار کر اے شاہزادہ نامدار ابن سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کوفیون کے پاس جانا مصلحت نہین اور اس مین سوائے رنج کے راحت نہین کوفیون کے قول کو وفا
کہان ہے اور انکی وفا کو بقا کہان ہے برائے خدائے پاک یہ قصد اندیشہ ناک موقوف کرو اور آپ
فرماتے تھے اے عزیزو دوستو مبالغہ نکرو اور بہت منع نفرماؤ کہ اس سفر مین بے اختیار ہون اور
تابع امر پروردگار ہون پردہ غیب سے ایک کمند مجھپر ڈالی ہے کہ مین اوسمین گرفتار ہون اور صید مطلب
اپنے کا جویا اور طلب گار ہون **بیت** رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ؛ مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
القصہ امام کونین حضرت امام حسین علیہ السلام منزل بمنزل اور کوچ بکوچ راہ طے کرتے تھے اور تشریف لیجاتے
تھے جبکہ منزل صفاح مین پہونچے فرزدق شاعر کو دیکھا کہ عراق سے آتا ہے اور مکہ کو جاتا ہے آپ نے پوچھا اے
فرزدق عراق کے لوگون کا کیا حال ہے اوس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمیون کے
دل آپ کے ساتھ چسپان ہین اور بنی امیہ کے اوپر اونکی تیغہاے بران ہین اور قضا آسمان سے نازل
ہوتی ہے اور جو بات کہ خدا نے چاہی وہی حاصل ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ سچ کہتا ہے تو اے فرزدق
اور آپ نے فرزدق کو رخصت کیا کہ وہ روانہ کوفہ ... الرمہ مین پہونچے اور وہان سے خط

اپنی روانگی کے احوال کا قیس ابن مسہر کے ہاتھ کوفہ کو بھیجا حصین ابن نمیر نے کہ فوج لیکر ابن زیاد کی طرف سے آیا ہوا تھا اور قادسیہ کے میدان میں مقام رکھتا تھا قیس کو پکڑکر کوفہ کو ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اوس بدنہاد نے اوسکو قلعہ کے اوپر سے خندق مین گروادیا کہ اوس نے درجہ شہادت پایا الغرض ابن زیاد بدنہاد نے خبر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام کی سنکر سپاہ جابجا راہ مین پھیلا رکھی تھی کہ راہ کے سرون کا بندوبست قرار واقعی رہے اور حضرت امام حسین کسی اور طرف نہ چلے جاوین القصہ جبکہ آپ منزل زرود مین پہونچے وہان ایک خیمہ نظر پڑا پوچھا کہ یہ خیمہ کس کا ہی کہا زہیر ابن القین کا ہی کہ مکہ سے آیا ہی اور کوفہ کو جاتا ہی آپنے زہیر کو بلایا اوسنے آنے مین تامل کیا زہیر کی بی بی نے کہا سبحان اللہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند تجھے یاد کرے اور تو اغماض کرتا ہی اس کہنے نے دل مین اوسکے اثر کیا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا بعد ایک لحظہ کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ سے نکلکر اپنے ڈیرے مین آکر کہا کہ میرا خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ کے پاس استادہ کردو اور اپنی بی بی سے کہا کہ مین تجھکو طلاق دیتا ہون کہ تو اپنے بھائی کے ساتھ وطن کو جا اور اپنے بھائی اور سب ساتھ والون سے کہا کہ جسکو شوق شہادت کا ہو میرے پاس رہے اور جسکو خوشی وطن کی ہو مجھسے جدائی اختیار کرے سب ساتھ والے اپنے وطن کو یعنی کوفہ کو چلے گئے اور ایک روایت یہ بھی ہی کہ زہیر کی عورت نے کہا کہ اے مرد مردانہ اور اے صاحب ہمت و فرزانہ تو بیچ خدمت فرزند مرتضی علیہ السلام کے رہنا اور مین بیچ خدمت بیٹیون فاطمہ زہرا علیہا السلام کے رہونگی پس طلاق کیون دیتا ہی اور مجھکو اپنے ساتھ کیون نہین لیتا ہی جب آپ زرود سے روان ہوے ایک شخص کوفہ سے آنے والا راہ مین ملا آپ نے خبر کوفہ کی پوچھی اوس نے کہا مین کوفہ مین ہی تھا کہ حضرت مسلم ابن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کیا آپ نے سنکر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جس وقت کہ آپ کے ساتھ والون نے یہ سنا بعضون نے عرض کی کہ براے خدا اپنے اوپر اور اپنے بال بچون پر رحم کر اور اب وطن کو پھر چل اور کوفہ مین کوئی تیری مدد نکریگا اسمین حضرت مسلم کے بھائی اور بیٹے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے اونھون نے کہا کہ بعد مسلم کے ہمکو زندگانی کی احتیاج نہین اور ہم پھر جانیوالے نہین جب تک کہ اپنا کینہ او ربدلہ نہ لین یا کہ مارے جاوین اور شہید ہوین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے جینے مین بھی نیکی اور بھلائی نہین تمھارے بعد بیت زندگی بہر دیدن یار ست ٭ یار چون نیست زندگی بار ست یعنی بغیر مزہ زندگی کا ہی

ولدار سے * ملاقات سے صحبت یار سے * ہو باغ دنیا مین گر اوس کی بو * گل زندگی ہی برا خار سے * پھر و
کوچ کر کر منزل ذبالہ مین ہونچے کہ خط عمر سعد کا پہونچا اوسمین سب حال حضرت مسلم کی شہادت کا لکھا تھا جب یہ
بتحقیق سبکو معلوم ہوئی اکثر لوگ حضرت امام حسین السلام کے پاس سے اوٹھ گئے اور متفرق ہو گئے سوا
اہل بیت کے اور مخلص یارون کے آپکی خدمت مین کوئی نہین رہا جبکہ آپ منزل قصر بنی مقاتل مین پہو
دیکھا کہ سراپردہ استادہ ہی اور نیزہ زمین مین گڑا ہوا ہی اور گھوڑا بندھا ہوا ہی آپ نے پوچھا کہ یہان
کون اوترا ہوا ہی لوگون نے کہا عبید اللہ ابن حر جعفی ہی سردارون اور بہادرون کوفہ سے آپ نے
اوس سے ملاقات کی اور مدد اور نصرت چاہی اور امیدوار اوسے بہشت کی نعمت اور درجون کا کیا اوسنے
کہا مین اسی واسطے کوفہ سے باہر نکل آیا ہون کہ مین نے دیکھا کہ کوفیون کا اعتقاد خاندان نبوت کی
طرف سے فاسد ہو گیا ہی اور عبید اللہ ابن زیاد سے سب مل گئے ہین واسطے طمع دنیا کے مین نے
کہا ایسا نہو کہ یہ قوم حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرے اور مین اس قوم مین ہون اور ان مین
گنا جاؤن اور اے حسین ابن علی کرم اللہ وجہہ یہان کوئی تیرا مددگار نہین ہی ظن غالب یہ ہی کہ تو قتل کیا
جاویگا اور یہ بھی مین جانتا ہون کہ جو تیری متابعت کریگا خوبی آخرت کی پاویگا لیکن قسم ہی اوس خدا
کی کہ جس نے تیرے دیدار سعادت آثار سے مجھکو شرف اور بزرگی دی کہ میرا نفس موت کو اختیار نہین
کرتا مگر توقع یہ ہی کہ یہ گھوڑی میری ہی اسکو تو قبول فرما کہ نام اسکا ملحقہ ہی اور قسم خدا کی یہ ایسی ہے
کہ جسکے پیچھے مینے اسکو دوڑایا ہی اوسکو وہین جالیا ہی اور اسکے پیچھے گیا ہی تیز رو گھوڑا دوڑایا ہے
اسکو اوس نے نہین پایا ہی اور یہ شمشیر میری بابت تحفہ ہی اسکو بھی قبول فرما آپ نے فرمایا مجھکو کسی کی
طمع نہین ہی مینے تیرے بھلے کیواسطے کہا تھا لکھا ہی کہ بعد واقعہ کربلا کے یہ شخص تمام عمر پچھتاتا رہا اور
روتا رہا اور رغم کھاتا رہا کہ ہاے مین نے کیون نہ مدد حسین علیہ السلام کی کی اور نعمت شہادت کی ہاتھ
سے دی جبکہ آپ منزل عقیق مین پہونچے ایک شخص نے قوم بنی عکرمہ سے آپکی خدمت مین آکر عرض کی
کہ یا حسین علیہ السلام یزید مرید نے آپکی خبر روانگی کوفہ کی سنکر ابن زیاد بدنہاد کو لکھا ہی کہ فوجین راہ
مین پھیلاوے اور رستے اطرافون کے بند کر دے کہ حسین اور کسی طرف کو جلا نجاوے چنانچہ اوس
بدنہاد نے حصین ابن نمیر کو ساتھ لشکر عظیم کے قادسیہ کو بھیجا ہی کہ سپاہ جابجا جنگلون مین راہین گھیرے
ہوئے پڑی ہی اور حر ابن ریاحی کو مع ساٹھ ہزار سوار کے روانہ کیا ہی کہ وہ حسین علیہ السلام کو کوفہ کی

ر گئے ڈیرے سے اپنا ڈیرا کیا ظہر کی نماز حر نے اور اوسکی فوج نے حضرت امام
پھر عصر کی بھی نماز سب نے آپ کے ساتھ پڑھی بعد نماز عصر کے آپ نے خطبہ پڑ
کوفیو میں تمہارا بلایا ہوا یہاں آیا ہوں آپ سے میں کچھ نہیں آیا جبکہ تمہا
زیادہ میرے پاس آئے ہیں اور تمہارا کمال اشتیاق اور خلوص مجھکو ظاہر ہو
پیام کے تب میں ادھر کو آیا ہوں پس اگر تمنے عہد شکنی اور بیوفائی پر کمر باندھ
ہوں اور آپ نے خرجی میں سے بہت سے خط نکال کر دکھائے اور اوس
ے کہ جنہوں نے حضرت امام حسین کو خط لکھے تھے سب لوگ سنکر اور دیکھکر سر نگ
ت میں شرمندہ نتھے بلکہ سیاہی بیحیائی اور بیوفائی کی اون تیرہ دلوں کے دا
یدریاحی نے قسم کھائی کہ مجھکو یہ خبر نہیں اور میں اوس زمرہ میں سے نہیں
ط لکھے ہیں لیکن مجھکو امیر ابن زیاد کا یہ حکم ہے کہ تجھسے جدا نہونگا یہانتک کہ
ے ملاقات نکرلیگا آپ نے فرمایا کہ مجھکو موت قبول ہے اور ملاقات ابن زیاد کی قبو
وج کی لیکر مکہ کیطرف کوچ کیا کہ اسمیں حر اور لشکر اوسکا راہ میں حائل ہوئے ا
ر ہوئے حضرت امام حسین نے کہا کہ اب بغیر جنگ کے چارہ نہیں ہے اور ہاتھ
میان سے کھینچیں کہ حر نے کہا مجھکو لڑائی کی بھی رخصت نہیں ہے اور دونو
صادر ہوئے آخر کو حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر
کہ اور میں اور تو ایسی طرف کو کوچ کرتے ہوئے چلیں کہ نہ وہ راہ مکہ کی ہو او

پہونچے کہ وہان شتر سوار ابن زیاد کا نمودار ہوا اور اوس نے خط ابن زیاد کا حر کو دیا حر نے خط پڑھا
لکھا تھا کہ اے حر جس مقام پر کہ یہ خط ملے تیرے پاس پہونچے اوسی مقام پر حسین کو ٹھہرانا اور آگے پیچھے کہین
جانے نہ دینا اور چاہیے کہ ایسی جگہ اوسکا ڈیرا ہو کہ پانی اور گھاس وہان سے بہت دور ہو اور مینے شتر سوار سے
کہدیا ہے کہ جو عمل حر سے اس مقدمہ مین صادر ہو مجھسے بعینہ بلا تفاوت آکر کہدے حر نے وہ خط پڑھکر
حضرت امام حسین علیہ السلام کو دکھایا اور کہا اے حسین اب یہین مقام کیا چاہیے کہ مین امیر کے حکم سے ناچار ہون
اور نہین تو مین اوسکا تقصیروار ٹھہرونگا آپ نے فرمایا کہ اس مقام کا اور اس زمین کا کیا نام ہے لوگون نے
کہا اس زمین کا نام کربلا ہے آپ نے فرمایا عجیب حالت ہے کہ مین اپنے باپ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے
ساتھ تھا سفر مین کہ جب وہ صفین کو گئے تھے اور اس زمین پر جب گذر ہوا تو فرمایا کہ اس زمین کا
کیا نام ہے لوگون نے اسی طرح سے کہا تھا کہ اس کا نام کربلا ہے اور آپ نے یہ نام سنکر فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے
کہ انکے اونٹ اور بار برداریان یہان کھلین گی اور یہان خون انکے گرائے جاوینگے کسو کی سمجھ مین
نہ آیا کہ آپ کس کے حق مین فرماتے ہین اور کیا کہتے ہین جب آپ سے پوچھا تب آپ نے کہا کہ ارادہ
ازلی حق تعالے کا یون ہے کہ اس زمین مین ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوترین اور مقام
کرین پھر گذرے اون پر جو کہ گذرے اور ایک یہ روایت ہے کہ حضرت شاہ اولیا کچھ کہکر اتنا روئے
کہ ڈاڑھی آپکی سب آنسوونسے تر ہو گئی اور آنکھونسے زمین تک ایک لڑی آنسوونکی بندھ گئی حضرت
امام نے یہ نقل اپنے قبلہ گاہ کی کہکر فرمایا کہ یہین اونٹون کو اوتارو اور یہین خیمہ استادہ کرو **ابیات**
بار بکشایند کاینجا خون ما خواہند ریخت ۔ آبروے ما بخاک کربلا خواہند ریخت ۔ کودکان جعفر طیار را خواہند
کشت ۔ گرد بر رخسار آل مصطفے خواہند ریخت **ابیات** کہا شبیر نے یہ کربلا ہے ۔ یہان کا حال سارا
برملا ہے ۔ یہی آل محمد کا ہے مقتل ۔ بجھے گی یان علی کے گھر کی مشعل ۔ ہمارا حال یان ہوگا پریشان ۔
بدن یہ ہونگے خاک و خون مین غلطان ۔ یہ بیٹے جعفر طیار کے سب ۔ یہان ہون قتل ہے یہ مرضی رب ۔ پڑے
رخسار آل مصطفے پر ۔ غبار و گرد و خاک راہ یکسر ۔ بس اب اونٹون کو اس جاگہ بٹھاؤ ۔ یہین ٹھہرو کہین آگے نجاؤ ۔
کہ ہے یہ کربلا جائے شہادت ۔ سعادت اوسکی جو پائے شہادت ۔ الغرض امام مغموم شہید مظلوم فاطمہ کے دل کے
چین حضرت امام حسین علیہ السلام تن دیکر ساتھ قضائے ربانی کے اور راضی ہوکر ساتھ رضائے سبحانی کے اوس
مقام مین اوترے اور فرمایا کہ یہ مقام کربلا ہے یعنی جگہ کرب کی اور بے چینی کی اور بلا کی ہے اور دوسرے

ون عمر ابن سعد ساتھ جمعیت چار ہزار آدمی جنگی کے کربلا مین واسطے جنگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے آیا
اور مقابل آپکے اوترا اور حقیقت عمر بن سعد کی یہ ہی کہ ابن زیاد نے رے کے پرگنہ کا فرمان اوسکو دیا تھا
اور رے کا والی کیا تھا جبکہ اوسکو حکم دیا کہ تو واسطے جنگ امام حسین کے تیار ہو اور سبقت کر عمر ابن سعد
نے کہا کہ تو مجھکو اس کام سے معذور اور معاف رکھ ابن زیاد نے کہا اچھا مگر تو فرمان رے کا پھیر دے اور رے
کی حکومت سے دست بردار ہو عمر نے کہا مین اپنے دوستون سے مشورہ کر کر اسکا جواب دونگا اوس نے کہا بہتر ہی
عمر نے اپنے گھر آکر اپنے عزیزون سے مشورت کی اوسکے بھانجے نے کہا کہ قسم خدا کی حسین سے لڑنا گناہ عظیم ہے
اور پاس رشتہ داری کا نکرنا یہ دوسرا گناہ ہی اور اوسکے عزیزون مین سے کسی نے کچھ کہا اور کسو نے کچھ کہا آخر کو حب جاہ نے
اوسکو دوزخ کے چاہ مین ڈبویا اور رے کی محبت نے اوسکا دین و ایمان کھویا اور ساتھ چار ہزار سوار کے
واسطے قتال سرور ستودہ خصال کے تیار ہوکر مقابل آیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ
ای حسین تو کس ارادہ سے یہان آیا ہی آپ نے مفصل احوال اپنے آنیکا کہلا بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اب جو کوفیون کی بیوفائی
اور جفا کاری مجھکو معلوم ہوئی میرا ارادہ یہ ہی کہ وطن کو چلا جاؤن حر نے مجھے جانے ندیا اب تو کہ میرا قرابتی ہی
قرابت کا لحاظ کر کر مجھکو اجازت دے کہ مین اپنے وطن کو جاؤن عمر سعد نے جواب سنکر کہا الحمد للہ امید ہے
مجھے کہ مجھمین اور حسین مین جنگ نہوگی اور عمر سعد نے ابن زیاد کو یہ احوال لکھا اوس بد نہاد نے لکھا کہ تو
حسین سے کہہ کہ بیعت یزید کی قبول کرے پس اگر حسین نے اور اوسکے ساتھ والون نے بیعت یزید کی قبول کی
تو مجھکو لکھیو اور منتظر میرے حکم کا رہیو کہ پھر میرا حکم کیا صادر ہوتا ہی عمر سعد نے وہ خط پڑھکر کہا کہ مین نے جانا کہ
ابن زیاد خیر و عافیت نہین چاہتا یعنی فتنہ اور فساد کو چاہتا ہی اور خط حضرت امام حسین کی خدمت مین بھیجا آپ نے
فرمایا کہ مجھکو بیعت یزید کی ہرگز قبول نہین ہی یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اوس بد نہاد نے غصہ مین آکر حصین
ابن نمیر اور حجاز ابن الحجر اور شبیب بن ربعی اور شمر ذی الجوشن کو ساتھ فوج سوار و پیادہ کے واسطے
مدد عمر سعد کے بھیجا ہر چند کہ ابن زیاد جماعت کثیر کو حضرت کے مقابلہ مین بھیجتا تھا لیکن اکثر لوگ اس
بات کو برا اور مکروہ جانکر پھر آتے تھے آخر کو ابن زیاد نے اونہین سے ایک شخص کو پکڑ کر گردن مارا پھر
یہ بیرحمی اوسکی دیکھکر مارے خوف کے کوئی نہ پھرتا تھا اور کربلا کو لوگ جوق جوق واسطے مقابلہ اور
مقاتلہ حسین ابن علی کے چلے جاتے تھے بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے
ہمراہیون کو جمع کر کر فرمایا کہ اے عزیزو مین نے تمکو برضا و خوشی اجازت اور رخصت دی ہمسان

تمھارا جی چاہے چلے جاؤ اور اپنی جان و مال کو بچاؤ اور مجھکو یہ امر درپیش آیا ہے میں ہوں اور یہ امر ہے سب یاروں نے اور وفاداروں نے زبان اخلاص کی کھولی اور ساتھ صدق نیت کے اور حسن طبیعت کے عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار جان ہماری تیرے خاک قدم پہ فدا ہو جیو کہ تو سپہر ولایت کا ماہ ہے اور مسند امامت کا شاہ ہے آپکے دن جو تجھ سے منھ پھیرے وہ کل کو حشر کے دن کس طرح اور کن آنکھوں سے تیرا دیدار دیکھے **قطعہ** اے قبلۂ ہر مقبل آمد رویت ٭ روی ہمہ مقبلان عالم سویت ٭ امروز کسی کہ از تو گرداند روے ٭ فردا بکدام دیدہ بیند رویت ٭ **قطعہ** ترا رخ صاحب ایمان کا قبلہ ہے ہمہ بلاشک مقبلونکی جان کا قبلہ ٭ سبھونکا رخ ترے رخ کی طرف ہے ٭ تجھی سے قبلۂ عالم شرف ہے ٭ یہاں تجھسے جو کوئی منھ کو پھیرے ٭ وہاں کس آنکھ سے دیدار دیکھے ٭ اے گلستان روضۂ رسالت اور اے یاسمن گلشن جلالت ہمکو بوستان وصال سے ساتھ خارستان فراق کے حوالہ مت کر اگرچہ تمام عالم گل و گلزار ہے لیکن ہمارے نزدیک تیرے خار عشق کے روبرو سب خار ہے **قطعہ** با خار غم عشقت آویختہ در دامن ٭ کوتہ نظری باشد رفتن بگلستانہا ٭ گر در طلبت ما را رنجے برسد غم نیست ٭ چون عشق حرم باشد سہل است بیابانہا ٭ **قطعہ** خار غم آپکا جس وقت سے دامان سے لگا ٭ پھر نہ اوس روز سے دل اپنا گلستان سے لگا ٭ گل عشق آپکا جس روز سے ہے طرۂ سر ٭ تب سے جی خار مغیلان بیابان سے لگا **فرد** گر تو صد بار دامن افشانی ٭ نگذاریم دامن تو ز دست ٭ **فرد** جو تو چاہے کہ دامن کو چھڑا وے ٭ نچھوڑیں گے رہے جان یا کہ جاوے ٭ **فرد** دامن دولت جاوید و گریبان امید حیف باشد کہ بگیرند و دگر بگذارند ٭ **فرد** ترا دامن پکڑ کر چھوڑ دینا ٭ گنہ یہ بس نہیں ہے سر پہ لینا ٭ دوست وفادار یہ کہتے تھے اور روتے تھے اور آپ بھی روتے تھے اور اونکے حق میں دعاء خیر کرتے تھے **فائدہ** نقل ہے کہ کربلا کے قریب قبیلہ بنی اسد کا تھا اونکے پاس ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے گیا اور کہا کہ حسین ابن فاطمہ زہرا اس طرح سے کربلا میں گھرا ہوا ہے اوس قبیلہ کے لوگوں نے موجب اپنی سعادت کا اور باعث نجات کا سمجھکر حضرت امام ہمام کی مدد کا ارادہ کیا چنانچہ نود فرد مسلح اور مکمل ہو کر وہان سے کربلا کو متوجہ ہوئے عمر سعد نے یہ خبر سنکر چار ہزار سوار اونکے مقابلہ میں بھیجے اور راہ میں لڑائی ہوئی چونکہ وہ لوگ بہت قلیل تھے اکثر مارے گئے اور باقی پراگندہ ہو کر شکست کھا گئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ حال سنکر بہت حسرت اور افسوس کیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ اون دنوں میں ایک رات کو حضرت

امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے ملاقات کی اور طرح طرح سے فہمایش کی اور عذاب دوزخ سے ڈرایا
اور نعمت بہشت کا امیدوار کیا اوس نے کہا کہ مین نقد کو کہ ملک رے کا ہی عوض قرض کے کہ نعمت بہشت کی ہی
ہاتھ سے نہین کھوتا الغرض ابن زیاد نے سنا کہ عمر سعد سے اور حسین ابن علیؑ سے راتون کو مشورت ہوتی ہی اور
حسین کہین کہین اپنے لوگون کو بھیجکر مدد بلاتا ہی یہ سنکر بہت غضب مین اور غصہ مین آیا روایت ہی کہ ابن زیاد
نے عمر سعد کو لکھا کہ آب فرات کا بندوبست قرار واقعی کر تو حسین اور ہمراہی اوسکے بالکل پانی نہ پاوین
عمر ابن سعد نے پانسو سوار فرات پر تعینات کیے کہ حسین علیہ السلام کے لشکر مین پانی جانے نہ پاوے
لکھتے ہین کہ تین دن پانی پسر ساقی کوثر کو اور اونکی مستورات اور بچون کو نہین ملا روز شہادت سے
پہلے روایت ہی کہ جب تشنگی کا غلبہ ہوا پسر ساقی کوثر پر اور سب بال بچون پر حضرت عباسؑ ابن علی ساتھ
تیس سوار اور بیس پیادون کے دریا ہے فرات پر پہونچے اور درمیان عباسؑ کے اور فوج عمر سعد کی لڑائی
ہوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ غالب آئی اور تیس سوار پانسو سوار سے لڑتے رہے اور پیادے مشکین
بھر کر حضرت امام ہمام کے لشکر مین لے پہونچے کہ چلو چلو پانی لوگون کو پہونچا اور لب خشک ذرا تر ہوئے
روایت ہی کہ حضرت امام حسینؑ نے عمر سعد سے کہلا بھیجا کہ تو تین باتون مین سے ایک بات اختیار کر اول یہ
کہ مجھکو وطن کو جانے دے اور جو یہ نہین مانتا تو مجھکو کسی اور طرف جانے دے کہ ملک خدا کا وسیع ہی کسی طرف
کو مین چلا جاؤن اور جو یہ بھی نہین مانتا تو مجھے یزید کے پاس جانے دے کہ جو میرا اور اوسکا معاملہ ہوتا ہی
ہو رہیگا عمر سعد نے یہ باتین سنکر پسند کین اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ حسینؑ ابن علی یون کہتا ہی اور یہ باتین
نامناسب نہین اور اسمین امت کی خیر اور صلاح ہی ابن زیاد نامراد نے عمر سعد کو لکھا کہ مین نے تجھکو مقابلہ حسین کے
اسواسطے نہین بھیجا ہی کہ تو اوس سے مصلحت کرے اور مدارا کرے اور مجھسے اوسکی سفارش کرے اگر حسین میرا
حکم مانے اور یزید کی بیعت قبول کرے تو تو کوفہ مین اوسکو لے آ اور نہین تو اوسکو قتل کر اور اوسکے پیٹ اور
سینہ کو گھوڑونکے سمون سے مضمحل کر اگر تو یہ قبول کرتا ہی تو فبہا ورنہ مین پرگنہ رے کا شمر کو دونگا اور تیرا منصب
موقوف کرونگا پس تجھے چاہیے کہ جلد اوسکا کام تمام کر اور اس مقدمہ مین نہ صبح و شام کر عمر سعد نے رے کی
طمع مین قتل کرنا حضرت امام حسینؑ کا دل مین ٹھان لیا اگرچہ اپنا دوزخی ہونا جان لیا اور جلد جلد اسباب قتال
و جدال کا تیار اور مہیا کر کر نوین تاریخ محرم کی چاہا کہ قتال اور جنگ کر کر فیصلہ کرے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا
کہ آج جمعہ کی اور عاشور کی رات ہی مین چاہتا ہون کہ اس رات مین بیچ طاعت اور عبادت حق تعالی کے

مشغول رہیوں اور میرے ورد اور وظائف اس رات کے موقوف نہو وین پس صبح کو جنگ اور قتال کی
ٹھہراؤ اور آجکی رات اس حرکت سے باز آؤ اگرچہ شمر ذی الجوشن وغیرہ نے انکار کیا اور کہا کہ تمکو امان اور مہلت
ایک لحظہ کی نہین لیکن عمر و سعد نے ساتھ مشورہ ہمراہیون کے مہلت دی اور جنگ و جدال کو نوین تاریخ موقوف
رکھا ایک شاعر نے شمر وغیرہ کے حق مین خوب کہا ہی **قطعہ** شما بس سخت رو و سست دین اید ٭ چو شیطان
لعین با کبر و کین اید ٭ ز مردم نیز آزرمی ندارید ٭ ز حق سبحانہ شرمی ندارید ٭ با ینہا اہل بیت مصطفی اند ٭
بصد کرب و بلا در کربلا اند ٭ **ابیات** بہت تم سخت رو اور سست دین ہو ٭ نہ آدم بلکہ شیطان لعین ہو ٭
نہ خلقت سے تمہین شرم و حیا ہی ٭ تمہارے دل مین نہ خوف خدا ہی ٭ نہین تم جانتے آل عبا کو ٭ نہین پہچانتے
تم مصطفے کو ٭ ارے یہ آل فخر دو سرا ہین ٭ مصیبت مین بصد کرب و بلا ہین ٭ روایت ہی کہ نوین تاریخ
بعد دوپہر کے حضرت امام حسین نے ایک خواب دیکھا اور اپنی بہن زینب سے کہ سرہانے بیٹھین تھین
کہا کہ اے ہمشیرہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے حسین تو اب ہمارے
پاس آنے والا ہی حضرت زینب سنکر رونے لگین اور بے اختیاری کے عالم مین اپنا برا حال کرنے لگین
کہ آپنے اونکی بہت تسلی کی اور تسکین فرمائی اور اوس دن حضرت امیر المومنین امام المسلمین عاشق زار ذات کبریا
حسین ابن علی مرتضی نے اپنے یارون اور بھائیون اور بھتیجون اور بھانجون کو جمع کرکر فرمایا کہ حمد و شکر خدا تعالی
کا ہے حالت وسعت مین اور حالت مصیبت اور محنت مین اے عزیزو مین نے جان لیا کہ میرے یارون سے
وفادار کوئی دنیا مین نہین اور میرے رشتہ دارون سے مہربان اور نیکوکار دنیا مین نہین پس حق تعالی تمکو جزائے
خیر دیوے کہ تمنے میرا ساتھ خوب نبھایا لیکن اب مین رشتہ بیعت کا تمہاری گردنون مین سے نکالتا ہون
اور تمکو آزاد کرتا ہون اور ساتھ رضا اور رغبت کے کہتا ہون کہ تم اپنی اپنی مستورات و بیبیون کا ہاتھ پکڑ پکڑ
چلے جاؤ تو محنت سے رہائی پاؤ اور شدت سے فرح اور خوشی حاصل کرو اور مخالف مجھکو جو حاضر نہ پاوینگے تمسے
مزاحمت اور تمہاری جستجو نہ کرینگے **فرد** من شدم غرقہ گرداب غم آن بہ کہ شما ٭ کشتی خود بسلامت
سوی ساحل رانید ٭ **فرد** مین ہوا گرداب غم مین غرق یاران مت آؤ تم ٭ اپنی کشتی کو کنارے
پر کہین لیجاؤ تم ٭ سب یارون اور بھائیون اور فرزندون نے عرض کی کہ ہم اپنا جینا بعد آپ کے مرنے
کے نہین چاہتے اور آپکو چھوڑکر ہم کہان جاتے ہین یہ ہرگز نہوگا مسلم ابن عوسجہ اسدی نے کہا جبتک
کہ جان بدن مین ہی اور رمق تن مین ہی اور شمشیر اور نیزہ ہاتھ مین ہی اور طاقت و قدرت ذات مین ہی

اشقیا و اعدائے دین سے اور دشمنان قرۃ العین رسول رب العالمین سے مقابلہ اور جنگ کرونگا اور باز نہ رہونگا یہانتک کہ زمانہ اجل کا آپہونچے فرد بقیامت برم آن عہد کہ بستم با تو بتا نگوئی کہ دران روز وفا بیت بنود ٭ فرد تا قیامت یہ رہیگا عہد و پیمان استوار ٭ تا نہ مجھکو بے وفا کہنے لگیں اوس روز یار ٭ جب دیکھا حضرت امام حسین نے کہ سب فرزند سعادت مند اور سب برادر غمخوار اور سب یار وفادار بیچ راہ وفاداری کے ثابت قدم اور راسخ دم ہین تب فرمایا آپنے کہ خیمے پاس پاس کھڑے کرو اور تین طرف لشکرگاہ کے خندق کھودوا اور خندق کو لکڑی اور کوڑے سے بھردو اور ایک طرف واسطے لڑائی کے صاف رکھو کہ اودھر سے جانے آنے کی میدان مین راہ رہے بموجب حکم عالی کے سب بھوکون پیاسون نے ملکر خیمے متصل کیے اور خندق تیار کی اور یہ تجویز ٹھہرائی کہ بوقت جنگ کے اس خندق مین آگ لگادین تو یہ قوم ستمگار نابکار خیمون کے جانب اور مستورات کی طرف آنے نپاوینگے فائدہ جاننا چاہیے کہ کہتے ہین دوسری تاریخ محرم کی حضرت امام حسین مقام کربلا مین پہونچے اور ساتوین تاریخ سے مخالفون نے پانی بند کیا تین دن پانی بند رکھا اور دسوین تاریخ شہادت ہوئی اور بعضے لکھتے ہین کہ آٹھوین تاریخ محرم کی مقام کربلا مین پہونچے اور اوسی دن پانی بند کیا اور فوج مخالفون کی بیس بائیس ہزار پیادہ و سوار تھی اور حضرت امام حسین کے ساتھ کل بہتر آدمی لڑنے والے تھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ اسّی اور کئی آدمی تھے حسین ابن علی کے ساتھ فصل چاہیے جاننا کہ نوین تاریخ جبکہ دن گذرا اور مہر غریب نے بیچ ماتم خانہ غروب کے مقام پکڑا اور شب شکفام نے لباس سیہ بیچ ماتم خاندان رسول اللہ صلعم کے پہنا اور شفق نے خون دیدہ اوپر دامن سپہر کے گرایا اور عرصۂ زمین نے گرد و غبار کو اپنے سر پر اوڑایا فرد دود ظلام روی زمین را سیاہ کرد ٭ مہ روی خویش را بجز اشش تباہ کرد فرد و غبار گرد نے روی زمین سیاہ کیا ٭ رخ اپنا ماہ نے تل خاک بیس تباہ کیا ٭ یعنی کہ آفتاب غروب ہوا اور رات ہوئی حسین ابن علی اور سب اہل بیت نبی اور سب یار اور دوستدار تمام شب از روی نیاز کے بیچ درگاہ خداے کارساز کے بھوکے اور پیاسے ساتھ ذکر الٰہی کے اور درود رسالت پناہی کے اور بیچ طاعت اور عبادت کے اور استغفار اور انابت کے مشغول رہے اور سلاح جنگ و جدال کے اور ہتیار لڑائی اور قتال کے بناتے اور سنوارتے رہے اور شوق و ذوق کر اور رنج و درد فوق مافوق سے روتی دھوتے رہے فرد اشک چشم تا بماہی رفت و آہم تا بماہ ٭ ماہ ماہی را باشک و آہ بیگریم گواہ فرد اشک تا ہفتم زمین اور چرخ تک ہو پہنچے ہے آہ ہد

ماہی و مہ اشک و آہ اپنی کے رکھتا ہون گواہ ٭ روایت ہی کہ بریر ابن حضیر ہمدانی حضرت امام حسین کے
یارون مین سے کہ بڑا عابد و زاہد اور متقی تھا بصلاح حضرت امام ہمام کے رات کو عمر سعد کے پاس گیا اور
اوسکو سلام نہ کہا اور بیٹھ گئے عمر نے کہا غصہ ہوکر تو نے مجھکو جو سلام نہ کیا مین کیا مسلمان نہین ہون
اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مین نہین پہچانتا ہون بریر نے کہا قتل کرنا ساتھ فرزند رسول اللہ
صلعم کا اور منع کرنا پانی کا اوسکے اہل بیت سے یہ خاک ایمان ہی تیری لشکر کے جانور اور کتے فرات پر جاکر
پانی پیوین اور حسین اور اوسکے بال بچے ایک قطرے کو ترسین پس تجھکو ہرگز بہرہ اسلام اور مسلمانی سے
نہین ہی اور تجھسا سیاہ دل اور بے رحم کوئی مین نے نہین دیکھا عمر سعد نے سنکر سر نیچے ڈالا اور ایک لحظہ
خاموش رہا پھر سر اوٹھا کر کہا کہ اے بریر جو کو کہتا ہی حق اور راست ہی مجھکو بھی یقین ہی کہ جو حسین سے
لڑیگا مقام اوسکا دوزخ مین ہوگا لیکن ملک رے کے چھوڑنے کو دل میرا نہین چاہتا اور طمع ملک
و جاہ نے اور شوکت فوج و سپاہ نے اوس شخص کا دل سیاہ کر دیا ہی بعضے راویون نے لکھا ہی کہ عاشورے کی
رات کو قریب صبح کے آسمان سے آواز آئی کہ اے لشکر خدا کے تیار ہو کہ وقت کارزار آیا اور اوٹھو اور
خبردار ہو کہ وقت رحلت کا ساتھ دار القرار کے آیا ہمشیرہ امام حسین کی کہ ام کلثوم نام ہی جوشان و خروشان
مانند بیہوشون کے بیچ خدمت امام ہمام کے آئین اور کہا اے بھائی تم نے یہ آواز سنی آپنے فرمایا کہ سنی ابھی مجھ پر
غنودگی سی آگئی تھی کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ کئی سگ ہین کہ مجھپر حملہ کرتے ہین اور اونمین ایک کتا
خارشتی ہی کہ وہ بہت بھونکتا ہی اور میرے نزدیک آتا ہی مجھکو گمان یہ ہی کہ قتل کرنے والا میرا ابرص سے
یعنی اوسکو بدن کی سفیدی کا مرض ہی اور ساتھ اس خواب کے مین نے اپنے نانا پیغمبر خدا صلعم کو دیکھا
کہ فرماتے ہین کہ اے فرزند تیری روح پاک کے استقبال کیواسطے ساکن عالم بقا کے اور مقرب ملاء اعلے
آئے ہین اور ساتھ مرتبہ اور درجہ تیرے کے اشارت اور بشارت کرتے ہین تو بھی سعی اور کوشش کر کہ
آجکی رات روزہ میرے پاس آکر افطار کر اور توقف روا مت رکھ ام کلثوم یہ سنکر زار زار بے اختیار
رونے لگین آپنے فرمایا کہ اے ہمشیرہ صبر کر اور اہل بیت میرے کو بلا کہ تا سب کو وداع کرون مین اور
رخصت ہون مین **ابیات** الوداع اے دوستان کہین دم سفر خواہیم کرد ٭ مسکن اصلی خود جائے
دگر خواہیم کرد ٭ ما بابرادہیم چون یوسف درین زندان اسیر ٭ مصر عزت را ازین آسا سفر خواہیم کرد
حاصل دنیا متاعی نیست کان را قیمتی ست ٭ زوج صاحب ہمتان قطع نظر خواہیم کرد ٭ ما ازین جا

شاد و خرم میروم از بہر آنکہ ؛ منزل اندر بقعۂ زین خوبتر خواہیم کرد ؛ ہر کرا عزم تماشای ریاضی خلد ہست ٭ کو مہیا شو کہ ما زینجا سفر خواہیم کرد ؛ **ابیات** رخصت اے دوست کہ ہم یہانسے سفر کرتے ہین ؛ اپنے رہنے کی جگہہ جاے دگر کرتے ہین ؛ مثل یوسف تھے جو ہم قید مین دنیا کے اسیر ؛ چھوڑ یہ مصر فراغت مین گذر کرتے ہین ؛ رخت دنیا کو جو دیکھا تو ہے وہ بے قیمت ؛ اسکے اسباب سے اب قطع نظر کرتے ہین ؛ اسلیئے خوش ہین کہ وہ گھر ہے یہانسے بہتر ؛ کوچ اب جلد ہم اسجاسے ادھر کرتے ہین ؛ چاہیے ساتھ ہو وہ جو کہ ہے جویاے **وصال** ؛ لوگ وہ رہوین جو مرنے سے خدر کرتے ہین ؛ پس نزدیک آپکے شہر بانو اور اولاد امجاد اور دونون بہنین زینب اور کلثوم اور اہل بیت سب جمع ہوئے اور آپنے نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور سبکو گلے لگایا اور روئی اور شہر بانو سے کہا اے یار وفادار اور اے دوست غمخوار اے رفیق دیرینہ اور اے سرور سینہ صبر کیجیو اور سر اپنا قعد مین نہ کھولیو اور نوحہ نہ کیجیو اور منھ اور سینہ نہ پیٹیو خروش اور فغان اہل بیت سے اوٹھی اور قیامت خیمون مین برپا ہوئی کشتی صبر و سکون کی پیچ گرداب اضطراب کے پڑی اور سیل غم و الم کی دروازہ دل پہ اٹری دریا اشک کا دیدہ تر سے جاری تھا اور اوسمین شور آہ و زاری تھا **قطعہ** موج زن می بینم از ہر دیدہ طوفان غمی ؛ میرسد در گوشم از ہر لب صداے ماتمی ؛ اہل عالم را نمیدانم چہ کار افتادہ است ؛ اینقدر دانم کہ درہم رفت کار عالمی ؛ **قطعہ** اشک کا دریا ہر ایک کی چشم سے جاری ہوا ؛ کربلا مین آہ شور و نالہ و زاری ہوا ؛ اہل عالم کا عجب عالم ہوا ہر خرد ٭ کہہ رہا تھا کار یہ ہم سب پر بھاری ہوا ؛ بیبیان کہتی تھین کہ اے یادگار خاندان نبوت اور اے گل گلزار دودمان رسالت تیرے بعد ہمارا کون محرم ہوگا اور ہمارے زخم غم پر کون راحت کا مرہم رکھیگا **فرد** فریاد از ان روز کہ با بے تو بمانیم ؛ در آرزوے عمر بحسرت گذرانیم **فرد** دریغ تیری جدائی مین صبح و شام کروں ؛ یہ عمر آرزوے وصل مین تمام کروں ؛ الغرض وداع اور رخصت آپسمین ہو رہی تھی کہ صبح سر برہنہ نے پردہ سپہر کبود پوش سے منھ اپنا نکالا اور خورشید خنجر گذار ہیبت اوس واقعہ عظمی سے لرزان اوپر بام نیلی حصار کے نمودار ہوا یعنی صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اور حضرت امام زمان فخر زمین و آسمان قبلہ ارباب ہدی کعبہ اصحاب تقی مفخر کونین حضرت امام حسین ساتھ اپنے یارون اور دوستدارونکے صبح کی نماز تیمم سے پڑھکر بیچ یاد معشوق حقیقی اور محبوب تحقیقی کے قبلہ رخ بیٹھے تھے کہ آواز نقارہ حربی کی اور صداے نائے رزمی کی لشکر مخالف سے آئی

نمودار ہوئی اور نشان میدان مین کھڑے کردیے اور آواز ہل من مبارز کی بلند ہوئی یعنی ہے کوئی جنگ کرنیوالا
کہ میدان مین آوے حضرت شاہزادہ حسین خیمہ کے اندر تشریف لائے اور عمامہ پیغمبر خدا عزو علا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک
سر پر رکھا اور زرہ تن مین پہنی اور شمشیر یمانی حمائل کی اور خیمہ سے برآمد ہوکر اسپ بادپا پر سوار ہوئے اور طرف
میدان کے رونق افزا ہوے سپاہ امام ہمام نے فوج عمر و سعد بد انجام کی دیکھی کہ پرے کے پرے ساتھ برگ و نوا
اور زرق و برق کے چلی آتی ہے بس یہ بھی دریای عشق حسین مین موجین مارتے ہوے کمر جان شیرین کو ساتھ پٹکون
خدمتگاری کے یقین کی ہاتھ سے باندھکر میدان مین آئے عمر سعد ذی قعبلہ نے لشکر کا اسطرح سے کیا کہ میمنہ یعنی سون کو
یعنی داہنی طرف کو بیچ عہدہ عمر ابن حجاج کے اور میسرہ نا سرہ کو یعنی بائین طرف کو بیچ عہدہ شمر ذی الجوشن کے
سپرد کیا اور علم اپنے غلام کو دیا کہ نام اوسکا زید ہے اور حکم دیا کہ سوار عزرہ ابن قیس کے فرمان بردار رہین اور پیادہ
شیث بن ربعی کے تابع حکم کے رہین اور حضرت امام حسین ذی رتبہ فوج مین کہ موافق ایک روایت کی بتیس سوار
اور چالیس پیادے تھے سوای حضرت امام کے اسطرح انتظام کیا کہ داہنی طرف لشکر کے زہیر ابن القین کے سپرد کی
اور بائین طرف حبیب ابن مظہر کو دی اور علم اپنے بھائی عباس ابن علی کو عنایت فرمایا جبکہ صفین دونون
طرف کی آراستہ ہوئین اور حضرت امام حسین کے دلاورون اور بہادرون نے نقد جان کو کف کفایت اور دست
عنایت پر رکھ دیا گویا کہ ہاتف غیبی سے اور عالم لاریبی سے اونکے گوش ہوش مین یہ ندا پہونچی + **ابیات**
روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ تا شود مرد عرصہ در میدان تنگ ٭ بر سپ تنگ
باید کرد ٭ شکم ماہ و پشت ماہی را ٭ رشک شمشیر رنگ باید کرد ٭ اندرین بحر غوطہ باید خورد ٭ جا بکام نہنگ باید کرد ٭
رزم با این سگان روبہ باز ٭ ہمچو شیر و پلنگ باید کرد ٭ **ابیات** آج ہے روز جنگ جنگ کرو ٭ پاس نام و س
و پاس ننگ کرو ٭ صفحہ دشت کربلا پر تم ٭ ہان شجاعون کے خون سے رنگ کرو ٭ چست و چالاک اور دلیر رہو ٭ اپنے گھوڑونکے
تنگ تناک کرو ٭ ہین عدو بیشمار تم تھوڑے ٭ پر شجاعت سے بس بہ تنگ کرو ٭ آب شہادت کے بحر مین غوطہ ٭ کھاؤ یاں سو
مت درنگ کرو ٭ ہین یہ روشک سگان روبہ مزاج ٭ جنگ تم انسے جون پلنگ کرو ٭ جان کا شیشہ گرچہ ہے نازک ٭
ورنہ اس رو مین خوف سنگ کرو ٭ عشق پر و ردگار ہے تمکو ٭ اوسکے ملنے کی بس امنگ کرو ٭ جان دو شوق سے جو یاد وصال
دلمین فرحت خوشی و رنگ کرو ٭ اس اثنا مین حضرت امام حسین مخالفون کی فوج کیطرف تشریف لائے اور باواز بلند فرمایا
کہ اہل عراق تمکو قسم خدا کی کہ تم یہ جانتے ہو کہ مین نواسا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا کا اور قرۃ العین
علی مرتضیٰ کا ... حمزہ سید الشہدا ... حسین ...

صدق اور راست ہے آپنے فرمایا جو تم مجھکو سچا اور ایسا جانتے ہو پس کس طرح سے قتل کرنا میرا دوست
سمجھتے ہو اور رودہ پانی کہ یہود اور نصارا اور جانور اور سگ اور خنزیر پیتے ہین مجھسے بند کرتے ہو کہ جان
میری اور اہل بیت میرے کی مارے تشنگی کے ہلاکت کو پہونچی ہے اور مین تمھارا بلایا ہوا آیا ہون اور
پھر پکار کر کہا آپنے کہ اے عمر سعد اور اے عمر ابن حجاج اور اے شبث بن ربیعی اور اے فلان فلان
تمنے مجھکو خط اور ایلچی بھیج کر بلوایا اور آج میرے مقابل قتال کے واسطے آئے ہو یہ کیا حرکت ہے اونھون نے
خطون کے بھیجنے سے انکار کیا کہ ہمکو خبر بھی نہین آپنے اون کے خط منگا کر دکھا دیے وہ جیا مرا پا خطا کہنے لگا
کہ ہمنے بیوقوفی اور بے عقلی سے لکھے تھے آپنے فرمایا کہ تم خدا اور رسول خدا سے شرم کرو اور روز قیامت سے
اور ظلمات جہنم سے ڈرو **فرد** فریاد از ان زمان کہ بلرزد ستون عرش ❊ از ہول واے واے شہیدان
کربلا فرو لرزیگا عرش روز قیامت کو جبکہ آہ ❊ کہوینگے واے واے شہیدان کربلا ❊ بعد اسکے آپنے
فرمایا کہ الحمد للہ حجت میری تم پر تمام ہوئی اور تمکو مجھپر حجت کچھ نہین ہے اور جو کہ حق ارشاد اور نصیحت کا تھا مین
بجا لایا عمر سعد نے کہا اے حسین یہ باتین اب کام نہین آتی ہین یا یزید کی بیعت قبول کر یا اپنی ہلاکت
اوس مردود نے یہ کہکر تیر کمان مین رکھکر حضرت امام حسین کی طرف پھینکا اور کہا کہ اہل کوفہ گواہ رہنا
کہ پہلے سب سے مین نے لشکر حسین پر تیر مارا ہے اور یہ گواہی امیر جیش کے آگے یعنی ابن زیاد کے
حضور مین دینا سبحان اللہ عجب شان الٰہی ہے کہ حضرت سعد وقاص کا تیر حضرت پیغمبر صلعم کے روبرو پہلا پہل
کافرون کی فوج پر چلا تھا اور اونکے فرزند ناپسند کا تیر پہلا پہل حضرت حسین کی فوج پر پڑا بعد اسکے حضرت
امام حسین باگ گھوڑے کی اودھر سے پھیر کر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور خلعت صبر و رضا کا کہ واصبر وا
ما صبرک الا باللہ و ان اللہ مع الصابرین اوپر قامت استقامت کے آراستہ کیا اور دل جلالت
منزل کو اوپر محاربہ اور جنگ مخالفون کے رکھا اور اپنے ملازمون سے فرمایا کہ خندق مین آگ لگادو
تو کوئی بدذات اور بدصفات خیمون کی طرف اور مستورات کیطرف نہ جانے پاوے بموجب حکم عالی کے
خندق مین آگ دیدی اودھر آتش خندق شعلہ زن تھی اور ادھر نائرہ قتال کا اشتعال مین تھا
کا اتنے مین مالک بن عروہ گھوڑا دوڑا کر حضرت امام حسین کی فوج کے روبرو آیا اور اوسنے پکار کر کہا
لیکن اوس مردود ملعون نے وہ کہا کہ اوسکے لکھنے کو جی نہین چاہتا مگر چونکہ نقل کفر کفر نہین ہوتی
لکھا جاتا ہے کہ اوسنے یون چھک مارا کہ اے حسین آخرت کی آگ سے پہلے تونے اپنے مین یہ آگ لگائی حضرت

امام نے فرمایا جھوٹا ہی تو اے دشمن خدا کے تجھے یہ گمان ہی کہ مین دوزخ مین جاونگا اور تو بہشت مین مسلم ابن عوسجہ نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر فرمائیے تو ایک تیر اس مردود کے منھ پر مارون آپ نے فرمایا اے مسلم مین نہین چاہتا کہ پیش دستی اور پہل ہماری طرف سے ہووے لڑائی مین اور تو قدرت خدا کی دیکھ کہ کیا ہوتا ہی یہ فرما کر آپنے رو بقبلہ ہو کر کہا الٰہی کھینچ تو اوسکو طرف آگ کے اور آتش دوزخ سے پہلے اسکو چاشنی دنیا کی آگ کی بھی چکھا دے کہ اسمین پانون اوس مردود دوزخی کا رکاب سے نکل گیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گھوڑے نے ادھر ادھر دوڑ کر اوس ناری کو خندق کی آگ مین ڈالدیا اور وہ مردود جلکر مر گیا خروش اور فغان لوگون سے اوٹھی حضرت امام حسین نے سجدہ شکر کا کیا اور پکار کر کہا کہ الٰہی ہم ذریت اور اہل بیت تیرے رسول صلعم کے ہین داد ہماری ان ظالمون سے لیجیو یہ سنکر ابن اشعث نے کہا کہ اے حسین تجھکو ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا قرابت ہی اور خوشی ہی کہ دم بدم لاف اور شیخی مارتا ہی تو بس یہ بات سنکر حضرت امام حسین کو غیرت آئی اور سر نیاز سے بیچ درگاہ کریم کارساز کے دعا کی کہ الٰہی پسر اشعث کا میرا نسب قطع کرتا ہی اور مجھکو تیرے پیغمبر صلعم کا فرزند نہین سمجھتا تو آج ہی اسکی خواری مجھکو دکھا اور رگ جان کی قطع کر ہنوز تیر دعا کا ہدف آسمان پر نہ پہونچا تھا کہ شہباز قضا کا فضا ہے عالم دہر سے دھر جھپٹا اور فی الفور اوس موذی کے پیٹ مین درد اوٹھا اور قضاے حاجت کے واسطے گھوڑے سے نیچے اوتر بیٹھا کہ ایک سیاہ بچھو نے اوسکی ستر مین ڈنگ مارا کہ وہ نجاست مین لوٹتا لوٹتا مر گیا اور جعدہ مزنی نے آگے آنکر کہا اے حسین یہ پانی فرات کا کہ دیکھتا ہی تو موج مار رہا ہی قسم خدا کی کہ تو ایک قطرہ بھی نہ چکھیگا اور تشنگی سے ہلاک ہو گا حضرت امام حسین نے دعا کی کہ الٰہی مار اسکو تشنہ فی الحال گھوڑا اوس مردود کا کودا اور بھاگا اور اوسکو اپنے اوپر سے ڈالدیا کہ وہ مردود گھوڑے کے پیچھے دوڑا یہان تک کہ تشنگی اور پیاس نے اوس پر غلبہ کیا اور العطش کہتا تھا اور بیتاب تھا لوگ اسکے لب آب پر لے گئے مگر اوسکو مارے اضطرابی اور بیقراری کے قدرت پانی پینے کی نہوئی اور اوسی حال مین اوسنے جان دی الغرض اہل عراق اور اہل شام اسقدر تھے سیاہ باطن اور بد انجام کہ ایسی کرامات دیکھتے تھے لیکن ویسی ہی جہالت اور عناد پر استقامت رکھتے تھے قطعہ اشقیا منکر کرامات اند ٭ بر لباس مناکرت مانند ٭ اولیا را چو خویش پندارند ٭ سر باہل فنا فرو نارند قطعہ شقی جو ہین منکر کرامات کے ٭ وہ قائل نہین حق کی آیات کے ٭ نہون معتقد اولیا کے کبھی ٭ گرفتار ہین اپنی ہی بات کے ٭ اور یہ بات ظاہر

ہی کہ اگر مستجاب الدعوات بندہ خاص قاضی الحاجات شاہزادہ کونین قرۃ العین نبی الثقلین جناب امام حسین
اوس قوم بے وفا پر جفا کے واسطے بد دعا کرتے امید قبولیت کی تھی کیا تاب طاقت تھی اوس قوم بیحیا
کی کہ آپکی جناب مین بے ادبی اور گستاخی اور بے اعتنائی کرتی لیکن چونکہ تقدیر ازلی ساتھ معاملہ اہل نبوی کے
باین طور متعلق تھی اور جناب شہادت مآب کو درجہ شہادت عظمی حاصل کرنا تھا پس ہر حال مین راضی
برضا رہی اور تابع تقدیر و قضا رہی اور صبر و سکوت اختیار کی اور نقد جان راہ عشق دوست مین
نثار کی القصہ حضرت امام حسین نے بعد نصیحت اور فہمائش مکرر کے جب دیکھا کہ یہ قوم قاسی القلب ہرگز
جہل اور عناد سے باز نہین آتی اور کجروی چھوڑ کر سیدھی راہ کی طرف نہین جاتی اور یہی کہتی ہی کہ یا یزید کی
بیعت قبول کرو یا ہم سے لڑو تب آپنے ناچار ہو کر فرمایا بہتر جنگ مین نے قبول کی لیکن چاہیے کہ ایک سے
ایک لڑتا جاوے تا معلوم ہووے کہ مرد کون ہی اور نامرد کون ہی اور ہنرمند کون ہی اور بے ہنر کون ہی مخالفون
نے کہا بہتر ہی ہم اسی طرح سے لڑینگے اور عرب کی لڑائی کا یہ طور ہی کہ ایک کے مقابل ایک لڑنے کو آتا ہی
اور معرکہ حرب و قتال مین نام اور لقب اپنا اور فخر اپنی قوم اور قبیلہ کا اور اپنے دلاوری اور بہادری کا
ظاہر کرتا ہی اور اس مضمون کا شعر پڑھتا ہی کہ اوسکو رجز کہتے ہین الغرض حضرت امام حسین اپنے لشکر کے
صف مین تشریف لائے اور مستعد بجنگ ہوے کہ اتنے مین عمر سعد کے لشکر مین سے ایک مرد دلاور نامدار
میدان مین آیا کہ نام اوسکا سالم ہی اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ نام اوسکا سالمہ ہی اور کوفہ کے
سردارون اور بہادرون مین بڑا ہی نامور اور مشہور ہی مرکب تیز گام پر سوار اور دو دستی ملوکانہ اوسکے
سلاح اور ہتھیار گھوڑا پھینکتا ہوا اور جولان دیتا ہوا میدان کارزار مین آشکار ہوا اور رجز کیکر مقابل
مین مبارز کی دی اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنے والا چاہا حضرت امام حسین کے پاس زہیر ابن القین کھڑا تھا اوسنے
عرض کی کہ یہ مرد کہ میدان مین آیا ہی مبارز صف شکن اور دلاور مرد افگن ہی مجھکو اجازت ہو تو
اوس سے ہمسری کرون ہیت اور علم لاف و گذاف کا کہ ساحت میدان مین اسنے بلند کیا ہی اوسکو
ساتھ بازو قہر اور غلبہ کے توڑون مین نے زہیر کو اجازت دی زہیر کہ مبارز مردانہ اور دلاور
فرزانہ تھا مقابل سالم کے میدان مین آیا اور گھوڑے کو جولان دی فرد درافگند مرکب بمیدان دلیر
بغرید غریدن تند شیر فرد اپنے گھوڑے کو وہ لایا دفعتہ جولان مین شیر کے مانند دی آواز
پھر میدان مین سالم کے بدن پر خوف زہیر کے سے لرزہ پڑا اور وہ مقابل آکر نصیحت کرنے لگا کہ زہیر

ایسا نیزہ اوسکے منھ پر دیا کہ گردن کے پیچھے سے نکل گیا اور سام نے گھوڑے سے گر کر ساتھ خواری کے جان
دی اور واصل جہنم ہوا زہیر برابر لشکر عمر سعد کے آیا اور نعرہ مارا کہ مین ہون زہیر ابن القین کون ہے
میرے سامنے آوے تا بیکدیگر زور آزمائی کرین ہم دیکھین کہ بخت کسکو یاری دیتا ہے اور کسکی شوکت کو
خواری پر ڈالتا ہے فرد کوی عشق است درد زخم بلا پے در پے * کو حریفی کہ قدم بر سر آن کوی نہد
کوچہ عشق ہے اور زخم بلا ہے درپیش * ہم بھی دیکھین کہ یہان کون قدم رکھتا ہے * اہل عراق اور شام نے
کہ نام اوس یگانۂ آفاق کا سنا اور پہلے سے آوازہ اوسکی شجاعت کا اور دبدبہ اوسکی ابہت کا اونکے کان
مین پہونچا ہوا تھا سب نے سر نیچے ڈالا اور اوسکے مقابلہ سے ڈرے جب عمر سعد نے اپنی فوج پر
کی کہ یہ کیا بے ہمتی ہے کہ کوئی تم مین سے میدان مین نہین جاتا کہ اسمین نضر ابن کعب کہ بڑا بہادر
برابر سو سوار کے عرب مین اوسکو کہتے تھے مقابل زہیر کے میدان مین آیا اور اوسنے چاہا کہ زہیر کو باتون
مین لگا کر اور غافل دیکھکر نیزہ مارون زہیر نے فریب اوسکا سمجھکر ساتھ کمال چالاکی کے ایک ضرب
شمشیر سے سر اوسکا اوڑا دیا بعد اوسکے بھائی نضر کا کہ صالح اوسکا نام ہے میدان مین آیا اوسنے بھی جام موت
زہیر کے ہاتھ نوش کیا پھر بیٹا صالح کا کہ کعب نام ہے زہیر کے مقابل ہوا زہیر نے نیزہ اوسکی ناف پر مارا
کہ پیٹھ سے نکل گیا اور صحراے عدم کو روانہ ہوا بعد اسکے زہیر نے گھوڑا پیادون کی صف پر جھپٹایا
اور کئی کو راہ فنا کو بھجوایا اور ادھر سے پھر کر مقابل سوارون کے آکر کہا کہ آؤ کون مقابل آتا ہے جو
اوسکے مقابل آتا تھا ساتھ نیزہ کے مانند غمزہ خوبان چین کے فتنہ انگیز تھا اور مانند مژہ عاشقان
مسکین کے خونریز تھا خون اوسکا گراتا تھا اور خون کو ساتھ خاک میدان کے ملاتا تھا یہانتک
کہ تھوڑی دیر مین ستائیس سردار بہادر کو شربت موت کا چکھایا فرد غریوان بہر جانبی می شتافت
بہ نیزہ دل دشمنان می شگافت * فرد ہر طرف نیزہ سے کرتا تھا مصاف * دشمنون کے دل کو دیتا تھا
شگاف * عمر سعد نے حجر الاحجار سے کہا کہ تو پشت و پناہ میرے لشکر کا ہے مقابل زہیر کے ہو اور جو
تیری عرض اور حاجت ہوگی مین روا کرونگا اور بہت تجھکو انعام دونگا حجر نے کہا ہیہات ہیہات
اے عمر سعد لومڑی آگے شیر کے کیا کر سکتی ہے اور بٹیر آگے شہباز کے کب اوڑ سکتی ہے زہیر ابن القین دلاور
اسدی یعنی قبیلہ بنی اسد سے ہے اور تنہا برابر ہزار سوار کے عرب مین گنا جاتا ہے مین اپنی جان سے سیر نہین
آیا کہ اس سے مقابلہ کرون فرد گو نہ کہ با شیر بازی کند * بخون خویشتن ترک و تازی کند *

فرد شیر تو جو گوزن جنگ کرے ٭ ہر وہ شیشہ کہ قصد سنگ کرے ٭ مگر ایک صلاح ہی جو مجھکو پسند آوے
کہ تین مقامون مین سو سوار گھات کی جگہہ مین استادہ رہین اور مین اوس سی مقابلہ کرتا ہون جسوقت کہ مجھ مین اور
اوسمین نیزہ بازی اور تیغ اندازی اور صنعت اور کاریگری سپاہگری کی ہونے لگیگی اور وہ مجھپر حملہ کریگا تو مین بھاگ کر
پہلی سو سوارون مین آؤنگا جب وہ اس صف کو بھی توڑیگا تو مین دوسری سو سوارون مین آؤنگا جب وہ اوس صف کو
بھی توڑیگا تو مین تیسرے سو سوارون مین آؤنگا پھر سب ملکر اوسے گھیر لینگے اور ہر طرف سے اوسپر ضرب
نیزہ اور شمشیر کی دینگے شاید کہ اس حکمت سے وہ گھوڑے سے گرے عمر سعد کو یہ راے پسند آئی اور ویسا ہی کیا
اور زہیر بیخبر اس مکر سے میدان مین کھڑا ہوا منتظر تھا کہ مخالفون مین سے کونسا بہادر نکلتا ہی اور لب خشک
ہو رہے تھے اور تشنگی کا غلبہ تھا کہ ناگاہ حجر میدان مین آیا اور دور کھڑا رہا زہیر نے کہا اے حجر نزدیک
آ تو ہم اور تو آپسمین کام سپاہگری کا بجا لاوین حجر نے کہا مین تجھسے لڑنے کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ نصیحت
کیواسطے حاضر ہوا ہون کہ تو ایسا شجاع اور جری ہی اگر ابن زیاد کی خدمت مین رہی تو دولت اور مال سے
بکمال بہرہ مند ہوئے تیری کیا عقل ہی کہ حسینؑ کے پاس ہی تو کہ وہ مال اور منال اور اختیار اور اقتدار نہین رکھتا
زہیر نے کہا اے ملعون جو دولت کہ حسینؑ کے پاس ہی وہ اوس مردود کے پاس کہان ہے مصرعہ چہ نسبت
خاک را با عالم پاک ٭ زہیر نے یہ کہکر حملہ اوسپر کیا کہ وہ بھاگا زہیر کو دریغ آیا کہ یہ غدار شکار ہاتھ سے چلا بہتر ہے
کہ اسکو بھی واصل جہنم کیجیے زہیر نے گھوڑے کو بانگ دیکر اوسکے پیچھے دوڑایا کہ حجر نے بھاگ کر گھات کی جگہ
اپنے تئین گرایا اور پیادہ ہوا اور پکارا کہ جلدی پہونچو سوار کہ گھات مین لگ رہے تھے نکلے اور زہیر کو گھیر لیا
اور ہر طرف سے طعن اور ضرب نیزہ و تیغ کا سرزد ہونے لگا زہیر نے کچھ اندیشہ نکیا اور نیزہ و شمشیر سے
سوارون پر تاخت لایا کہ سوارون نے پیٹھ پھیر دی اور دوسری گھات کی جگہہ پہونچے کہ زہیر بھی بھگاتا
ہوا وہانتک پہونچا اور وہان بہت مردون کو مار کر پھر تیسری جگہہ پہونچا آخر کو سوارون نے ہر طرف سے
گھیر لیا اور زہیر نے نیزہ اپنے ہاتھ سے ڈالکر شمشیر بران میان سے کی اور سوارون پر چپ و راست سی تاخت لایا اور بہت
دشمنون کے سر تن سے جدا کئے فرد آفرین بر برق تیغت کو بیکدم خصم را ٭ فرق پیدا در میان ترک مغفر میکند
فرد آفرین صد آفرین ہی تیری برق تیغ کو ٭ دم مین خاک بستر کیا ہی جسنے رکفت زندگی ٭ الغرض پچاس سوار کو
زہیر نے راہ عدم کا راہی کیا اور نو د زخم سر سے پانوٴن تک کھاے جب زخمون سے چور ہوا اور حضرت
امام حسینؑ نے وہ حال مشاہدہ کیا فرمایا کہ زہیر کی مدد کو داد رس لاؤ کہ سعد غلام حضرت امام کے نے ساتھ دس غلام کے

اوپر فوج مخالف کے حملہ کیا اور کئی سواروں کو جان سے بے جان کیا اور زہیر کو دشمنوں کے لشکر سے باہر لایا
اور حضرت امام کی فوج میں پہونچایا حضرت امام حسین زہیر کے سر سے آگر کھڑے ہوئے اور زہیر نے آپکے
جمال باکمال پر نظر کی اور زور کر کر اپنے سر کو آپکے قدموں تک پہونچایا اور آنکھوں کو قدم مبارک سے ملا
فرد خاک قدم دوست شدم نیست کسے را ۔ این عیش کہ امروز مرا در قدم تست فرد خاک قدم دوست
ہوا کام پر آیا ۔ یہ عیش جو ہی آج مجھے اور کسے ہی حضرت امام برحق نے صد آفرین اور مرحبا فرمائی اور
کہا اے زہیر منھ سے بول اور کچھ بات کہہ عرض کی کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جام آب
زلال کا میرے واسطے لائی ہیں میں پیلوں تو بولوں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حوریں اسکو واسطے
جام لائیں ہیں پھر زہیر کو دیکھا کہ ہونٹ اور منھ ہلاتا تھا کہ جیسے کچھ پیتا ہی بس اوس وقت طوطی روح اسکی
نے طرف شکرستان بہ زرقون فرحین کے پرواز کی حضرت شاہزادہ حسین بہت روے اور فرمایا
کہ خوشی اور خنکی ہو زہیر کو کہ بہشت میں میرا ہمسایہ ہی اور خدا اے عز و علا اور رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم
اوس سے راضی ہیں فائدہ جاننا چاہیے کہ حضرت حسین کے یاروں اور دلاوروں نے ایسی ہی بہادریاں
اور جوانمردیاں کیں ہیں کہ قطع نظر کرامات سے یہ جرأت اور شجاعت کسی زمانہ میں کسی پہلوان سے
اور کسی مرد میدان سے ظاہر نہیں ہوئی انصاف اور حق یہ ہی کہ اگر یہ جرأتیں رستم گرد معاینہ کرتا ساری
عمر کبھی دلاوری کا نام نہ لیتا اور روئین تن اگر یہ شجاعتیں مشاہدہ کرتا عرق خجالت سے موم کے مانند پگھل جاتا
القصہ بعد شہادت پانے زہیر کے غلام زیاد کا اور غلام عبداللہ ابن زیاد کا بڑے زرق و برق سے نکلی سلاح
اور زرہ پہنے ہوئے میدان میں اسپ کو جولان دیکر مقابل کو چاہا بریر ابن حضر ہمدانی اور حبیب ابن
مظہر نے اجازت چاہی تھی آپ نے اونکو اجازت نہ دی کہ اتنے میں عبداللہ ابن عمر کلبی نے آپ سے اجازت چاہی
آپ نے اوسکو اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دونوں اسکے ہاتھ سے مارے جاوینگے الغرض عبداللہ اجازت
لیکر اون دونوں کے مقابل ہوا کہ اونمیں سے ایک نے عبداللہ پر نیزہ چلایا اور اوسنے نیزہ خالی دیکر ایک
ہاتھ تلوار کا ایسا دیا کہ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا عبداللہ نے چاہا کہ کام اوسکا تمام کرے کہ دوسرا تیغ کھینچے
ہوے پیچھے سے آیا اور قصد کیا کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارے اور حضرت امام حسین کے لوگ پکارے کہ اے
عبداللہ خبردار ہو اور عبداللہ نے کچھ خیال نہ کیا اور وہ جو گھوڑے سے گرا تھا اوسکے سینہ پر پہلا تلوار کا
رکھ کر جو زور کیا تلوار پیٹ سے اودھر نکل گئی کہ دوسرے غلام نے تلوار عبداللہ پر ماری اور اوسنے ہاتھ

پڑلی اونگلیان عبداللہ کی قلم ہو گئین عبداللہ نے تلوار اوس پہلے غلام کے سینہ سے کھینچکر سر پر غلام دوسرے کے ماری اور کام اوسکا تمام کیا اور دونون کو مار کر میدان مین آپکارا کہ اب کون میرے مقابل آتا ہی وہ ظالم عہد شکن چہار طرف سے اوسپر گرے اور عبداللہ گھرا ہوا تھا اور چپ و راست تاخت کرتا تھا اور داد دلاوری کی دیتا تھا اور بہت مردودون کو دوزخ کی طرف روانہ کرتا تھا آخر کو زخمون سے چور ہو کر شربت شہادت کا پیا اور بہشت کی طرف راہی ہوا بعد شہادت عبداللہ کے بریر ابن حصیر ہمدانی ساتھ اجازت حضرت امام کے میدان مین آیا اور قتال اور جدال مخالفون سے کی اور ایسی بہادری اور دلاوری کی کہ فلک دوار اوس جنگ اور چالاکی کو دیکھکر حیران تھا اور مریخ خنجر گزار انگشت تحیر بدندان تھا **بیت** گر آن جنگ رستم بدیدی بخواب ٭ شدی از نہیب ولش زہرہ آب ٭ **قطعہ** جو رستم دیکھتا وہ خواب مین جنگ ٭ تو اوسکا زہرہ ہوتا خوف سے رنگ ٭ کہان رستم کہان مردان اسلام ٭ تہو راس قدر اونکا ہی بس نام ٭ وہ دین تن اگر صد کوہ توڑے ٭ پر اونکے رو برو سے منھ کو موڑے ٭ آخر الامر بعد کمال قتال کے شربت شہادت کا نوش فرمایا لکھتے ہین کہ بریر زاہد بزرگوار اور عابد پاکیزہ روزگار تھا اور جملہ مقربان درگاہ الہ سے اور زمرہ خواصان اہل اللہ سے تھا بعد واقعہ بریر کے قمر والدہ وہب ابن عبداللہ کلبی کی وہب کے پاس گئی اور کہا اے فرزند دلبند اوٹھ اور مدد فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کر اور قصور اس کام مین روا مت رکھ اوسنے کہا اے مادر جاتا ہون اور قصور نکرونگا انشاء اللہ تعالی اور وہب نو عروس تھا کہ تھوڑے دن ہوئے تھے اوسکو نکاح اور شادی کئے ہوئے اور دولھن بھی ہمراہ تھی اور نوجوان خوبصورت اور نیک سیرت تھا الغرض تیار ہو کر میدان مین آیا اور اہل شقاق اور نفاق کے ساتھ خوب لڑا اور کئی شخص کو مارا اور پھر اپنی والدہ کے پاس آیا اور کہا ای اماں راضی ہوئی تو یا ابھی راضی نہین ہوئی ماں نے کہا ای بیٹا جب تک کہ حسینؑ پر تو اپنے تئین نثار نکریگا اور شہید نہوگا مین راضی نہون گی اور وہب کی دولھن کہتی تھی اے وہب تجھکو قسم خدا کی کہ مجھکو جدائی کی آگ مین مت جلا اور اپنی آتش فراق کا داغ میرے دل کو نہ دلا **بیت** جدائی آتش تیز ست بسوز دل و جان را الٰہی در نصیب کس نسازد داغ ہجران را ٭ **بیت** جدائی تیز آتش ہے جلاتی ہے دل و جان کو ٭ کسیکے دل پہ مت رکھیو الٰہی داغ ہجران کو ٭ اور ماں اوسکی کہتی تھی کہ اے فرزند عورت کا کہنا نکیجیو اور زینہ حسینؑ کا اوسکے دشمنون سے لیجیو تو روز جزا کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے شفاعت کرین اور ہم گنہگارون پر عنایت کرین **رباعی** سر کو یش ہوا داری

ہوا را پشت پائے زن ٭ درین اندیشہ یکسو باش و عالم را قفائے زن ٭ طریق عشق بیجو لی خرد را الوداعی کن ٭ بساط قرب میخواہی بلا را مرحبائے کن ٭ ابیات جو ہے یار کی تیرے دل مین ہوا ٭ ہم خواہش نفس پر بار رہا ٭ بہت رہ تو اس رہ مین ثابت قدم ٭ نہین کام یہان مطلقا عقل کا ٭ وہب حکم مادر مہربان کا بجالایا اور میدان مین آموجود ہوا اور جو کہ اوسکے مقابل آتا تھا کسیکو ساتھ نیزہ کے پشت اسپ سے اوٹھا کر زمین پر پھینکتا تھا اور کسیکو ساتھ تیغ بیدریغ کے خاک ہلاکت پر ڈالتا تھا یہان تک کہ کشتون سے پشتے لگا دیے اور دشمن بہ تنگ آگئے آخر کو بقضائے الٰہی راضی ہو کر روضۂ رضوان کو سدھارا بعد اوسکے عمر بن خالد میدان مین آیا بعد اظہار کمال مردانگی کے شہادت پائی پھر سعید ابن حنظلہ تمیمی کہ سردار اور بڑا بہادر ہے میدان مین آیا اور خوب مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور بہت دوزخیون کو دوزخ کی طرف روانہ کر کر آپ خود صدر نشین بہشت کا ہوا پھر مسلم ابن عوسجہ اسدی داد مردانگی کی دیکر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین آیا کہ نافع بن بلال جملی نے مقابلہ کر کر بہت ظالمون کو قتل کیا اور اس قدر دلاوری کی کہ بیان سے خارج ہی تب عمر سعد کے سردارونے یہ صلاح کی کہ اس طرح ہم حسین کے بہادرون سے سرباہ نہو سکین گے بہتر یہ ہی کہ سب ملکر ایک دفعہ حملہ کرین الغرض بہت سی سوارون نے ملکر حضرت امام برحق کے لوگون پر حملہ کیا اور ہاشمی بہادرون نے اور آپکے ملازمون نے سعی بلیغ کر کر اونکو دفع کیا لیکن مسلم بن عوسجہ جو زخمون سے ہو کر گھوڑے سے گرا اور حبیب ابن مظہر کو وصیت کی کہ بعد میرے شہید ہونے کے تو بھی ان ملعونون سے جنگ کیے جائیو تا کہ حسین کے روبرو شہادت پائیو حبیب نے کہا قسم ہی رب کعبہ کی ایسا ہی کرونگا بعد شہادت مسلم اور نافع کے عبد الرحمن ابن عبد اللہ یزنی نے عرصہ کارزار مین آکر یہ رجز پڑھا فرد انا عبد الرحمن من آل یزن ٭ دینی علی دین حسین و حسن ترجمہ مین ہون عبد الرحمن آل یزن ٭ مرا دین دین حسین و حسن ٭ اور یہانتک لڑا کہ شہید ہوا بعد اوسکے یحییٰ بن سلیم مازنی شہید ہوا اور بعد اوسکے قرہ بن قرہ غفاری نے شہادت پائی بعد اوسکے مالک بن انس المالکی نے بعد کوشش بسیار کے رخت زندگانی کا طرف سرائے آخرت کے کھینچا بعد اوسکے عمر ابن متاع الجعفی ساتھ عز شہادت کے فائز ہوا بعد اسکے حبیب مظہر اسدی عرصۂ قتال مین آشکار ہوا اور خوب لڑا آخر کو خلعت شہادت کا پہنا بعد اوسکے غلام ابو ذر غفاری کا ... دلاوری کر کر شہید ہوا بعد اوسکے

نماجرہ جعفی نے شہادت پائی بعد اوسکے مسروق بن حجاج کہ حضرت امام حسین کا موذن تھا شہید ہوا بعد اوسکے
جنادہ بن حارث انصاری محاربہ کرکر طرف فردوس کے گیا بعد اوسکے عمر بن جنادہ مبادرت ساتھ
محاربہ کے کرکر جنت مین اپنے باپ کے نزدیک پہونچا بعد اوسکے ایک نوجوان میدان مین آیا کہ اوسکا
باپ پہلے شہید ہو لیا تھا اور اوسکی مان نے اوسکو میدان مین بھیجا تھا کہ حسین بن علی پر اپنے تئین فدا
کرے اور حق امامت ہونیکا ادا کرے جبکہ حضرت امام حسین نے دیکھا کہ وہ لڑکا داعیہ قتال رکھتا ہی
آپنے فرمایا کہ باپ ابھی شہید ہوا ہی بس اسکی مادر اسکے قتال سے کاہیکو راضی ہوگی لڑکے نے سنکر کہا مین
اپنی مان سے رخصت لیکر آیا ہون اور اوسی نے مجھکو میدان کارزار مین بھیجا ہی پھر اوسنے میدان مین
مقابل صف اعدا کی یہ رجز پڑھا قطعہ امیری حسین ونعم الامیر ٭ سرور فواد البشیر والنذیر ٭ علی و فاطمہ
والدہ ٭ فہل تعلمون لہ من نظیر ٭ لہ طلعۃ مثل شمس الضحیٰ ٭ لہ غرۃ مثل بدر منیر ٭ ابیات حسین ابن
حیدر ہی میر امیر ٭ مبارک امیر و بشیر و نذیر ٭ مرے جان و دل اور جی کا ہی چین ٭ علی فاطمہ کا ہے
وہ نور عین ٭ جہان مین نہین آج اوسکا نظیر ٭ وہی چرخ عزت کا بدر منیر ٭ وہ طلعت مین ہی مثل شمس الضحیٰ ٭
وہ خلقت مین بیشک ہی نور الہدیٰ ٭ اور جلع اور جمع دشمنون کا قرار واقعی کرکر مقام شہادت کو پہونچا لکھتے ہین
کہ مخالفون نے ازرو شیطنت اور بے رحمی کے سر اوسکا کاٹ کر طرف سپاہ حضرت امام حسین کے
پھینک دیا کہ مان اوس لڑکے کی دوڑی اور سر اپنے فرزند کا اوٹھا کر اپنی آنکھون سے اور منھ سے
ملا اور کہا خوب کام کیا تو نے اے فرزند میرے اور اے فرحت دینے والے میرے دل کے اور اے خنکی
آنکھون میری کے بعد اوسکے وہ سر اوپر ایک کے مخالفون مین سے کھینچکر مارا اور وہ مخالف اوس صدمہ سے
اوسی وقت جہنم کو پہونچا پھر اوس بی بی مردانہ دل نے چوب خیمہ کی لیکر مخالفون پر حملہ کیا اور دو شخص کو مارا
اور دو زخم کو بھیجا تب حضرت امام حسین نے اوسکو منع فرمایا اور مستورات مین پہونچوایا بعد اوسکے عمر بن
قرظہ انصاری نے جام شہادت کا پیا اور بعد اوسکے عبدالرحمن بن عروہ نے شربت شہادت کا نوش کیا اور
ان دونون نے بکمال دلاوری اور بہادری کی پھر عابس ابن شبیب شاکری نے قصد قتال کا کیا اور
اپنے غلام سے کہ شوذب اوسکا نام ہی پوچھا کہ تو آج میرے ساتھ کیا معاملہ کریگا اوس غلام نے کہا کہ اے
آقائے نامدار ہمراہ رکاب تیری کے حسین کے دشمنون پر تلوارین مارونگا کہ شہید ہون عابس نے کہا
میرا بھی یہی گمان تھا کہ تو ایسا ہی کریگا اب قدم آگے رکھ آج کا دن وہ ہی کہ ہم خدا سے اجر طلب

کرتے ہین جسقدر کہ ہماری واسطے آج مقدر ہے اور پھر یہ دن کب ہاتھ آتا ہی بعد اوسکے جابس بیچ خدمت
حضرت امام حسینؑ کے آیا اور سلام کیا اور عرض کی کہ یا ابا عبد اللہ تیرے سوا کوئی میرا عزیز اور دوست زیادہ
نہین ہی اگر کوئی چیز نفیس جان سی ہوتی مین وہ تجھپر فدا کرتا مگر جان سے زیادہ اور چیز کوئی نہین ہی پس وہ
تجھپر نثار کرتا ہون یہ کہکر اور شمشیر کھینچکر صف اعدا پر حملہ کیا او ہیبت اور دہشت اوسکی مخالفون کے
دل مین زیادہ تر شیر ژیان اور پیل دمان سی پڑی اور ہنر سپاہگری کے اسقدر اوس سے ظاہر ہوئے
کہ طائر ہوش وحواس دیکھنے والونکا آشیانہ دماغ سے صحرا تحیر کو پرواز کر گیا اور مخالفون مین سے کسیکو قدرت
نتھی کہ مقابل اوس شہسوار نامدار کے آوے عمر سعد نے کہا کہ سب ملکر ایکبار اسپر حملہ کرو انبوہ کثیر نے اوسپر حملہ کیا
اور تیرون کا اور پتھرون کا مینھ اوسکے اوپر برسایا کہ جابس نے ناچار ہوکر زرہ اور خود اپنا پھینک دیا
اور اہلکار ہوکر تاخت مخالفون پر لایا ربیع ابن تمیم کہتا ہی کہ مین دیکھتا تھا قسم خدائے زمین وآسمان
کی کہ قریب دو سو آدمی کے اوسنے اپنے آگے رکھ لیے تھے اور بھگائے لیے جاتا تھا اور کشتون کے پشتے
لگاتا تھا یہان تک کہ جابس اور غلام اوسکا تیرون اور پتھرون سی اور نیزدن اور تیغون سی بنہایت زخم کھاکر
دار السلام مین داخل ہوئے بعد اوسکے عبد اللہ اور عبد الرحمن کہ بنی غفار سے مین حضرت امام برحق سے
اجازت لیکر اور بشارت بہشت کی پاکر میدان مین آئے اور روضۂ رضوان مین پہونچے پھر غلام
ترک حضرت امام حسینؑ کا کہ حافظ قرآن اور قاری تھا میدان مین آیا اور بہت مردودون کو مارا
اور زخم گران اوٹھاکر گرا کہ آپ اوسکے سر پر جاکر کھڑے ہوئے آپکو دیکھکر ہنسا اور ساتھ رحمت حق کے
واصل ہوا بعد اوسکے حنظلہ بن سعد الحلی میدان مین آیا اور جنگ مردانہ بجا لایا تاکہ شہادت پائے
بعد اوسکے یزید ابن زیاد الشعب میدان مین آیا اور اعدا کی طرف کئی تیر مارے اور کئی شخص کو
دوزخ کو روانہ کیا آخر کو آپ بھی شہید ہوا بعد اوسکے ہر ہر یار دوستدار حضرت امام برحق کا آتا تھا
اور آپکو سلام کرکر اور رخصت ہوکر میدان مین جاتا تھا اور داد شجاعت کی دیکر جام شہادت کا پیتا تھا
یہان تک مقدر آنکر پہونچا کہ سوائے اہلبیت کے یارون مین سی کوئی باقی نرہا اور حضرت امام حسینؑ کے
کئی اصحاب کا احوال مین ذ نہین لکھا اگرچہ تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی اور ان صاحبون کا بھی احوال
جو کہ اس کتاب مین لکھا ہی بہت مختصر اور تھوڑا چھانٹ کر لکھا تاکہ یہ رسالہ بڑا نہو جاوے

مخزن آٹھوان بیچ ذکر شہادت حضرت حُر کے اور بیان شہادت خویش واقربا حضرت امام حسینؑ کے

اور بخاطر سعادت مآثر محبان اہلبیت کے ظاہر اور باہر ہووے کہ صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ جب پچاس سے زیادہ یار حضرت امام حسینؑ کے خلعت شہادت کا اپنے بدنون پر راست کر چکے اور حضور باریتعالیٰ مین پہونچ چکے اوسوقت حضرت امام حسینؑ پکارے کہ کوئی ایسا بھی ہی کہ حمایت اور مدد کرے حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُر بن یزید بن حارث ریاحی کہ کوفی کے سردارون مین بڑا بہادر تھا اور برابر ہزار سوار کے گنا جاتا تھا عمر سعد کے لشکر مین سے جدا ہوکر حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین آیا لیکن اور تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حُر پہلے ہی آپکی خدمت مین آیا ہی کہ ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی بہر تقدیر پہلے حُر نے عمر سعد کو نصیحت کی کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا معاملہ کرنا موجب دوزخ مین جانیکا ہی اور سبب زوال دنیا اور آخرت کا ہی جب دیکھا کہ اوس ملعون نے اپنے دین و دنیا کی بربادی پر کمر باندھی ہی تب حُر نے حضرت امام برحق کے لشکر کی طرف رخ کیا مگر لرزہ حُر کے اعضا کو شدت سے تھا اور ہاتھ پاؤن اوسکے کانپتے تھے کہ مہاجر بن اوس نے کہا تو جملہ مشاہیر اہل قبضہ و شمشیر سے ہی اور جب کہین کوفہ کے شجاعون کا اور بہادرون کا ذکر آتا ہی تو پہلے زبان پر نام تیرا ہوتا ہی کیا باعث کہ تو اس جنگ مین لرزتا ہی اور کانپتا ہی حُر نے کہا قسم خدا کی مین نے نفس کو اختیار دیا کہ یہ دوزخ کو قبول کرتا ہی یا بہشت کو اختیار کرتا ہی واللہ نفس نے بہشت کو اختیار کیا حُر نے یہ کہکر اور گھوڑے کو مار کر دوڑا کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین وہ ہون کہ پہلے تیرے مقابل نکلا تھا یعنی راہ مین قریب کربلا کے چنانچہ ذکر اسکا پہلے گذرا اور آج مین ہی پہلا توبہ کرنے والا ہون اس قوم مین سے کہ تیری خدمت مین حاضر ہوا ہون یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تیرے مقابلہ اور لڑائی سے توبہ کی اور تیرے دشمنون سے لڑائی کی نیت کی آیا میری توبہ قبول ہی یا نہین آپنے فرمایا توبہ تیری قبول اور تو حُر ہی یعنی آزاد ہی دنیا مین اور آخرت مین یعنی برائی سے اور دوزخ سے الغرض حُر نے عرض معروض کر کر توجہ میدان کی طرف کی اور مقابل مخالفون کے ہوا مصعب نے کہ بھائی حر کا ہے دیکھا کہ حر نے دنیا پشت پا ماری اور آخرت کو اختیار کیا اور ہاتھ بیچ دامن آل عبا کے مارا بس تیر عشق اہلبیت کا اوسکے دل شوق منزل کو تیر معشوق ہوگیا اور گھوڑا دوڑا کر اپنے بھائی سے آملا

اور کہا اے بھائی خدا تیرا بھلا کرے کہ تو خضر راہ کا ہوا اور مجھکو ظلمات مکروہات مین سے نکال کر اوپر سر چشمہ
آب حیات کے پہونچایا اب مین تجھسے موافق ہون اور کوفیون کا مخالف انشاء اللہ تعالی ہم اور تم دونون
شفاعت امام حسین سے بہرہ مند ہووینگے حر اپنے بھائی کو بیچ خدمت حضرت امام برحق کے لایا آپنے
اوسکو بھی گلے سے لگایا اور بشارت جنت کا کلام فرمایا القصہ حر مرد مردانہ اور دلاور فرزانہ اوپر اسپ بادپا تازی نژاد کے
سوار ہوکر میدان مین نمودار ہوا اور مقابلہ کرنے والا چاہا صفوان کہ کوفہ کے بہادرون مین مشہور تھا مقابل
حر کے آیا اور وار نیزہ کا حر کے سینہ کی طرف کیا حر نے نیزہ سے نیزہ کا وار روک کر کمال چابکدستی اور
تیزی سے ایک نیزہ صفوان کے سینہ پر دیا کہ پار نکل گیا اور صفوان کو صدر زین سے اوٹھاکر سر پر لاکر
زمین پر پٹک دیا کہ جان اوسکی دار البوار کو پہونچی خروش دونون لشکرون سے اوٹھا صفوان کے تین بھائی
اور تھے اون تینون نے ایکبارگی حر پر حملہ کیا حر نے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈالکر زین پر سے اوٹھالیا اور زمین
پر دے مارا کہ گردن اوسکی ٹوٹ گئی اور دوزخ کی طرف بھاگا اور ایک کے سر پر ضرب تیغ بیدریغ کی
دی کہ سینہ تک کھل گیا اور جہنم کو پہونچا اور تیسرا بھاگتا تھا کہ نیزہ اوسکی پیٹھ پر مارا کہ پار ہوگیا اور وہ مردود
فی النار ہوگیا حر میدان سے پھر کر بیچ خدمت امام برحق کے آیا اور زمین خدمت کی چومی اور عرض کی
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھسے راضی ہو آپنے فرمایا مین تجھسے راضی اور میرا خدا
و رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم تجھسے راضی پھر حر میدان مین آیا اور ہر طرف تاخت لایا تھوڑی دیر مین
کشتون کے پشتے لگادیے کہ اسمین مخالفون نے حر کے گھوڑے کو پے کیا اور حر گھوڑے سے جدا ہوکر لڑتا تھا
اور نیزہ اور تلوار سے وہ کام کرتا تھا کہ سب دیکھکر اوسکو دنگ تھے اور مخالف اوسکے ہاتھ سے بہ تنگ
تھے اور حضرت شاہزادہ حسین نے دیکھا کہ حر پیادہ جنگ کرتا ہے اور صفحہ زمین پر خون سے دلاورونکے
رنگ کرتا ہے آپنے گھوڑا تازی باساز گرانمایہ کے حر کی سواری کے واسطے بھیجا حر نے رکاب کو بوسہ
دیکر گھوڑے پر سوار ہوکر جولان دیکر باگ مخالفون کی طرف پھیری **بیت** عنان مرکب خود تاب میدان
بخون نوک سنان را آب میداد **فرد** عنان مرکب تازی کو تاب دیتا تھا لہو سے
نوک سنان کو وہ آب دیتا تھا اور جوق کے جوق اور پرے کے پرے پراگندہ کردیے پھر چاہا
کہ حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہووے مگر گویا آواز ہاتف غیبی کی گوش ہوش مین پہونچی کہ اے
حر حورین تیری منتظر ہین کہ فردوس مین سے پکار کر کہا کہ اے شاہزادہ حسین تیرے نانا کی خدمت

مین جاتا ہون حضرت امام حسینؑ نے رو کر کہا مین بھی عنقریب آتا ہون پھر حُر اس قدر لڑا کہ نیزہ اسکا ٹوٹ گیا اور تیغ آبدار ہاتھ مین لی اور جسکی کمر پر مارتا تھا دو نیم کرتا تھا اور جسکے سر پہ دیتا تھا سینہ تک شگاف ہوتا تھا یہان تک لڑا کہ عمر سعد کے علم دار تک پہونچا اور چاہا کہ علم کے اور علم دار کے دو ٹکڑے کرے کہ شمر ملعون نے ساتھ فوج کثیر کے حملہ کیا اور سب طرف سے حُر پہ تیر اور نیزہ اور تلوار پڑنے لگی کہ قصور ابن کنانہ نے حُر کے سینہ بے کینہ پر نیزہ مارا اور زخم کاری لگا تسپر بھی جھپٹکر حُر نے شمشیر بے نظیر قصور کے سر پر دی کہ اوس حال مین بھی تلوار نے قصور تک کیا اور قصور کا سر سینہ تک کاٹا اور قصور پر قصور بلا قصور قعر جہنم مین داخل ہوا پس حضرت امام حسینؑ مرکب تیز گام دوڑا کر حُر کے پاس پہونچے اور حُر کو اوٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور اپنے زانو مبارک پر حُر کا سر رکھا اور آستین مبارک کر اوسکا رخ پاک کرتے تھے کہ حُر نے آنکھین کھولکر حضرت امام کی طرف نظر کی اور مسکرایا اور نقد جان کو نثار کیا حضرت امام برحق اور اصحاب آپکے بہت روئے اور حضرت امام حسینؑ نے کئی بیتین اوسکی مرثیہ مین اوس وقت کہین ایک شاعر اوسکی مدح مین کہتا ہے **ابیات** خوشا حُر فرزانہ نامدار ٭ کہ جان کرد بر آل احمد نثار ٭ ز رخش تکبر فرود آمدہ ٭ شدہ بر براق شہادت سوار ٭ ز عشق جگر گوشہ مصطفےٰ ٭ برآورد از جان دشمن دمار ٭ **ابیات** واہ حُر ہی خوب مرد نامدار ٭ آل احمد پر کیا جان کو نثار ٭ کبر کے مرکب سے اوترا باخوشی ٭ پھر ہوا اسپ شہادت پہ سوار ٭ دشمنان دین کو اوس دوست نے ٭ آتش دوزخ مین ڈالا مار مار ٭ بعد اوسکے مصعب بھائی حُر کا مخالفون سے جا لڑا بعد جنگ اور کارزار کے اور کشت و خون بسیار کے شربت شہادت کا نوش کیا بعد اوسکے حُر کا بیٹا کہ علی نام تھا اور حُر کا غلام مخالفون سے نکلکر حضرت امام برحق کی خدمت مین آئے اور آپکی طرف ہوکر مخالفون سے مثل پدر اور عم اور آقا کے مقابلہ کیا اور بکمال مرتبہ کو داد بہادری کی دیکر شرف شہادت سے مشرف ہوئے

فصل عالم تاریخ دان اور فاضل خبرت توامان لکھتے ہین کہ آخر کو سوائے حضرت امام برحق کے اور سوائے امام زین العابدین کے انیس تن مردون سے لشکر شہادت اثر مین باقی رہے سولہ تو برادر اور فرزند اور دو یار سعادت آثار اور ایک غلام نیک انجام **قطعہ** چو نوبت بہ آل پیمبر رسید ٭ جہان جامہ صبر برہم درید ٭ زمین شد پُر از فتنہ و ولولہ ٭ فلک گشت پر شورش و غلغلہ ٭ **ابیات** جبکہ نوبت آل پیغمبر کی پہونچی مرد مان ٭ چاک عالم نے کیا بس جامہ صبر اوس زمان ٭ غلغلہ اور شور افلاک اور زمین فتنہ اک برپا ہوا ٭ پہ ہوا شور و فغان

سے سب زمین و آسمان ؂ زمین و آسمان زبان حال سے یہ مقال پر ملال ادا کرتے تھے **ابیات** چیست
یارب کاتشی در عرصۂ عالم زدند ؂ فتنۂ انگیختند و عالم بر ہم زدند ؂ ناشدہ روز قیامت اہل عالم را چہ شد ؂ نادمیدہ
صور فرزندان آدم را چہ شد ؂ **ابیات** یارب یہ آگ کسنے جہان مین لگائی ہے ؂ عالم ہوا تباہ خدایا دہائی
ہے ؂ بے نفخ صور حشر یہ کس طرح ہوگیا ؂ بگڑا جہان اگرچہ قیامت نہ آئی ہے ؂ روایت ہے کہ جب حضرت
امام مغموم شہید مظلوم نے دیکھا کہ جملہ یارون سے اور زمرہ ہوادارون سے کوئی باقی نہ رہا بھائیون اور
فرزندون کی طرف سے غم و الم زیادہ تر اوپر دل مبارک کے مستولی ہوا اور اہلبیت نے جانا کہ آپکو ہماری
طرف سے اندیشہ و غم و ملال ہے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ اے نور دیدہ صدر مسند رسالت اور اے
سرور سینہ شاہ عرصۂ ولایت آپ کچھ اندیشہ نفرمائیے اور غم و غصہ نہ کھائیے کہ ہم سب آپکے بعد اپنی زندگی
سے راضی اور خوش نہین ہین آرزو رکھتے ہین کہ آج اپنے سرونکو تمہارے قدم مبارک پر نثار کرین
تو کل کے دن حشر مین سرفرازی پاوین حضرت امام برحق روئے اور سبکے حق مین دعاے خیر کی اول سب سے
حضرت عبداللہ فرزند حضرت مسلم کے اجازت لیکر اور حضرت امام برحق سے رخصت ہو کر میدان مین
آئے کبھی ساتھ شمشیر آبدار کے مانند مریخ تیغ زن کے کام فرماتے تھے اور کبھی ساتھ نیزہ آتشبار کے مانند
شہاب ثاقب کے حملہ کرتے تھے اور بیچ انتقام اور عوض پدر بزرگوار کے ابدان مبارزون کو زیر و زبر
کرتے تھے کہ قدامہ ابن اسد فزاری مخالفون مین سے نکلکر مقابل ہوا اور وہ بڑا مشہور پہلوان ہے اور سلاح
بدن پر آراستہ کیے ہوئے اوپر مرکب تیز گام کے نمودار ہوا بعد ظاہر ہونے صنعت سپاہگری کے طرفین سے
حضرت عبداللہ نے اوسپر حملہ کیا اور وہ بھاگ نکلا عبداللہ نے گھوڑا اوسکے پیچھے دوڑایا از بسکہ کئی دن سے
گھوڑے نے پانی نہین پیا تھا رہ گیا حضرت عبداللہ نے گھوڑا بھی چھوڑا اور نیزہ بھی ہاتھ سے ڈالدیا اور
شمشیر میان سے لی اور پیادہ پا دوڑے اور قدامہ نے پھر کر نیزہ آپکے سینہ پر مارا کہ آپنے زخم کھا کر نیزہ اوسکا
خالی کر دیا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے قدامہ نے اپنا گھوڑا پھیر کر چاہا کہ حملہ دوسرا کرے کہ عبداللہ نے
تلوار اوسکے کلہ پر دی کہ آدھا کلہ اوڑ گیا پھر عبداللہ نے اوسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکر خانۂ زین سے اوٹھا کر زمین
پر پھینکا کہ قدامہ تحت الثری کو پہونچا اور آپ اوسکے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے حوالہ
کیا اور اپنا نیزہ جا کر لیا سلام ابن قدامہ نے عمر و سعد سے کہا کہ مین نے بہت لڑائیان اور پہلوان بہادر دیکھے
ہین لیکن اس ہاشمی جوان کے برابر کوئی جوان شجاع اور جری نہین دیکھا فرد سالہا سعی نماید فلک

چوگان قدرش تا چنین شاہ سوار سوے میدان آورد **فرد** چرخ چوگان قدر بسون تک اگر کوشش کرے ٭ جب کہین میدان مین لاوی اس طرح کا شہسوار ٭ الغرض حضرت عبد اللہ راست اور چپ لشکر عمر سعد کے تاخت کرتے تھے اور بیسون مردودون کو خاک ہلاکت پر سرنگون ڈالتے تھے کہ ایک مرتبہ سوار اور پیادون نے آپکو گھیر لیا اور مارے تشنگی کے طاقت آپ مین نرہی اور دو پانون آپکے گھوڑیکے قلم ہو گئے کہ آپ گھوڑیسے جدا ہوئے اور زخم گران بار اوٹھا کر جنت کو تشریف لیگئے بعد اونکے جعفر ابن عقیل یعنی چچا عبد اللہ کے اپنے بھتیجے کے واسطے زار زار روکر حضرت امام برحق سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور رخت حیات دشمنون کا بہ ضرب تیغ بیخ سے اوکھاڑا اور کشتون کے پشتے ڈالدیے جب اون سگان مردم خور نے دیکھا کہ ہم اوس شیر کارزار سے درماندہ اور عاجز آگئے تب سب نے ملکر اونکو درمیان مین لیا اور زخم نیزہ و شمشیر کا چہار طرف سے دیا آخر کار جعفر نامدار نے دریای شہادت مین غوطہ لگا کر گوہر شاہوار شرف کا کف میدان مین لیا اور غریق رحمت حق ہو کر الوان روضۂ رضوان مین آرام کیا بعد اونکے عبد الرحمن ابن عقیل بھائی جعفر نے مقابل مخالفون کے ہو کر اور بے نہایت دلیری فرما کر جام شہادت سے شربت سعادت کا نوش کیا بعد اونکے محمد ابن عبد اللہ بن جعفر طیار یعنی حضرت مرتضی کے بھتیجے کے فرزند اور حضرت امام حسینؑ کے بھانجے یعنی بی بی زینب کے بیٹے اپنے ماموں اور اپنی مان سے رخصت حاصل کر کر گلزار کارزار مین گلگشت کرتے ہوئے تشریف لائے اور ساحت حرب گاہ کو خون دلاورون سے رشک صد چمن کر دیا پھر مرغ روح محمد نے طرف آشیانۂ قدس کے پرواز کر کے باغ بہشت مین جا آرام کیا حضرت زینب اپنی فرزند دلبند کے فراق مین روتی تھین زار زار اور اونکی تسلی اور تشفی کرتے تھے خلف حیدر کرار **مصرع** کہ بادا بر او رحمت کردگار ٭ بعد اونکے عون بن عبد اللہ یعنی محمد کے بھائی نے جب اپنے بھائی کو دیکھا کہ خاک و خون پر بے جان پڑا ہے بے اختیار طرف میدان کے دوڑے اور اپنے بھائی کے قاتل کو ساتھ ایک ضرب شمشیر کے داخل جہنم کا کیا اور بڑی بہادری اور دلاوری کر کر بہشت مین رونق افروز ہوئے بعد اونکے عبد اللہ فرزند امام حسنؑ کے کہ نوجوان ماہ طلعت سرو قامت خوبصورت نیک سیرت تھے بیچ خدمت عمو بزرگوار ابن شبر پروردگار کے حاضر ہوئے اور اجازت میدان کی چاہی آپنے بعد تکرار بسیار کے رو کر اور گلے سے لگا کر رخصت دی روایت ہے کہ فرزند حسن نے میدان مین مطلق توقف نکیا اور اپنے تئین دفعۃً قلبگاہ مین یعنی بیچ مین لشکر کے

پہونچا یا یہان تک کہ قریب عمر سعد کے پہونچے اور اوس مقام پر بائیس دلاور دن کو ساتھ باد فنا کے برباد کیا
اور عمر سعد بھاگ کر سوارون مین جا چھپا اور اپنے دلاورون کو ساتھ خلعت اور انعام کے امیدوار کیا
کہ اس جوان ہاشمی کو کسی طرح قتل کیا چاہیے اور عبداللہ قلب مین ہو میدان مین آئے کہ اسمین بختری
ابن عمر شامی روبرو عمر سعد کے آیا اور کہا اے عمر دعوی سپہ سالاری کا رکھتا ہی اور اس نوجوان ہاشمی سے
اس قدر بھاگتا ہی تو عمر نے شرمندہ ہوکر کہا کہ جان عزیز ہی اگر اوس وقت اوسکے آگے سے نہ بھاگتا
مین ہرگز نہ مجھکو چھوڑتا اور اے بختری اگر تو میری بات کو سچا جانا چاہی تو یہ نوجوان ہی اور یہ میدان
ہی مقابل آ اور اپنی بہادری دکھا بختری نے غصہ مین آکر ساتھ پانسو سوار کے عبداللہ پر حملہ کیا اور حضرت
امام حسینؑ نے محمد ابن انس اور اسد ابن ابی وخانہ کو کہ یہ دو آپکے یارون مین سے باقی رہی تھے اور
فیروزان کو کہ غلام حضرت امام کا ہی حضرت عبداللہ کی مدد کیواسطے بھیجا حضرت عبداللہ اور فیروزان ان
سپاہ مین سے نکلکر بختری کے مقابل ہوئے اور بختری مین اور فیروزان مین نیزہ بازی ہونے لگی
اور عبداللہ نے ساتھ دونون یار کے سوارون پر حملہ کیا فیروزان نے یہ نقشہ دیکھکر اور بختری کے آگے
سے نکلکر حضرت عبداللہ کے پاس آگیا پھر چار سوار نے پانسو سوارون کو آگے دھر لیا اور بھگاتے ہوئے
قلب لشکر تک لیگئے پھر شیث ابن ربعی ساتھ پانسو سوارون اور کے بختری کے متفق ہوا الغرض
قریب ہزار سوار نے اون چار تن کو بیچ مین لے لیا حضرت عبداللہ نے ساتھ اون دونون یارون کے
شیث کیطرف رخ کیا اور فیروزان نے بختری کی فوج پر تاخت کی اور اوسکے لشکر کو زیروزبر کیا عمر سعد
سے نقل ہی کہ وہ مردود کہتا تھا کہ خدا کی قسم فیروزان اوس دن اس قدر جنگ کرتا تھا کہ اگر ایک جام پانی کا
پیتا تو ہماری لشکر مین سے ایک بھی اوسکے ہاتھ سے نہ جیتا ایک سو بیس نیزہ سے اور بیس آدمی شمشیر سے
اوسنے ہلاک اور قتل کیے تھے آخر کو فیروزان کثرت حرب سے اور شدت تشنگی سے ناطاقت ہوگیا تھا کہ گھوڑے
سے ایک مردود کا نیزہ کھاکر گرا اور سپر سر پر رکھکر مخالفون سے لڑتا تھا کہ اسد بھی اوسکے پاس آپہونچا
اور چاہا کہ فیروزان کو اپنے گھوڑے پر سوار کرے کہ انبوہ کثیر نے دونون کو گھیر لیا اور ہر طرف سے
طعن اور ضرب نیزہ و شمشیر کی دی کہ اسد نے راہ شیستان شہادت کی لی پھر حضرت عبداللہ نے آکر قاتل
اسد کو قتل کیا اور فیروزان کو کہ چور زخمون سے ہو رہا تھا اپنے گھوڑے پر آگے اپنے بٹھایا گھوڑا کہ کئی دن کا
بھوکا پیاسا تھا دو آدمی کے بوجھ سے کھڑا ہو رہا حضرت عبداللہ سادہ پا ہو لیے اور فیروزان کو اپنے

لشکر مین سے چلے کہ راہ مین فرزوان نے راہ بہشت کی لی عبداللہ نے بہت گریہ کیا لکھا ہی کہ اوسوقت تک
حضرت شاہزادۂ عبداللہ کے بدن پر ستر زخم آچکے تھے اور آپنے بہت نابکاروں کو فی النار کیا تھا اور بہتیرون کو
زخمی کیا تھا کہ پھر آپ میدان مین آئے اور مقابل اپنا چاہا کسیکو تاب و توان نہین تھی مارے خوف و دہشت
کے کہ مقابل آئے اسمین عمر سعد نے اپنے لشکر والون کو گالیان دین کہ یوسف ابن الاحجار روبرو عمر سعد کے آیا
اور کہا کہ تو سپہ سالار ہے کیون نہین اس سے مقابلہ کرتا عمر سعد نے کہا کہ مجھکو ابن زیاد کا حکم لڑائی کا ہی لڑونگا نہین
ہے پس تم سب میرے فرمان بردار ہو اے ابن الاحجار جا تو اور اس لڑکے سے لڑ نہین تو مین تیری
شکایت ابن زیاد سے کرونگا ابن الاحجار ناچار میدان مین آیا اور عبداللہ کے ہاتھ سے جام مرگ کا پیا
پھر اوسکا بیٹا اور اوسکا بھتیجا میدان مین آکر آپکی ضرب تیغ سے دوزخ کو روانہ ہوا پھر حضرت عبداللہ نے
مبارز کو چاہا کوئی نہ نکلا حضرت عبداللہ تنگ ہو کر چپ و راست لشکر کے تاخت لائے اور بارہ نابکار
کو چاشنی موت کی چکھائی اور نیزہ سر مبارک پر بہراتے ہوئے اپنے لشکر مین بیچ خدمت حضرت امام حسینؑ کے
آئے اور کہا اے چچا صاحب العطش العطش آپ نے فرمایا اے جان چچا کی تیرے نانا اور باپ اب بہشت
مین تجھے پانی پلائینگے حضرت عبداللہ پھر اجازت لیکر میدان مین آئے اور زخم گران نیزہ اور تلوار اور
ناوک اور خنجر کے کھائے اور شربت شہادت کا نوش کیا حضرت امام برحق کو اور مخدرات عصمت کو اپنے
غم و درد مین بیہوش کر دیا **نظم** دردا کہ دل از حادثہ غمناک افتاد * در دیدہ ز سیل خاشاک افتاد حلد
نوبادۂ باغ عمر از شاخ امید * بے آنکہ رسیدہ بود بر خاک افتاد * **نظم** آہ اس درد سے ہر یار ہے غمناک پڑا *
اشک کے سیل سے ہے چشم مین خاشاک پڑا * پھل نیا باغ حسن کا جو عالم مین * شاخ امید سے جھڑ کر سر خاک پڑا *
روضۃ الاحباب مین محمد بن انس کی شہادت نہین لکھی ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عبداللہ کے ساتھ شہید
ہوئے بعد اونکے حضرت قاسم ابن الحسن اپنے برادر عزیز کی شہادت کو مشاہدہ کر کر اور آہ سرد دل پر درد سے
کھینچکر اپنے عم بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شاہزادہ دو جہان اگر حکم ہو دے
تو اپنے بھائی کا عوض ان بیدینون سے لون مین آپنے فرمایا اے جان عم تو حسن کی یادگار ہے اور
میرا انیس دل فگار ہے کیونکر تجھکو اجازت دون بعض لکھتے ہین کہ مادر قاسم کی خیمہ سے باہر نکل آئین اور
قاسم کا ہاتھ پکڑ لیا **فرد** اے بدم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرو * مرہم سینہ ام توئی مرہم دیدہ ہم توشو *
فرد اے گل خوشنما نہ تو میری نظر سے دور ہو * مرہم سینہ ہے جو تو چشم کا تو ہی نور ہو * لکھا ہی کہ حضرت قاسم

بے اختیار روتے تھے اور حضرت امام حسینؑ بھی زار زار روتے تھے کہ ایک مرتبہ دونون آپسمین گلے سے
ملکر بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش مین آئے حضرت قاسم رخصت چاہتے تھے اور آپ رخصت نہ دیتے تھے
یہانتک کہ قاسم نے ہاتھ اور پانٔون آپکے چومے اور بہت روئے تاکہ رخصت حاصل کی اور میدان مین
آئے اور باوجود چھوٹی عمر کے قتال عظیم کیا اور پینتیس مبارزون کو خاک ہلاکت پر ڈالا حمید نقل کرتا ہی
کہ مین عمر سعد کی سپاہ مین تھا اور نظارہ جنگ قاسم ابن حسن کا کرتا تھا کہ عمر بن سعید ازدی نے مجھسے کہا
کہ مین اس لڑکے پر حملہ کرونگا مین نے اوس سے کہا سبحان اللہ یہ کیا اندیشہ باطل ہی قسم ہی خدا کی کہ اگر
قاسم مجھے تلوار مارے تو اوسپر وار نہ کرون بس قاسم کا ساتھ اس گروہ کے چھوڑ کہ جنھون نے اوسکو
بیچ مین گھیر رکھا ہی اور تو قصہ نکر ابن سعید نے کہا واللہ مجھکو اب تحمل نہین رہا یہ کہکر متوجہ قاسم کے ہوا
اور ضرب شمشیر کی اوسکے سر پر دی کہ قاسم منہ کے بھل گر پڑا اور پکارا کہ یا چچا امام حسینؑ حضرت شبیر نے جب
اپنے بھتیجے کو دیکھا کہ خاک و خون مین غلطان ہوا مانند شیر کے کہ اوپر شکار گور کے تاخت لاتا ہی طرف ابن سعید کے
دوڑے اور ضرب تلوار کی دی کہ ہاتھ ابن سعید کا کہنی سے جدا ہوگیا اہل کوفہ ابن سعید کو اپنی سپاہ مین
لے گئے جب غبار اور گرد بیٹھی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ قاسم کے سر پر کھڑے روتے ہین اور اوسکے
قتل کرنے والے کو نفرین کرتے ہین پھر حضرت قاسم کو اوٹھا کر اہلبیت کی لاشون مین ملا دیا اور کہا اے
اہلبیت میرے صبر کرو اور خدا کا شکر کرو **فائدہ** جاننا چاہیے کہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ جب حضرت
امام حسینؑ نے اجازت میدان کی قاسم کو نہ دی تھی تو حضرت قاسم خیمہ مین جاکر سر زانو پر رکھے ہوئے
روتے تھے کہ اونکو یاد آیا کہ میرے باپ حسنؑ نے مجھکو ایک تعویذ دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ تو اسکو
اپنے بازو پر رکھیو جس دن کہ تجھکو غم و ملال بیحد در پیش آوے تو اوسکو کھول کر دیکھنا جو اوسمین لکھا
ہو اوسپر عمل کرنا پس آج کہ وہ دن ہی لازم ہی کہ مین اوسکو کھول کر دیکھون الغرض حضرت قاسم نے یہ دلمین
سوچ کر تعویذ اپنے بازو سے کھولا اور کاغذ کو ملاحظہ کیا اوسمین حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست مبارک سے
لکھا تھا کہ اے قاسم وصیت کرتا ہون مین تجھکو کہ جب میرا بھائی حسینؑ دشت کربلا مین درمیان
کوفیون اور شامیون کے گھر جاوے البتہ سر اپنے کو اوسکے قدم پر نثار کیجیو حضرت قاسم نے جب وہ وصیت نامہ
پڑھا ایسے خوش و خرم ہوئے کہ کبھی نہوئے تھے اور وہ کاغذ لاکر حضرت امام برحق کو دکھایا اور رن مین
جانے کی رخصت چاہی حضرت امام برحق نے خود اپنے بھائی حسن کا پہچانا اور قاسم کو گلے لگا کر روئے

کہ دونون بیہوش ہو گئے بعد اوسکے ناچار حضرت قاسم کو میدان کی رخصت دی اور یہ بات کہ عوام مین مشہور ہے
کہ حضرت امام حسین کو اوس وقت وصیت حضرت امام حسنؑ کی یاد آئی بیچ مقدمہ نکاح حضرت قاسم کے اور اوس وقت
حضرت قاسم کو خیمہ مین لیجا کر اپنی ایک بیٹی کے ساتھ نکاح کردیا کسی معتبر کتاب مین نہین ہو مگر ایک تو یہ نقل
منتخب التواریخ مین مین نے دیکھی ہو کہ وہ کتاب قصبہ ہرسو کے سیدونکے یہان ہی اور وہ کتاب اون
سیدون مین بہت سند ہی مشہور ہی اور روضۃ الشہدا مین دیکھی ہی لیکن عالمون کے نزدیک اور اہل
تاریخ کے نزدیک اس روایت کا اور اس نقل کا مطلق اعتبار نہین ہی اور جس تفصیل سے کہ روضۃ الشہدا
مین یہ احوال لکھا ہی محض غلط اور سراپا تکلف اور نامناسب ہی اسواسطے کہ ایسی باتین اون جنابون کے
شایان نہین ہین القصہ بعد شہادت حضرت قاسم کے ابوبکر فرزند حضرت علی بھائی حضرت امام حسینؑ کے اجازت
حضرت امام برحق سے لیکر میدان کارزار مین آشکار ہوئے اور عرصہ میدان کو بہت نامردون ستمگروہ سے
خالی کیا تاوقتیکہ نقد حیات کو بازار شہادت مین فروخت کیا اور قصر جنت کی طرف سبکرو ہوئے بعد
اونکے حضرت عمر فرزند حضرت علی کے باجازت امام برحق کے مخالفون سے جنگ کرکر اور داد شجاعت
کی دیکر روضہ رضاء پروردگار مین تشریف لیگئے بعد اونکے حضرت عثمان فرزند حضرت علی کے سبط نبی سے
رخصت لیکر دشمنون سی جا لڑے اور جرأت بے نہایت فرما کر خلد برین کے صدر نشین ہوئے بعد اونکے
حضرت عون فرزند حضرت علی کے جوان خوبصورت زیبا سیرت صافی طینت پاکیزہ طویت تھے بیچ خدمت
امام برحق کے حاضر ہوئے اور اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ اے بھائی دشمن بسیار ہین اور پیادہ اور سوار بیشمار
ہین حضرت عون نے جواب دیا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر کو لومڑیون کے ہجوم سے کیا
ڈر ہی اور شہباز کو جغد و بوم سے کیا خطر ہی قطعہ بکوشم درین حرب مردانہ وار ۔ نہ اندیشم از لشکر
بیشمار ۔ دل و دست بازو بجا آورم ۔ جہان بر عدو تنگ بار آورم ۔ قطعہ لڑونگا مین اعدا سے
مردانہ وار ۔ عدو ہین اگرچہ یہ ہین بیشمار ۔ بتائید حق قوت دست ہی ۔ مخالف سے بر لاؤنگا مین دمار
یہ عرض کی اور مرکب تیز رفتار اوٹھایا اور قلب سپاہ دشمن پر حملہ کیا اور بیچ دریاے ہیجا کے ساتھ
بازو توانا کے غوطہ لگایا کہتے ہین کہ ہزار سوار و پیادہ نے اونکو گھیر لیا حضرت عون نے شعاع برق
تیغ آبدار سے بینائی اوس فوج نابکار کی اوڑا دی اور صفون کی صفون کو درہم برہم کرکر بیچ خدمت
امام برحق کے حاضر ہوکے آپنے منھ اور آنکھین اونکی چومین اور کہا اے بھائی اپنے زخمون کی خبر کے

اندر جا کر باندھا اور ذرا آرام پکڑ عرض کی اے برادر بزرگوار تشنگی سے ہلاک ہوتا ہون بہتر یہ ہی کہ ساقی کوثر کے ہاتھ سے آب زلال فردوس کا نوش کرون ہین اور یہ جب میسر ہو کہ جام شراب شہادت کا پہلے پیون مین القصہ حضرت عون کمیت گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ گھوڑا تھا کہ حضرت شاہ مردان شیر یزدان نے اپنی حالت حیات مین حضرت عون کو بخشا تھا اور زرہ داودی اور تیغ یمانی حمائل کی اور نیزہ خطی ہاتھ مین لیا او حضرت امام برحق سے اجازت لیکر رو میدان کی طرف کیا شور و غلغلہ سپاہ مخالف مین پڑا اور ہر خرد و کلان دیکھکر کا ہنے لگا فرد چہ آفت است کہ باز این سوار پیدا شدہ؛ کہ ماہ سر ونہ بالائے زین برون آمدہ؛ قطعہ کہتے تھے وہ پھر سوار آیا؛ تو آفت روزگار آیا؛ ہی سر فرمین زین پہ نکلا؛ وہ رونق کارزار آیا؛ الغرض قریب دو ہزار سوار کے حضرت عون کے گرد ہو گئے اور یہ سوار نامدار خلف صاحب ذوالفقار جس طرف حملہ کرتے تھے کشتون کے پشتے لگ جاتے تھے آخر کار ابن حیدر کرار ساتھ طعن نیزہ ابن خالد ابن طلیع کے مرکب سے زمین پر گر پڑا اور پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری محبت کے لیے مرکہ دنیا مین پیدا ہوا تھا اور تیری وفاداری مین میدان آخرت کو جاتا ہون مین بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرد گر بہم خاک گشت بر ور تو؛ باد جانا سعادت سر تو؛ فرد یہ سر جو خاک در یار ہو تو بہتر ہے؛ فدا قدم پہ جو سو بار ہو تو بہتر ہو۔ بعد شہادت عون ابن علی کے حضرت جعفر فرزند علی کے امام برحق سے اجازت لیکر معرکہ قتال مین آکر او رداد مردانگی دیگر قریب اپنے بھائی کے بہشت راحت سرشت مین رونق افزا ہوئے بعد اونکے حضرت عبداللہ فرزند حضرت علی کی ساتھ دیدہ گریان کے اور دل بریان کے آگے شاہزادہ دو جہان کیواسطے اجازت میدان کے حاضر ہوئے اور عرض کی قطعہ اے غمت تخم شادمانیہا؛ وصل تو اصل کامرانیہا؛ میروم کو نہاے غم بردل؛ ہمی برم از ورت گرانیہا؛ قطعہ غم عشق اپنی شادمانی ہی؛ وصل دلدار کامرانی ہی؛ کوہ غم دل پہ رکھ کے ہم تو چلے؛ کوئی دم کی یہ زندگانی ہی؛ ای بھائی طاقت میری بھائیون کی جدائی سے طاق ہوئی اور جان میری میدان محبت مین پائمال فراق ہوئی الغرض عبداللہ اجازت لیکر متوجہ مصاف گاہ کے ہوئے لکھتے ہین کہ ایک سو ستر مخالف مارے اور پھر آپ درجات جنات مین سدھارے فرد نجات یافت ازین دامگاہ رنج و عنا؛ نزول کرد بدرجات جنت الماوا فرد رنج و عنا کی قید سے پائی نجات ہی؛ جنت ہی سیر گل ہے ہین اور بات ہی؛ بعد اونکے حضرت عباس علی فرزند حضرت علی مرتضی کے حالات برادر ونکے دیکھکر بہت

روئے اور مضمون اس بیت کا کہا فرد آیا برادران و عزیزان گجا شدند ٭ در دشت کربلا ہمہ از ہم جدا شدند
فرد بھائی عزیز و یار ہمارے وہ کیا ہوئے ٭ آپس سے کربلا کی زمین مین جدا ہوگئے ٭ اور علم لیے ہوئے آنحضرت
امام برحق کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے برادر بزرگوار دا حسرہ سید نامدار یار اور بھائی سب
دار القرار کو کوچ کر گئے اور احباب اور اصحاب سارے گذر گئے بندہ کے حال پر بھی عنایت کیجیے اور اجازت
میدان کی دیجیے حضرت امام برحق نے گریہ و زاری کی اور کہا اے بھائی عباس تم بھی ہماری کی عرض کی یا
ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اب دنیا سے بہت تنگ ہوا ہون اسواسطے آمادہ جنگ ہون مین چاہتا ہون
مین کہ دادا اپنے بھائیون کی ستمگارون بیوفا سے لون مین اور لشکر ان کوفہ و شام کو بیجان کر دیتا ہون
آپنے فرمایا اگر یہ تیری مراد ہے تو میدان مین جاؤ اور پہلے حجت دین کی اونپر اوٹھاؤ نصیحت اور پند کو
سنا اگر نہ مانین تو پھر ٹھیک اونکو بنا الغرض عباس علی سبط نبی سے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجازت حاصل
کرکر عرصہ حرب گاہ مین نمودار ہوئے اور خلف حیدر کرار مبارز نامدار اور شجاع عالیمقدار تھے جرأت اور قوت
حضرت شاہ مردان سے میراث رکھتے تھے رایت فتح و نصرت کا ہمیشہ بلند کرتے تھے اوس وقت اوپر مرکب
تیز پا آہن چار عد صدا برق نما کے سوار ہوکر ساتھ تیغ مصری اور سپر کی اور خود رومی کے مقابل اعدا سے
بیدین اور اشقیاے بدآئین کے ہوئے فرد برقے گرفتہ در کف و ابر سے بہ پیش رو ٭ ماہی نہادہ بر سر و
چرخی بزیر ران فرد ابر کے مانند ڈھال اور تیغ بجلی کی نشان ٭ خوشنما ماہ مثل چرخ مرکب زیر ران ٭
عرصہ جنگ گاہ مین آکر عنان مرکب کی تھامی اور پہلے اوس قوم کو نصیحت کی جبکہ عصیان اور نافرمانی مخالفون
کی دریافت فرمائی حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین آکر عرض کی روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ اسی اثنا مین
صدا العطش کی اور آواز زاری اہلبیت کی بیچ کان عباس کے پہونچی اور بیتاب اور بے طاقت ہوکر مشک
کاندھے پر ڈالی اور سقاگری اپنے بھائی حسین کے ہان کہلی اور آب فرات پر پہونچے اثنا راہ مین پانسو
سوار نے اونپر حملہ کیا اور روار نیزہ و تیر و ناوک کا دیا آپنے سپر سر پر رکھکر نیزہ بازی سے اسّی آدمیون کو مار اور
جان سے بے جان کیا اور باقی کو پراگندہ کرکر اپنے گھوڑے کو دریا مین ڈالا کہ مخالفون نے تیر و نیزہ سے
آہنگ جنگ کا ساز کیا حضرت عباس علی یہ رجز پڑھتے ہوے دریا سے نکلے ابیات عباس علی است
شیر غازی ٭ از بیشہ شیر حجازی ٭ آوردہ بزیر ران و در دست ٭ آب مینی و باد پای تازی ٭ سر سے بازم
مگر گیسم ٭ نزدیک خدا لے سرفرازی ٭ ابیات عباس علی ہے شیر غازی ٭ فرزند شہ علی حجازی ٭

قبضے مین رکھی ہی آب مئی ٭ پیچھے رانون کے باد تازی ٭ سر کو دیتا ہی تاکہ پاوے ٭ نزدیک خدا کی سرفرازی

لوگ اونکی شمشیر اور نیزہ کے خوف سے ہٹ گئے کہ آپنے پھر گھوڑے کو دریا مین ڈالا اور مشک کو پانی سے
بھرا لکھتے ہین کہ آپنے چاہا تھا کہ پانی پیون لیکن نہ پیا شاید کہ حضرت امام برحق کی تشنگی یاد آئی اور تنہا پانی
پینا مروت نہ جانا آلغرض گھوڑے پر سوار ہوکر اور مشک داہنے ہاتھ مین لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے کہ سوار
و پیادہ بے شمار گرد ہوئے اور پے در پے زخم تیر اور نیزہ کے آپکے بدن مبارک پر آنے لگے یہانتک کہ داہنا ہاتھ
آپکا شانہ سے جدا ہوگیا کہتے ہین کہ مشک آپنے بائین کاندھے پر لی پھر اوسکو بھی ظالمون نے بدن سے
جدا کیا پھر مشک اپنے دانتون مین پکڑی کہ ایک تیر آکر مشک مین لگا اور سوراخ ہوگیا آپنے فرمایا کہ کیا
حکمت الٰہی ہی کہ پیاسون کے حلق مین قطرہ پانی کا نہین پہونچتا ہی **قطعہ** یا آب شور جہان ترکن لب ہمت

کہ شربت تو مہیاست از شراب طہور ٭ بدین مضیق فنا دل منہ بجای دگر ٭ برای عشرت تو برکشیدہ اند قصور ٭

قطعہ یا آب تلخ جہان کا نہ اپنے لب پر رکھ ٭ کہ تیرے واسطے تیار ہے شراب طہور ٭ سرائے تنگ فنا
مین نہ دل لگا کہ وہان ٭ برائے عیش مہیا ہوئے ہین حور و قصور ٭ بعد اس حال کے عباس گھوڑے سے گرے
اور جنات فردوس مین جاکر آب کوثر سے سیراب ہوئے حضرت امام برحق بہت روئے اور فرمایا کہ اب
پیٹھ میری ٹوٹ گئی بعد شہادت عباس علی کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام اور حضرت علی اکبر علیہ السلام باقی رہی مردون مین سے اور ایک طفل صغیر یعنی علی اصغر علیہ السلام
کہ نام اونکا عبد اللہ ہی پس حضرت امام حسین نے سلاح اپنے بدن مبارک پر آراستہ کیے اور بذات خود ارادہ
میدان کا کیا حضرت علی اکبر نے جب دیکھا کہ پدر بزرگوار امام نامدار نے قصد میدان کا فرمایا تب وہ فرزند
رشید اپنے پدر سعید کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار یہ بات خدا نکرے کہ مین بے
آپکے ایک لمحہ دنیا مین رہون آپ مجھکو ظالمون مین نہ چھوڑیے اور اتنا توقف فرمائیے کہ مین اپنی جان
کو آپکے قدمون پر نثار کرلون شہربانو بی بی حضرت امام حسین کی اور بہنین اور بیٹیان حضرت امام ہمام کی
سب اوس دم حضرت علی اکبر کے ہاتھون اور پاؤن پر پڑتی تھین اور رن مین جانیکو منع کرتی تھین اور
حضرت امام برحق بھی روتے تھے اور اجازت ندیتے تھے جبکہ علی اکبر نے نہایت زاری کی اور قسمین عظیم
دین تب حضرت امام برحق نے سلاح اپنے دست مبارک سے علی اکبر کے بدن پر آراستہ کیے اور
زرہ اپنی پہنائے اور پٹکہ حضرت علی مرتضی کا کمر کو باندھا اور خود فولادی اونکے سر پر رکھا اور گھوڑے پر

سوار کیا مان اور بہنین علی اکبر کی لگام اور رکاب گھوڑے کی نہ چھوڑتی تھین اور بجاے آنسون کے خون
آنکھون سے برساتی تھین آپنے فرمایا کہ ہاتھ علی اکبر سے اوٹھاؤ کہ وہ ارادہ آخرت کے سفر کا رکھتا ہے **فرد**
جانم بجانب سفر آہنگ میکند ٭ صحرا و دشت بر دل ما تنگ میکند ٭ **فرد** سفر کا جو یہان تو جان مین
آہنگ کرتا ہے ٭ بیابان کو بھی میرے دل پہ اس دم تنگ کرتا ہے ٭ پس علی اکبر پدر و مادر اور خواہر کو
وداع کر کے میدان مصاف گاہ مین آشکار ہوئے اکثر تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر
اٹھارہ برس کے تھے اور روے مبارک اونکا مانند آفتاب کے اور گیسو اونکے مثل مشکناب کے اور
از روی خلق اور خلق کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہت تمام رکھتے تھے
جس وقت کہ میدان مین تشریف لائے فضاے حرب گاہ کی شعاع رخسار اونکے سے نورانی ہو گئی اور تمام
سپاہ عمر سعد کی خوبی اور جمال اونکا دیکھکر حیران ہوئی اور عمر سعد سے پوچھنے لگے **قطعہ** این کیست
سوارے کہ بلاے دل و دین ست ٭ صد خانہ برانداختہ در خانۂ زین ست ٭ ماہیست درخشندہ کہ بر پشت
سمندست ٭ سرویست خرامندہ کہ بر روے زمین ست ٭ **قطعہ** یہ آفت جان کون ہے یان اہل زمین مین
صد خانہ برانداز زمان خانۂ زین مین ٭ ہے جلوہ گر اس پشت فرس پر مہ تابان ٭ ہے سرو خرامندہ
کوئی لشکر دین مین ٭ عمر سعد نے کہا یہ فرزند ارجمند حسین علیہ السلام کا ہے اور شکل وشمائل مین حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت تمام رکھتا ہے الغرض حضرت علی اکبر نے میدان مین گھوڑا
جولان کیا اور یہ رجز پکار کر پڑھا **فرد** انا علی ابن الحسین ابن علی ٭ نحن بیت اللہ اولی بالنبی ٭ **فرد**
مین علی ابن حسین ابن علی ٭ کعبہ اللہ اور ہم جان نبی ٭ روایت ہے کہ حضرت علی اکبر میدان مین ہر چند
مبارز او مقاتل کو چاہتے تھے لیکن اونکے مقابل کوئی نہ آتا تھا کہ آپنے بہ تنگ ہو کر چپ و راست
لشکر مخالف کے تاخت اور دوڑ کی اور مخالفون کو تھوڑی دیر مین زیر و زبر اور درہم برہم کردیا اور
میدان سے پھر کر پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا یا اباہ العطش العطش **فرد** تشنگی نے مجھے
ہلاک کیا ٭ غم فرقت نے دردناک کیا ٭ اے پدر بزرگوار اگر ایک جام آب کا میسر ہو تو پھر مین دمار اس
قوم نابکار سے نکالتا ہون حضرت امام برحق نے رو کر حضرت علی اکبر کو اپنے روبرو بٹھالیا اور دست
مبارک سے خاک چہرہ منور کی پونچھی اور انگشتری اپنی علی اکبر کے دہن مین دی کہ اوسکو اونھون نے چوسا
اوسکی برکت سے تشنگی کچھ کم ہوئی اور پھر میدان مین آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے کہ مضمون اوسکا یہ ہے

ابیات ساقی کوثر آب میخواہد ٭ میر مجلس شراب میخواہد ٭ بچہ شیر در طریق خطر ٭ راہ آب از کلاب میخواہد
مومنان در بہشت بنگر ملہ ٭ سوے دوزخ شتاب میخواہد ٭ ابیات ساقی کوثر آب چاہتا ہی ٭ میر مجلس شراب
چاہتا ہے ٭ بچہ شیران سگون سے آہ ٭ اب کہان پیچ و تاب چاہتا ہے ٭ مومنان اہل بیت کا لشکر
راہ دوزخ شتاب چاہتا ہو ٭ القصہ میمنہ اور میسرہ تاخت کی اور طارق بن شیث اور طلحہ بن طارق اور
مصراع کو کہ نامی پہلوان اور دلاور تھے ساتھ طرح طرح کی صفت سپاہگری اور نیزہ بازی اور شمشیر اندازی سے
مارا اور راہ عدم کو راہی کیا جس وقت کہ مصراع کے سر پر آپنے شمشیر آبدار کی دی تلوار نے سر سے تا زین اسپ
کاٹا اور وہ مردود دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر آدھا اودھر گر پڑا خروش اور فریاد لشکر مخالف سے اوٹھی پھر
علی اکبر کو دو ہزار سوار نابکار نے گھیرا اور آپنے نیزہ بازی کے کرتب سے بیشمار آدمیون کو مقتول و مجروح
کر کے سبکو آگے رکھ لیا اور قلب لشکر تک لڑتے ہوئے چلے گئے اور وہان سے پھر کر اپنے پدر بزرگوار
کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا یا اباہ العطش العطش حضرت امام حسین علیہ السلام بہت روئے اور
فرمایا اے جان پدر غم مت کہا کہ آب کوثر سے سیراب ہوگا تو حضرت علی اکبر اس بشارت سے خوشنود
ہو کر میدان مین آئے اور راست و چپ لشکر کے تاخت لائے اور بدن مبارک پر بیشمار زخم کھا کے
آخر کو ساتھ طعن نیزہ ابن نمیر کے گھوڑے سے زمین پر گرے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام گھوڑا دوڑا کر
اور فوج مخالف کو بضرب نیزہ اور شمشیر ہٹا کر میدان سے علی اکبر کو اوٹھا کر خیمہ مین لے آئے اور روح پاک
اونکی بیچ مقام قدس کے پہونچی احوال حضرت امام برحق کی گریہ و زاری کا اور حضرت شہر بانو کی بیقراری کا
اور حضرت زینب اور کلثوم کے رونے کا اور سکینہ کے بلکنے کا خارج از رقم ہی اور اوسکے رقم سے حیران اور
عاجز قلم ہی کسی شاعر نے خوب بیتین کہین ہین ابیات اے عزیز پدر کجا رفتی ٭ در کنار پدر چرا رفتی
برنخوردی ز بوستان حیات ٭ سوے کاشانہ بقا رفتی ٭ اگر از کلبۂ فنا رفتی ٭ بسرا پردہ بقا رفتی ٭
مصطفے جد تست میدانم ٭ تو بہ نزدیک مصطفے رفتی ٭ فرع زہرا و مرتضی بودی ٭ بسوے اہل خود فرا رفتی ٭
ابیات اے عزیز پدر یہان سی گیا ٭ میرے پہلو سے اوٹھ جہان سی گیا ٭ پھل نہ چکھا حیات سی تو نے
اے میرے پھول گلستان سی گیا ٭ آہ دار البقا مین جا بیٹھا ٭ چھوڑ کر مجکو اس جہان سے گیا ٭ جا ہی پہونچا نبی کی خدمت
مین ٭ جبکہ دنیا مین اپنی جان سے گیا ٭ پاس زہرا و مرتضی کے ہو ٭ تو کہ دنیا کے درمیان سے گیا ٭
فرد ماہ نو را چہ اتفاق افتاد ٭ کہ چنین زود در محاق افتاد ٭ فرد تا دامن آن تازہ گل از دست برون شد

چون غنچہ دلم تہ بتہ آغشتہ بخون شد **فرد** گیا نہ تو کو اتفاق ہوا نہ بلی ترقی کیے محاق ہوا ٭ وہ دامن گل ہاتھ سے
میرے جو برون ہی ٭ یہ غنچہ دل تہ بتہ آغشتہ خون ہی ٭ **فصل** جاننا چاہیے کہ جب امام حسین نے دیکھا کہ
یار مددگار غمخوار ہوا دار نہ رہا اور مخدرات حجرات عصمت اور طہارت کی خروش و فغان کرتی ہین تب فرمایا
کہ اے پردگیان حرم نبوت اور اے پرورش یافتگان پردہ عفت خاموش ہو تو دشمن شماتت نکرین اور
صبر اور شکیبائی اختیار کرو تو ثواب بیحساب پاؤ پھر آپنے اپنی بیٹی سکینہ کو کہ خردسال تھین پیار کیا اور گلے
لگایا اور زینب و کلثوم سے اونکی دلداری اور شفقت کے لیے وصیت کی اور بہنون کو اور بی بی کو وصیت
کی کہ اس مصیبت مین زنہار زنہار سر نکھولنا اور طمانچہ منھ پر اور سینہ پر نہ مارنا اور کپڑے نہ پھاڑنا اور بیان
نکرنا اور چلا چلا کر نہ رونا کہ یہ گناہ عظیم ہی اور کار جاہلون کا ہی پر مین فقط رونے سے منع نہین کرتا کہ یہ کام
غریبون اور دردمندون کا ہی اس اثنا مین علی اصغر کہ طفل شیر خوار تھے تشنگی سے اور خشک ہونے شیر مادر
سے قریب ہلاکت کے پہونچے حضرت امام حسین یہ حال اپنے نونہال کا دیکھکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور علی اصغر
کو اپنی گود مین اوٹھالیا اور آگے مخالفون کی صف کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے قوم موافق تمہارے
گمان کے تقصیر وار ہون تو مین ہون اس طفل نے تو کچھ تقصیر نہین کی ہی ایک گھونٹ پانی کا اسکو دو کہ یہ
بچہ بغیر پانی کے ہلاک ہوتا ہی اون سنگین دل جفاکارون نے کہا کہ ہم تمکو اور تمہارے بچون کو بغیر اجازت
ابن زیاد کی ہرگز ہرگز ایک قطرہ پانی کا ندینگے اور ایک ملعون نے اوس قوم بیحیا مین سے تیر حضرت امام
برحق کی طرف مارا کہ وہ علی اصغر کی حلقوم مین لگا کہ طائر روح اوس معصوم کا آشیانہ قدس کو پرواز کر گیا پس اپنے
لاش علی اصغر کی لاکر اونکی والدہ کے حوالہ کی اور کہا کہ یہ لڑکا آب کوثر سے سیراب ہوا پھر آپنے رہین تھوڑی سی
کھود کر پاس خیمہ کے اوس معصوم کو دفن کیا حضرت شہربانو اور بیبیان اہل بیت کی اوس طفل بیگناہ کے
غم مین فغان و زاری کرتی تھین اور حضرت امام برحق بے اختیار روتے تھے **ابیات** تا جدا گشتی از کنار پدر ٭ تیرہ شد بی تو روز گار
پدر ٭ غمگسار پدر تو بودی و گشت ٭ بی تو یاد تو غمگسار پدر ٭ تو برفتی ز پیش و از پس تو ٭ تیغ خونریز شد بود جان پدر ٭
ای گل سرخ ناشگفتہ شہور ٭ نہ ورفتی ز بوستان پدر ٭ **ابیات** گودی سے اپنے باپ کی بیٹا جدا ہوا ٭ کمسن
اسکو تیر یہ وار القضا ہوا ٭ آرام جان لخت جگر جبکہ اوٹھ گیا ٭ بیتاب و بیقرار وہ سیماب سان ہوا ٭ حسرت سے
جان پدر بھی وہ مر گیا ٭ درد و غم و الم مین پدر مبتلا ہوا ٭ وہ گل ابھی نتھا باغ دہر مین ٭ باد خزان نے جدا کر دیا آہ
کیا ہوا ٭ معصوم کو بھی شوق شہادت کا ہوا **وصال** راہ خدا مین باپ سے پہلے فدا ہوا ٭ روایت ہو کہ حضرت امام

زین العابدین فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کے نہایت بیماری مین مبتلا تھے کہ طاقت نشست و برخاست
کی نرکھتے تھے جب اونھون نے دیکھا کہ پدر بزرگوار خلف شیر پروردگار تنہا بے یار و مددگار رہگئے اور آپ بذات خود
قصد میدان کا کرتے ہین تب وہ بدشواری تمام اوٹھکر اور نیزہ ہاتھ مین لیکر میدان کارزار کی طرف چلے کہ نظر
حضرت امام برحق کی اپنے فرزند بیمار نور چشم زار پر پڑی کہ رن کو جاتا ہی اور ناتوانی سے پاؤن اونکا لڑکھڑاتا
ہی بے اختیار ہوکر دوڑے اور حضرت زین العابدین کو پکڑا اور منع کیا اور فرمایا کہ اے بیٹا نسل میری تجھسے دنیا
مین رہیگی اور خلق تجھکو پدر اہلبیت کہیگی یہ فرماکر اونکو خیمہ مین لیگئے اور بہت وصیت فرمائی اور نعمت عرفان
کی اور معرفت قرآن کی کہ سینہ بسینہ آپکے خزانہ باطن مین محفوظ اور مشحون تھی حضرت زین العابدین کو بخشی
اور سونپ دی اور حضرت شہربانو سے کہا کہ جا مدانی میرے ہتھیار دلن کی لاؤ **ابیات** اینکہ آمد نوبت من
الوداع ۞ الوداع اے عترت من الوداع ۞ رود واماے شما خواہد شدن ۞ سوزناک از فرقت من الوداع
دمبدم خواہید چون ابر بہار ۞ گریہ گرد از حسرت من الوداع ۞ **ابیات** آئی اب نوبت ہماری الوداع
دل ہلے اے دختر پیاری الوداع ۞ عترت حیدر خدا حافظ کا اب ۞ پھرتے ہین ہم اپنی باری الوداع ۞
ہم ادھر جاوینگے اور تم ادھر سے ۞ بس کروگی آہ و زاری الوداع ۞ ہوگی آنکھون سے تمھاری رات دن ۞
بارش ابر بہاری الوداع ۞ دل ہی جو یاد وصال یار اب ۞ ہجرنے حد جان ماری الوداع ۞ بعد آنے جامدانی کے حضرت
امام برحق نے قبائے جامہ مصری تن مبارک پر چپ و راست کی اور عمامہ شریف رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سر مبارک پر رکھا اور سپر حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کی پیٹھ پر ڈالی اور ذوالفقار حیدر کرار کی
حمائل کی اور نیزہ ہاتھ مین لیا اور گھوڑے پر کہ ذوالجناح اوسکا نام تھا سوار ہوئے اور قصد میدان کا کیا
کہ پردہ نشینان حجلہ عصمت و طہارت کی رونے لگین اور رو رو کر جان اپنی کھونے لگین کہ شاہزادہ
دو جہان واسطے جنگ اعدا کے تو جاتا ہی اور ہمکو تنہا چھوڑتا ہی آپنے فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کے
سپرد کیا کہ وہ وکیل اور کفیل میرا اور تمھارا ہی وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا یہ کہکر میدان مین دشمنون کی صف کے روبرو
استادہ ہوے اور نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور زبان عربی مین یہ رجز اس مضمون کا پڑھا **ابیات**
جد من خیر الورا افضلترین انبیاست ۞ آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست ۞ منقبتہاے پدر گر برشمارم
در نیست ۞ در دو درج لافتی و بدر برج ہل اتی ست ۞ مادرم خیر النسا فرزند خاص مصطفے ست ۞
برکمال او کلام صفحۂ ستی گواہ است ۞ وز برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسن ۞ آنکہ سبط مصطفی و نور چشم مرتضی ست

ہست عمم جعفر طیار کاندر باغ خلد ٭ دائماً پرواز او تا آشیان کبریاست ٭ حمزہ سرخیل شہیدان باشدم عم پدر
اینچنین اصل و نسب در جملہ عالم کراست ٭ اے ستمگاران سنگین دل کہ اخلاق شما ٭ بیوفائی و نفاق و حیلہ و جور و جفاست
جملہ فرزندان و خویشان و عزیزان مرا ٭ قتل کردید این چہ آئین است این طغیان چراست ٭ این زمان بر ہلاک من
کمر ہا بستاید ٭ کشتن من در کدامی مذہب ملت روا است ٭ تشنہ لب فرزند یاران و من از بی مروم ٭ در قیامت حضرت
حق حاکم ما و شما است ٭ ابیات نانا مرا بلاشک سردار انبیا ہی ٭ خورشید اوج عزت کونین کی ضیا ہی ٭ در
درج لافتی کا میرا پدر علی ہی ٭ سر برج ہل اتی کا بھی شاہ مرتضی ہی ٭ خیر النسا ہی مادر شاہ حسن برادر ٭ دو بارہ
ہمبر یہ جان مصطفی ہی ٭ میرا چچا ہی جعفر طیار نام اوسکا ٭ پرواز اوسکی دائم تا عرش کبریا ہی ٭ بیشک چچا پدر کا یہ
امیر حمزہ ٭ ہی سرور شہیدان سردار اتقیا ہی ٭ مجھسا حسب نسب مین پردہ پہ اس جہان کے ٭ اے اشقیا
بتاؤ ہان کون دوسرا ہے ٭ اے قوم ظلم پیشہ تم مین رہا ہمیشہ ٭ حمق و نفاق و حیلہ جور و ستم جفا ہی ٭ تمنے کیے
جواب قتل فرزند و خویش میرے ٭ پھر قتل مین ہو میرے کس دین مین روا ہی ٭ سارے گئے پیاسے اور مین
بھی تشنہ لب ہون ٭ جاونگا جبکہ تم مین حاکم وہان خدا ہی ٭ پھر آپنے فرمایا کہ اے قوم تم اگر خدا جلشانہ پر اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہو تو مجھپر ستم اور ظلم کرنا روا است رکھو اور پانی مجھسے بند
نکرو کہ فردا عرصات قیامت مین میرا نانا اور باپ تمکو حوض کوثر سے پانی ندینگے پس تم مجھکو یا کسی
طرف جانے دو یا میرے اہل و عیال کو پانی دو کہ مین قیامت کو تمسے کچھ خصومت اور جھگڑا نکرونگا اور جو تم
اس حرکت سے باز نہین آتے تو خیر رضینا بقضاء اللہ شام کے اور کوفہ کے لوگ یہ سنکر خدا کے
غضب سے ڈرنے لگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی پر رونے لگے بحری ابن ربعہ اور
شیث بن ربعی اور شمر ذی الجوشن کہ سگ سیرت اور پلید طینت تھے اندیشہ مین آئے کہ ایسا نہو کہ
لوگ خوف الہی سے حسین علیہ السلام کو چھوڑ دین اور کام ہاتھ سے نکل جاوے پس بہ زجر رو برو حضرت
امام حسین علیہ السلام کے یہ تینون ملعون آئے اور کہا یا ابن ابی تراب قصہ کو تاہ کر اور تکبر سر سے نکال ڈال
اور عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حاضر ہو اور یزید کی بیعت قبول کر تو اس مہلکہ سے خلاصی پاوے
اور جو تو یہ نہ مانے گا تو ہم پانی مطلق نہ دینگے اور تو تشنگی سے ہلاک ہو جاویگا حضرت امام بر حق نے
سنگدلی اور بیحیائی اونکی سے تعجب کیا فائدہ جاننا چاہیے کہ ارباب سیر کے لکھتے ہین اور یہ لکھنا اونکا
حق ہی کہ اسمین کچھ شبہہ و شک نہین ہی [illegible] آتش [illegible] کے [illegible]

مبارزان اور بہادر میدان کی حرارت اور گرمی جنگ بے درنگ اونکی سے گریزان تھے اور پہلوان عظیم الشان
معرکہ کی قوت اور شجاعت اونکی سے ترسان تھے اور حضرت امام برحق انجام کار اور مآل احوال انسے عالم اور واقف
تھے اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اس معرکہ سے خبرین
پہلے بار بار دین تھین پس اوس قوم بدانجام کو بار بار فہمایش کرنا اور اپنی تشنگی اور بیکسی کا حال زبان مبارک پر
لانا محض واسطے قائم کرنے حجت اور دلیل کے تھا اوس قوم پر کہ حق تعالی کے روبرو کوئی بات اپنی طرف عائد ہووے
اور شاید کہ خدا تعالی کسی کسی کو اس قوم مین سے توفیق اور ہدایت دیوے الغرض اوس حال مین بھی پرورش امت
کی منظور تھی اور برائی امت کی آپکے دل سے سو سو کوس دور تھی کسیکا خوب شعر ہے شعر وہ جو حوصلہ ہے حسین کا
نہ تو دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے چلی اوسکے حلق پہ جب چھری کہا عاشقون کی یہ عید ہے القصہ عمر سعد نے ہانک
اپنے لشکر پر ماری کہ ہان حسین کو بات نہ کرنے دو اور جلد اسکا کام تمام کرو ساری فوج عمر سعد کے خوف
سے حضرت امام برحق کے قتل پر مستعد ہوگئی اول سب سے تمیم بن قحطبہ کہ شام کا سردار مبارز نامدار تھا آپکے مقابل آیا
اور آپنے پہلے حملہ مین تیغ بیدریغ سے گردن اوسکے بدن سے جدا کردی کہ وہ کئی قدم پر جا کر پڑی فوج ساری آپکی
تیز دستی دیکھکر ہراسان ہوئی اور کوئی مقابل نہ آیا آخر کو یزید ابطحی آپکے مقابلہ مین نمودار ہوا اور وہ مبارز
دعراق مین مشہور اور معروف تھا اور جلادت اور شجاعت مین مصر اور روم تک اوسکی دھوم تھی بیباکانہ آتے ہی
حضرت پر حملہ کیا اور آپنے تلوار اوسکی خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار آبدار کا کمر پر دیا کہ بدن اوسکا لکڑی کے
مانند دو نیم ہوگیا پھر بسبب غلبہ عطش کے آپنے دریائے فرات کا قصد کیا کہ فوج مخالف آپ مین اور فرات
مین حائل ہوئی اور لب فرات مرکب اوٹھایا اور تیغ بیدریغ سے سر مخالفون کا مانند برگ خزان کے جھاڑ اینا
تک کہ تمام فوج کو پراگندہ کر دیا اور راستہ آب فرات کا کشادہ کیا اور دریائے فرات پر پہونچے اور
گھوڑا اپنا پانی مین ڈالا اور چلو مین پانی پینے کو اوٹھا کر اور لب تک لاکر گرا دیا اور نہ پیا ایسا ہی بعضی
کتابون مین لکھا ہے شاید کہ نہ پینے کی وجہ یہ ہوگی کہ آپکو تشنگی اہلبیت اور اہل وعیال کی اوس وقت
یاد آئی ہوگی اور تنہا پانی پینا مروت سے بعید سمجھا ہوگا القصہ آب فرات سے نکلکر آپ اپنے خیمہ کی
طرف تشریف لائے لکھتے ہین کہ فرات سے خیمہ تک چار سو آدمی آپ نے مارے پھر آپ اپنے خیمہ مین آئے اور
حضرت زین العابدین کو گلے لگایا اور پیشانی پر اوسکے بوسہ دیا اور سب اہلبیت کو وصیت اور نصیحت اور
تشفی اور تسلی فرمائی روایت ہے کہ حضرت [illegible] یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مین اس ملک مین غریب ہون سوا تیرے میرا کوئی نہین اور تیری بہنین اور بیٹیان اولاد پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہین کسی حلال زادے حرام زادے کو ان پر دست قدرت نہوگا اور سب طریقہ حرمت کا
انکے ساتھ نگاہ رکھینگے مگر مین کہ بیٹی یزدجرد بادشاہ کی ہون مبادا کہ دشمن قصد میرا کرین اور حرمت
حرم محترم تیرے کی نرکھین آپنے فرمایا اے شہربانو تو خاطر جمع رکھو اور غم نکھا کہ کسیکو تجھپر قدرت نہوگی اور
کوئی تیرا قصد نکریگا اور تو ہمیشہ عزت اور حرمت کے ساتھ رہیگی انشاء اللہ تعالے القصہ حضرت امام حسینؑ نے
ایک ایک کو اپنی اولاد سے اور اہل بیت سے وداع کیا اور یہ وداع آخری تھی کہ پھر میدان سے پھر کر
خیمہ کو تشریف نہین لائے اور اس وداع کے بعد فردوس برین کو رونق افزا ہوے روایت ہے
کہ حضرت امام برحق خیمہ سے میدان کارزار مین آئے اور مبارز چاہا عمر سعد نے کہا کہ اے لوگو حسینؑ
علیہ السلام نہایت تشنہ لب ہے اور قریب ہلاکت کے ہے تمکو لازم ہے کہ اب سب ملکر ایکبارگی حملہ کرو اور کام
اوسکا تمام کرو کہ ایک مرتبہ سارے لشکر نے حرکت کی اور پسر شیر کردگار کو اون روباہ طبیعتون نے بیچ مین
گھیر لیا اور وہ سرور شہدا خلف علی مرتضی مانند شیر غران کے ساتھ تیغ بران کے درمیان اہل طغیان کے
کرتب سپاہگری اور بہادری کے اس طرح سے کرتا تھا کہ ہر جن وانس دیکھکر صلی علی پڑھتا تھا اور ارکان
زمین کو ساتھ صدا انا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تزلزل مین ڈالتا تھا اور شعاع شمشیر برق نما
سے مانند صاعقہ کے چشم دشمنان کو خیرہ و تیرہ کردیا تھا القصہ دشمنون نے ہر طرف سے حضرت امام برحق
پر حملہ کیا اور تیر باران کیا کہ تن نازنین سراپا زخمی ہوگیا مگر اس حال مین بھی جنگ سے بہ تنگ نہوتے
تھے اور کشتی حیات اعدا کی غرقاب فنا مین ڈبوتے تھے کہ اس اثناء مین اون ملعونون نے آپکے خیمہ گاہ کا
قصد کیا اور ادھر کو چلے تا خیمہ وخرگاہ کو لوٹین آپنے آواز کی کہ اے گروہ اگرچہ دین اپنا تمنے برباد کیا
لیکن عرب کی غیرت کو تو کام فرماؤ اور مستورات کی طرف نجاؤ کہ وہ اہلبیت پیغمبر خدا ہین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور عیال علی مرتضی ہین اور غرض تمھاری قتل کرنا میرا ہے سو مین یہان موجود ہون مجھسے جہانتک
کہ ہوسکے لڑو آرزو میری یہ ہے کہ اپنے جاہلون کو منع کرو کہ میرے اہل وعیال اور عورات کی طرف قصد نکرین شمر
ملعون نے کہا اے فرزند فاطمہ کے یہ بات تیری ہمکو قبول ہے اور شمر نے لوگون کو منع کیا کہ مستورات کیطرف کوئی نجاوے

مخزن نوان بیچ ذکر حصول شہادت حضرت امام حسینؑ کی اور احوال اہل بیت کے

بعد شہادت کے اے محبان علی اور اے مخلصان آل نبی دریافت کرو اور آگاہ ہو کہ قصہ شہادت شہید کربلا

قتیل تیغ جفا چشم و چراغ ثقلین حضرت امام حسین کا اس قدر جانسوز ہی اور اس مرتبہ کو الم اندوز ہی کہ ساتھ قوائے ناطقہ کے محل تقریر مین نہین آسکتا اور بواسطہ خامہ و زبان کے بیچ مقلم تحریر کے نہین سما سکتا **ابیات**

ہمی ترسم کہ اندر وقت تقریر ❊ زبان از آتش بے حد بسوزد ❊ دگر تحریر خواہم آن زمان ہم ❊ قلم بشگافد و کاغذ بسوزد ❊

ابیات بیان سے خوف یہ آتا ہی مجھکو اے یارو ❊ کہ یہ بیان ہی آتش کہین زبان نہ جلے ❊ نوشت مین بھی خطرہ رہی ہے دل مین کبھی ❊ نہ ٹوٹ جاوے قلم کاغذ اے میان نہ جلے ❊ نہ زبان کو طاقت بیان اس روایت کی ہی اور نہ کان کو قوت سننے اس حکایت کی ہی ❊ **فرد** فرمایا و کہ یار اے سخن نیست زبان را ❊ بربست غم و غصہ رہ نطق و بیان را ❊ **فرد** طاقت نہین کلام کی اس جا زبان کو ❊ غم غصہ راہ دیتے نہین ہین بیان کو **فرد** دست گریہ کتابت نمی توانم کرد ❊ کہ می نویسم و مشغول میشود فی الحال ❊ ز آہ و نالہ حکایت نمی توانم کرد ❊ کہ صد گرہ بزبان می فتد بوقت مقال ❊ **ابیات** یہ حال ہاتھ سے رونے کے کیونکہ ہو تحریر ❊ ادھر لکھون ہون اودھر چشم دھوتی ہی فی الحال ❊ بیان کیا کرون قصہ کہ آہ و نالہ سے ❊ گرہ زبان پہ پڑتی ہی سو بوقت مقال ❊ ہان بقدر طاقت دل نیم جان کے اور موافق قوت جان ناتوان کے برائے خاطر عاشقان آل پیغمبر آخر زمانی کے صلی اللہ علیہ وسلم سلک تحریر مین لاتا ہون اور ہوا داران اہلبیت کو حال مختصر سناتا ہون راویان اخبار دل خراش اور ناقلان آثار جان تراش روایت کرتے ہین کہ ریحان روضۂ رسالت یاسمن گلشن ولایت گلدستہ باغ لافتی لالۂ شاداب چمن ہل اتی یادگار خاندان نبوت گل گلزار دودمان فتوت شہباز بلند پرواز اوج جلالت عنقا جانفزا قاف قناعت و قربت شہسوار مضمار شجاعت ہزبر بیشۂ زار جرأت و شہامت شاہ و شاہزادہ کونین شہید اکبر حضرت امام حسین عَلَیْهِ مِنَ التَّسْلِیمَاتِ اَفْضَلُهَا وَالتَّحِیَّاتِ اَکْمَلُهَا جس گھڑی زخمون سے چور ہوے اور نشہ شراب عشق مین مخمور ہوے پس آپنے ایک مقام مین توقف فرمایا اور ظالمون نامردون نے آپکا قصد کیا لیکن قبائل عرب کے آپکے قتل کرنے سے جی چھپاتے تھے اور اس کام کو ایک دوسرے پر حوالہ کرتا تھا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تھا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تھا کہ آپنے ایک جام پانی کا طلب کیا کسینے آپکو لا دیا اور وہ جام آپنے لبون سے لگایا اور چاہا کہ پانی نوش فرماوین پیشتر اس سے کہ ایک قطرہ بیچ حلق مبارک کے جاوے کہ حصین ابن نمیر نے آپکے دہن مبارک پر تیر مارا کہ ایک بوند پانی کی نصیب نہوئی پھر آپ وہان سے فرات کی طرف روانہ ہوے اور مخالفون کے تیرون کے نشانہ ہوئے اور آپ پے در پے حملہ فرماتے تھے کہ مخالف جان دیکر دوزخ کو جاتے تھے صواعق محرقہ مین

لکھا ہی کہ جس وقت حسین بن علی نے حملہ کیا شمشیر برہنہ ہاتھ مین تھی اور یہ رجز پڑھتے تھے **ابیات**

انا ابن علی الخیر من آل ھاشمی ۞ کفانی بھذا مفخرا حین افخر ۞ وجدی رسول اکرم من مشی

ونحن سراج اللہ فی الناس یزھر ۞ وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ۞ وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر ۞

وفینا کتاب انزل صادقا ۞ وعلینا الھدی والوحی یذکر ۞ **ابیات** علی ہی افضل اولاد ہاشم

پسر اوسکا ہون مین جانی ہی عالم ۞ کفایت فخر یہ کرتا ہی مجھکو ۞ کہ جد میرا ہے افضل سب سے یارو ۞ چراغ

حق ہین خلق اللہ مین ہم ۞ ہمارا جعفر طیار ہے عم ۞ مری ماں فاطمہ ہے جان احمد ۞ سراپا اوسمین ظاہر شان احمد ۞

سنو قرآن ہوا ہی ہم مین نازل ۞ ہدایت وحی سب ہی ہم مین حاصل ۞ اور وہ جو قوم حائل ہوتی درمیان

اونکے اور درمیان پانی کے یعنی اگر بر تقدیرے کہ حضرت امام بر حق کو پانی ملتا اور غلبہ تشنگی نہوتا ہرگز

قادر نہوتے مخالف اوپر قتل اونکے کے اسواسطے کہ حضرت امام بر حق بڑے شجاع اور بہادر تھے کہ ٹلنے والے

اور جگہہ سے ہلنے والے نتھے اور جسوقت کہ آپکے ہمراہیون مین ایک ایک میدان مین لڑتا گیا اور جنت

کو راہی ہوتا گیا اور پھر آپ تنہا رہ گئے تو آپنے ایسے حملہ کئے کہ مخالفون کے شجاعون اور بہادرون مین

سے بیشمار مارے گئے یہان تک کہ حملہ کیا آپ پر جماعت کثیر نے اور قصد کیا حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا تب آپنے آواز کی پکار کر کہ منع کرو جاہلون اور نادانون اپنونکو مستورات اور بچونکی طرف جانے

سے پھر آپ بار بار حملہ کرتی رہی اور لڑتی رہی اور زخم پر زخم بدن مبارک پر کھاتے رہے یہان تک کہ گھوڑے سے

جدا ہوئے اور زمین پر گرے یہان تک مضمون صواعق کی عبارت کا ہی القصہ جب آپ گھوڑے سے

جدا ہوئے اور زمین پر گرے ایک مردود نے تیر آپکی پیشانی نورانی پر مارا کہ چہرہ مبارک آپکا خون سے

تمام سرخ ہو گیا آپنے فرمایا کہ مین باین صورت اپنے جد و پدر سے ملاقات کرونگا اور سب ستمگارونکی

حکایات کہونگا لکھا ہی کہ بیاسی یعنی چار بیسی اور دو زخم نیزہ اور تیر اور تیغ کے بدن مبارک پر آئے تھے کہ اوس

وقت آپ رو بقبلہ ہو بیٹھے اور اپنے معشوق حقیقی کی مناجات مین مشغول ہوئے کہ ایک ایک دو دو

ملعون سر مبارک کے جدا کرنے کے واسطے رو برو آتے تھے لیکن شرم کھا کر چلے جاتے تھے اور آپ یہہ

کہتے تھے ایسا نہو کہ فردائے قیامت کو خون حسین کا ہماری گردنون میں ہوئے ۞ **فرد** سہل کاری نیست

خون آل احمد ریختن ۞ خاک غم بر فرق فرزند محمد ریختن ۞ **فرد** خون کرنا آل احمد کا نہین ہی سہل کام ۞ خاک غم

جو اونپہ ڈالے اوسکا ہی دوزخ مقام ۞ شمر علیہ اللعین نے دیکھکر نعرہ مارا کہ اے لوگو اب توقف اور تاخیر کیا ہی

کیون نہین سر کاٹتے ہو تم اسمین زراعہ ابن شریک نے آپکے دست مبارک پر زخم شمشیر کا دیا اور سنان
ابن انس نخعی نے نیزہ پشت مبارک پر مارا کہ پار نکل گیا اور بدن شریف آپکا زمین پر گر پڑا کہ خولی ابن یزید
اصبحی اپنے گھوڑے پر سے اوترا چاہا کہ آپکا سر مبارک کاٹے کہ آپ نے تیز نظر سے اوسکی طرف دیکھا پھر وہ
ملعون لرزنے لگا اور یہ فعل قبیح اوس سے نہو سکا لیکن اوسکے بھائی نے کہ نام اوسکا شبلی ابن یزید ہی اور
وہ کوڑھی ہی سفید کوڑہ کا کہ جسے ابرص کہتے ہین سر مبارک کو تن مبارک سے جدا کیا اور ایک روایت
یہ ہی کہ شمر نے وہ بھی ابرص ہی آپکو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کیا اور آپکے بدن مبارک پر گھوڑون کو دوڑایا
الغرض روح پر فتوح آپکی اعلی علیین مین تشریف لیگئی قریب دوپہر کے جمعہ کے دن دسوین تاریخ محرم کی کہ سنہ
ہجری اکسٹھ تھے اور عمر شریف آپکی چھپن یعنی چھ اور پچاس برس اور کئی مہینے کی تھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ لکھا ہی کہ اوس وقت مین زمین لرزتی تھی اور شور و فغان آسمان و زمین مین ہو رہا تھا اور
جن اور انسان اور جنگل کے سب حیوان نالا اور زاری کرتے تھے اور آفتاب سیاہ ہو گیا تھا اور کارخانہ عالم
کا تباہ ہو گیا تھا اور اہلبیت کی زاری اور بیتابی اور بیقراری خارج از تقریر ہے **ابیات** اندرین
غم نے ہمین ارض و سما بگریستند ؂ کاہل عالم از ثریا تا ثرا بگریستند ؂ آفتاب و ماہ و عرش و کرسی و لوح و قلم ؂ در غم
شاہِ شہید کربلا بگریستند ؂ در ہوای آن لب محروم از آب فرات ؂ ماہی اندر آب و مرغ اندر ہوا بگریستند
در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر ؂ از برای خاطر خیر النسا بگریستند ؂ اولیا گشتہ بہمراہ مرتضی زاری کنان
انبیا بر اتفاق مصطفے بگریستند **ابیات** آہ اوس دن نہ فقط ارض و سما روتے تھے ؂ لے ثریا سے سبھی
تا بہ ثرے روتے تھے ؂ عرش و کرسی مہ خورشید فلک لوح و قلم ؂ بہر فرزند نبی خیر و را روتے تھے ؂ حور عین
گریہ کنان فاطمہ کے ہمرہ تھین ؂ انبیا ساتھ محمد کے جدا روتے تھے ؂ اولیا سب غم شبیر مین حیران ہو کر
ہمرہ شاہِ جہان شیر خدا روتے تھے ؂ روح و جن و ملک آدم و انعام تمام ؂ ماہی آب سے تا مرغ ہوا روتے
تھے ؂ القصہ بعد شہادت شاہزادہ کونین کے شمر مردود اور کئی مطرود خیمہ گاہ کیطرف گئے اور متاع اور اسباب جو کہ
تھا سب لوٹ لیا لیکن بسبب حفاظت اور حمایت الہی کے مستورات کیطرف نہین گئے شمر نے چاہا تھا کہ حضرت
امام زین العابدین کو قتل کرے اور تلوار کھینچ کر قصد کیا ہی تھا کہ حضرت حمید ابن مسلم نے ہاتھ اوس ملعون کا
پکڑ لیا اور اس حرکت سے منع کیا کہ یہ لڑکا خود بیمار ہے اور بیحد ناتوان و زار ہے **فصل** جاننا چاہیے
کہ جس وقت شہید ہوئے حضرت امام برحق کربلا مین کہ عراق کی زمین سے متصل کوفہ کے ہی اور راہ سے

طرف بھی کہتے ہین عالم مین گویا قیامت برپا ہوئی اور عجایب اور غرایب نشانیان ظاہر ہوئین صواعق محرقہ مین لکھا ہے اون نشانیون مین سے کہ روز شہادت حسینؑ ابن علیؑ کے ہویدا اور آشکارا ہوئین تحقیق ایک یہ ہی کہ دنیا مین تاریکی اور اندھیر چھا گیا تھا اور آفتاب سیاہ ہوگیا تھا کہ دنکو ستارے دکھائی دیتے تھے اور تمام جہان مین جس جگہ سے پتھر اوٹھاتے تھے نیچے سے خون سرخ تازہ نمودار ہوتا تھا اور آسمان سرخ ہوگیا تھا بسبب قتل امام مظلوم کے اور ایسی حالت درپیش آئی تھی کہ لوگون کو یہ گمان تھا کہ مقرر قیامت برپا ہوئی عثمانؓ ابن شیبہ سے روایت ہی کہ اوس دن سے لیکر سات دن تک بعد اوسکے آسمان کے رنگ کی یہ حقیقت رہی کہ اوسکے رنگ سے دیوارین مکانون کی ایسی سرخ دکھائی دیتی تھین کہ گویا لحاف ہین کسم مین رنگے گئے اور ستارے بیشمار ٹوٹتے تھے اور آپسمین ایک پر ایک پڑتا تھا ابن جوزی سے روایت ہی کہ تین دن تک دنیا اندھیری رہی یعنی ظلمت اور سیاہی چھائی رہی بعد تین دن کے ظاہر ہوئی سرخی آسمان پر اور برسا لہو آسمان سے اور کپڑے کسو کسو کے اوس لہو سے سرخ ہوگئے تھے سرخی اونکی دھوتے دھوتے اور پھٹتے پھٹتے بھی نگئی قتل کے دوسرے دن صبح کو لوگون نے پانی کے برتن لہو سے بھرے پائے اور ایک روایت یہ ہی کہ مانند لہو کے آسمان سے برسا اوپر گھرون کے اور دیوارون کے خراسان مین اور شام مین اور کوفہ مین اور روایت کرتا ہے ثعلبی کہ آسمان اوس حادثہ سے رویا ہی اور رونا اوسکا سرخ ہونا اوسکا ہی اور کنارے آسمان کے سب طرف سے چھ مہینے تک اوسی دن سے سرخ رہے پھر اوسکے بعد ہمیشہ سرخی آسمان پر دکھائی دیتی ہے ابن سیرین کا قول ہی کہ روایت پہونچی ہی ہمکو اسقدر کہ سرخی شفق مین جو اب ہی پہلے قتل حسینؑ نہ تھی یعنی یہ سرخی آسمان پر شفق مین اوسی دن سے ہی کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ابن جوزی نے کہا ہی اسمین یہ حکمت ہی کہ آدمی جب غضب مین اور غصہ مین ہوتا ہی تو اوسکا چہرہ سرخ ہوجاتا ہی اور حق تعالی جسم اور نقشہ اور چہرہ سے منزہ اور پاک ہی پس حق تعالی نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا اوپر قتل حسینؑ کے یہی ظاہر کیا اور پر آسمان کے گناہے کے تاکہ ظاہر ہووے کہ قتل حسینؑ کا ایسا برا گناہ ہی کہ اونکے قتل پر غضب اور غصہ خدا کا ہمیشہ ہے اور قیامت تک مدام رہے گا اور کہا ابن جوزی نے کہ عباسؓ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبکہ جنگ بدر مین قید ہوئے تھے تو اونکی آہ وزاری کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہ آتی تھی پس کیونکر آرام و چین ہو آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ سننے آہ وزاری حسینؑ کے اور جس وقت وحشی قاتل امیر حمزہ کا اسلام لایا اور مسلمان ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وحشی کو کہ میرے روبرو نہ آیا کر اور منھ اپنا مجھسے چھپایا کر کہ مین دوست نہین
رکھتا اس بات کو کہ دیکھون دوستون کے قاتل کو اور حالانکہ بسبب اسلام کے پہلے سب گناہ جھڑ جاتے ہین اور آدمی
پاک صاف ہوجاتا ہی گویا کہ باپ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحشی کی صورت
نہ دیکھتے تھے پس کیونکر گوارا ہوگا پیغمبر صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو دیکھنا اوس شخص کا کہ جسنے ذبح کیا حسین علیہ السلام کو
یا حکم کیا ہو اونکے قتل کیواسطے اور خبر آیا ہو حسینؑ کے اہلبیت کو اور حسین کے قتل کے دن جن اور پریون نے
آپکی شان مین مرثیے کہین ہین اور پریون نے نوحہ اور زاری اس غم مین کی ہی چنانچہ تہذیب التہذیب
مین اور مفتاح النجاح مین اور کتابون معتبر مین لکھا ہی کہ آسمان کیطرف سے پریونکے نوحہ اور مرثیہ کی آواز
آتی تھی ایک بیت پریون کے مرثیہ کی یہ ہی فرو مسح الرسول جبینہ فلہ بریق فی الخدود :: ابواہ من
علیا قریش جدہ خیر الجدود :: مضمون اس بیت کا یہ ہی **ابیات** ہاتھ پھیرا تھا محمدؐ نے جبہت پہ مدام
اوسکی پیشانی پہ تھا اسواسطے وہ نور تام :: اوسکے رخسار چمکتا تھا رشک ماہ و حور پہ نور سے اوسکے منور تھا دل
ہر خاص و عام :: والدین اوسکے عرب مین افضل قوم قریش :: اوس سوا نانا ہی کسکا جو کہ ہو خیر الانام :: لکھا ہی کہ گھوڑا
حضرت امام برحق علیہ السلام کا خون آلود خیمہ طہر کی طرف آیا ہی اور اہل بیت نے اوسکو بے سوار نامدار کے
دیکھکر شور و فغان مچایا ہی اور اوس گھوڑے نے ہر طرف دوڑ کر پھر اپنے سر کو زمین پر اتنا پٹکا کہ روح ناتوان
اوسکے تن نحیف جان سے نکل گئی روایت کی ترمذی نے کہ دیکھا ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنے
جس دن کہ حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اوسی دن شہر مدینہ مین حضرت ام سلمہ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ حضرت روتے ہین اور گرد وغبار ریش مبارک پر اور سر مبارک پر پڑا ہوا ہی ام سلمہ
کہتی ہین کہ مین نے پوچھا حضرت سے یعنی یہ کیا حال ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس آپنے
فرمایا کہ قتل کیا گیا حسینؑ ابھی اسی وقت اور اسیطرح دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہر مدینہ
مین بیچ خواب کے ابن عباس نے کہ چہرہ مبارک اور موے شریف آپکا گرد آلود ہی اور بال پراگندہ و پریشان
ہین اور دست مبارک مین ایک شیشہ ہی کہ اوسمین خون بھرا ہوا ہی عبد اللہ ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے
پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی باپ میرے تجھپر فدا ہون یہ کیا حال ہی یا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آپنے فرمایا کہ یہ خون حسین علیہ السلام کا ہی اور اوسکے ساتھ والون کا کہ آج صبح سے اس وقت تک

مین نے چنا ہی اور شیشہ مین رکھا ہی پس ابن عباس وغیرہ نے جو دریافت کیا تو وہی دن تھا
قتل حسین کا کہ جس دن یہ خواب دیکھا تھا روایت ہی ام سلمہ سے کہا کہ جس دن شہید ہوئی حسین
اوس دن رات کے وقت غیب سے مین نے آواز سنی تھی کہ کوئی یہ کہتا ہی ابیات ایھا
القاتلون جھلا حسینا ✽ ابشروا بالعذاب والتذلیلا ✽ قد لعنتم علی لسان داؤد ✽
موسیٰ و حامل الانجیل ✽ کہ مضمون اوسکا یہ ہی ابیات ای قاتلان ابن نبی جاہلان شام ✽ خوش ہو
عذاب و ذلت و لعنت سے تم تمام ✽ موسیٰ نے اور عیسیٰ و داؤد نے تمھین ✽ بھیجا ہی لو یہ تحفہ لعنت لصبح و شام ✽
پس روتی ہین اور کہو لامین نے شیشہ کو یعنی اوس شیشہ کو کہ جسمین مٹی اور کنکر کربلا کے رکھے تھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ مٹی جس دن کہ لہو ہو جاویگی وہ دن بڑا سخت
اور بڑی مصیبت کا ہوگا ام سلمہ کہتی ہین کہ جون ہین مین نے اوس شیشہ کو کھول کر دیکھا تو وہ مٹی اور
کنکر لہو ہو گئے تھے روایت ہی کہ ام سلمہ نے جنون کا نوحہ اور آہ و زاری سنی اور روئین یہان تک
کہ غش مین ہو گئین الغرض بہت کتابون مین اہل تحقیق کے لکھا ہی کہ دن عاشورہ کا جس دن حضرت
امام حسین شہید ہوے ہین عجب دن تھا کہ آسمان و زمین اوس دن روے ہین اور پیغمبرون کی روحون
نے اور زمرۂ ملائک مقربین نے ساتھ روح پاک سید الاولین اور آخرین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
گریہ و زاری کی ہی اور بہشت کی حورون نے اور عالم کی پریون نے ساتھ روح مطہر حضرت فاطمہ زہرا
کی غم اور الم اور بیقراری کی ہی اور مچھلیون نے بیچ دریا کے اور جانورون نے بیچ ہوا کے فریاد و فغان
اوٹھائی ہی اور انسان اور جن اور سارے جہان اور عالم نے اوس دن اپنی تصویر عیش عشرت کی اور
مثال سرور اور فرحت کی مٹائی ہی ابیات بیابنگر کہ عاشور ست امروز ✽ جہان تاریک و بی نور ست
امروز ✽ حسینے کان نبی را نور دیدہ است ✽ بدست خصم مجبور ست امروز ✽ بریدہ حلق لب تشنہ جگر خون ✽
سر از تن تن ز سر دور ست امروز ✽ رخی چون آفتاب ست ای دریغا ✽ بمیغ تیغ مستور ست امروز ✽
ابیات دلا جان تو آج عاشور ہے ✽ جہان ہی سیہ روز بے نور ہے ✽ علی کا پسر نور چشم نبی ✽
پینٹ آج مظلوم و مجبور ہے ✽ یہ اعدا نے احوال اوسکا کیا ✽ کہ تن سر سے اور تن سے سر دور ہے ✽
وہ رخ اوسکا جون آفتاب اے دریغ ✽ بہ میغ تیغ آج مستور ہے ✽ کیا ظلم ایسا اونھون نے وصال ✽
مسلمان و کافر سے یہ دور ہے ✽ ایضاً روز عاشورست بردار ید از سر تاج کبر ✽ واندرین ماتم بلاس عجز

درگردن کنید * خاک سازید از غم شاہ شہیدان جیب جان * قطرہ ہاے زر ز جیب دیدہ در دامن کنید
ترجمہ روز عاشورہ ہے تاج کبر سر پر مت رکھو * ہان پلاس عجز اس ماتم مین تم پہنے رہو * جیب و جان کو
چاک اس غم سے کرو اے مومنان * زر سے جیب چشم کے دامن کو اپنے پُر کرو * فائدہ جانا چاہیے
کہ جب ظالمون نے خیمہ اطہر کو اور اسباب کو غارت کیا اور لوٹ لیا پس تھیلیان دینار کی کہ لوٹ کرنے
گئے تھے اونکو کھولا کہ آپسمین تقسیم کرین اور بانٹ لین جون ہین کہ کھولا گیا دیکھتے ہین کہ وہ دینار ٹھکریان
ہوگئی ہین اور بجاے سکہ کے ایک طرف یہ آیت لکھی ہوئی ہی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ
یَنْقَلِبُوْنَ یعنی قریب جانینگے ظلم اور دیکھینگے کہ کس طرح اولٹ پلٹ جاوینگے اور دوسری
طرف یہ آیت لکھی ہی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی اے لوگو مت جانو تم یہ کہ خدا
غافل ہے ظالمون کے عمل اور فعلون سے یعنی ظلم کی سزا اونکو دیگا اور مظلوم کی داد اون سے لیگا
اور غلہ جو لوٹ کرے گئے تھے راکھ ہوگیا تھا اور اونٹ جو لیکر ذبح کیے تھے گوشت اونکا کڑوا اور زہر
ہوگیا تھا فصل جاننا چاہیے کہ عاشورے کے دن عمر سعد نے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا
خولی ابن یزید کے سپرد کیا کہ کوفہ مین عبداللہ ابن زیاد کے پاس لیجاوے اور آپ وہ اوس دن
اور اوسکے دوسرے دن کربلا مین مقام کیا اور اپنے لشکر کی لاشون کو جمع کیا اور اوپر نماز گزاری
اور دفن کیا اور تن مبارک حضرت امام حسین کا اور سب شہیدون کا صحراے کربلا مین درمیان
خاک و خون کے پڑا رہا اور سب شہیدون کے سر تن سے جدا کرواے موافق ایک روایت کے
تن شہیدون کے صفر کی بیسوین تک اسی طرح جنگل مین پڑے رہے اہلبیت نبی نے دمشق سے
پھرتے ہوئے دفن کیے اور اہلبیت کی بیبیون کو اونٹون پر سوار کیا بارھوین تاریخ محرم کی وہ
مردود شقی عمر سعد ساتھ اپنے جاہ و حشم کے قافلۂ اہلبیت کو اور شہیدون کے سرون کو برچھیون اور
نیزون پر رکھ کر کربلا سے کوفہ کو لیچلا اور حال مستورات اہلبیت کا اس گنہگار سے رقم نہین ہوسکتا
لیکن یہ یقینی جاننا چاہیے کہ وہ اہل بیت طہارت اور آل و عیال رسالت بیچ کنف حمایت پروردگار کے
اور بیچ سراپردۂ غیرت حضرت جبار کے محفوظ اور مصون تھیں کہ کسو مردود اور مطرود کے خیال فاسد کا
اور نظر بد کا اوس طرف گذر نہو سکتا تھا فائدہ جاننا چاہیے کہ بیچ احوال حضرت شہربانو کے تین روایتین
اس بندہ درگاہ نصراللہ کی نظر سے گذری ہین ایک یہ کہ بموجب وصیت حضرت امام حسین کے

بہلول نے جانا کہ اور لڑکون کے پاس کھلونے اور کھیل کی چیزین ہین اور حسن عسکری کے پاس نہین شاید اسواسطے روتا ہے بہلول نے آپسے کہا کہ اے لڑکے تیرے کھلونے اور کھیل کی چیزین ہین لاؤن تا تو بھی کھیل مین مشغول ہو وے پس فرمایا آپنے بہلول کو کہ اے کم عقل ہم واسطے لہو اور لعب اور کھیل کود کے نہین پیدا کیے گئے ہین بہلول نے کہا بتا تو کہ کسواسطے پیدا کیے ہین فرمایا علم کیواسطے اور عبادت کے واسطے بہلول نے کہا کہان سے جانا تو نے اسبات کو فرمایا اللہ تعالے کے کلام سے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ یعنی حق تعالی فرماتا ہے کہ اے لوگو پس گمان تمہارا یہ ہے کہ ہمنے تمکو عبث اور لغو ہی پیدا کیا ہی اور تم یہ سمجھے ہو کہ تمہاری رجوع اور بازگشت ہماری طرف نہو ویگی یہ بات نہین ہی بلکہ تمکو علم اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع کیے جاؤگے اور جزا اور سزا پاؤگے پھر کچھ اور باتین کر کر اور بہلول سے باتین سنکر حسن عسکری غش کھا گر پڑے پس جبکہ ہوش مین آئے بہلول نے کہا اے لڑکے کیا ہوا تجھکو تو ابھی لڑکا چھوٹا معصوم ہی کوئی گناہ تیرے ذمہ پر نہین یعنی اس قدر خدا تعالے سے کیون خوف کرتا ہی پس فرمایا سن تو اے بہلول ہان کو دیکھتا ہون وقت پکانے طعام کے اور گرم کرنے پانی کے کہ بڑی بڑی لکڑیان جلانے کو ہوتی ہین اور وہ نہین جلتی ہین مگر جبکہ چھوٹی لکڑیون کو اور چھوٹی چھپٹیونکو جلاتی ہی تو پھر بڑی لکڑیان بھی جلتی ہین اور تحقیق مین ڈرتا ہون گہین مین جہنم کی چھوٹی لکڑیون مین ہون پھر آپ جوان ہوئے اور بہت عزت اور حرمت کے ساتھ رہے اور بادشاہ بہت آپکی خدمت کرتا رہا پھر آپکو بھی کسی مردود نے زہر دیا اور آپ نے انتقال کیا قبر شریف آپکی سرمن رأے مین ہی انکی قبلہ گاہ کے پاس ہوئی اور آپ کے بعد وفات کے ایک فرزند ارجمند باقی رہے کہ نام مبارک انکا امام محمد الحجۃ ابو القاسم ہی اور نام آپکا موتمن بھی کہتے ہین بوقت وفات پدر بزرگوار اپنے کے پانچ برس کے تھے واہب العطایا نے اوس شگوفہ گلزار نبوت کو چھٹپن کے زمانہ مین علم اور حکمت بخشی تھی اور لڑکپن ہی مین امام و پیشوا اور ہادی ہوئے تھے بعد اوس مین لکھا ہی کہ آپکا نام قائم منتظر بھی ہی اور اسکی وجہ مین کہا ہی اسواسطے کہ آپ مدینہ مین دفعتہ ایسے گم ہوگئے اور غائب ہو گئے کہ کسو پر اونکے غائب ہونے کی حقیقت نہین کھلی ہی اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ آپ سرمن رأے مین ایک سردابہ کے بیچ مین غائب ہو گئے ہین شیعہ کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی آخر زمان بھی محمد بن عسکری ہین کہ لوگونکی نظرون سے غائب رہین گے اور آخر زمانے کے قیامت کے قریب ظاہر ہونگے اور اہل سنت جماعت کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی

بوسہ دیا کرتے تھے درمیان ادن دولبون کے یہ کہکر زید پھر رونے لگے پس کہا ابن زیاد نامراد نے کہ
رولادے اللہ تعالی تیری آنکھون کو اے زید اگر تو بوڑھا اور بیعقل نہوتا تو مین تجھکو گردن مارتا پس زید
بن ارقم کھڑے ہوگئے اور کہا تم غلام اور بردے ہوئے اے آدمیون آج سے بعد کہ تمنے قتل کیا فرزند فاطمہ کو اور امیر
اور حاکم کیا تمنے مرجانہ کے بیٹے کو یعنی ابن زیاد کو قسم خدا کی کہ اپنے اچھون کو تمنے قتل کیا اور برون کی اور
بدذاتون کی تمنے فرمانبرداری قبول کی پس عقل سے دور ہے اوس شخص کو کہ پسند کرے ذلت کو
اور عار کو پھر کہا زید بن ارقم نے کہ اے ابن زیاد حدیث کرتا ہون مین اور سناتا ہون تجھکو وہ بات
کہ بہت ناخوش ہوتو اور اس سے زیادہ غصہ مین لاوے وہ بات تجھکو وہ یہ ہے کہ مین نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بٹھایا تھا اپنی داہنی ران پر حسنؑ کو اور بائین ران پر حسینؑ کو
پھر رکھا تھا دست مبارک دونون کے سر پر اور کہا تھا خدایا مین سپرد کرتا ہون دونون کو تیری
اور تیرے نیک بندون کے پس کیا کیا تو نے امانت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ تھی وہ امانت
تیرے پاس اے ابن زیاد روایت ہی کہ جس وقت سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا ابن زیاد کے
مکان مین لائے ہین تو اوس وقت اوس مکان کی دیوارون مین سے خون جاری تھا روایت ہے
کہ جس وقت رکھا گیا سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا روبرو ابن زیاد بدنہاد کے تو اوسی
وقت قاتل حسینؑ علیہ السلام یعنی سنان بن انس نخعی اس کام کا انعام مانگنے ابن زیاد بدنہاد
کے پاس آیا اور یہ بیتین پڑھین ابیات املا رکابی فضۃً و ذھبا ۞ فقد قتلت الملک
المحجبا ۞ ومن صلی القبلتین فی الصبا ۞ قتلت خیر الناس اما وابا ۞ وخیرھم اذ یذکرون
نسبا ۞ فی ارض نجد و حرما و یثربا ۞ ابیات رکاب اوس شخص کی سونے سے اور چاندی سے
تو بھر دے کہ قتل وسنے کیا ہی شاہ عالیجاہ وہ ایسا ۞ نمازین دونون قبلہ کی طرف پڑھتا تھا طفلی مین
کہ ادنمین ایک تو کعبہ ہی دیگر مسجد اقصی ۞ کیا ہی قتل اوسنے وہ کہ جسکی باپ مان ہین گے ۞ بزرگ و برتر
اولاد آدم کون ہی دلیسا ۞ حرم مین نجد مین یثرب مین بلکہ سارے عالم مین ۞ نہ اوسکا سانسب سننے مین آیا ہی
نہ ہی دیکھا ۞ پس غضب اور غصہ مین آیا ابن زیاد ۞ یہ بیتین سنکر کہا اگر تو حسینؑ کو ایسا شریف اور بزرگ
جانتا تھا تو کیون تو نے اوسے قتل کیا ابن زیاد نے یہ کہکر کہا قسم خدا کی تو مجھسے خیر کو نہ پہونچیگا اور تجھکو
بھی اوسکے پاس پہونچاتا ہون مین پھر ابن زیاد بدنہاد نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخی

ورکات جہنم مین پہونچا **فصل** جاننا چاہیے کہ یہ معاملات کوفہ مین ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین عمر سعد قافلہ حرم کا ساتھ لیکر کوفہ مین آیا اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روبرو ابن زیاد کے لے گیا نظر ابن زیاد کی حضرت زین العابدین پر پڑی پوچھا یہ کون ہو کہا یہ علی فرزند حسین کا ہو کہ بچا رہی ادس موذی نے کہا کہ اسکو بھی گردن مار دو کہ اسمین حضرت زینب حضرت زین العابدین کے بدن سے چمٹ گئین اور سر پر کھڑی ہوگئین اور کہا کہ پہلے مجھکو قتل کر لو تو پھر اس لڑکے کو قتل کرنا اور حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ خدا تعالے کی راہ مین قتل ہونا اور سر دینا ہماری میراث اور عادت ہی اور کرامت شہادت کی ہمکو حاصل ہوئی یہ اللہ کی ہمپر بڑی عنایت ہی اور حضرت زینب نے ایسے ایسے سوال وجواب سخت اوس مردود سے کیے کہ جواس اوسکے اڑ گئے اور کہا کہ زینب کیون نہ ایسی لسان اور دلیر ہو کہ بیٹی مرتضی علی کی ہی کہ وہ بہادر اور شاعر تھا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ مجھکو اس گفتگو سے نجات دو کہ ان لوگون کو ملا نے محل مین نلانے گھر مین اوتار دو اور ملازمون نے موافق اوسکے حکم کے عمل کیا لکھتے ہین کہ ابن زیاد نے ابو برزہ کو بلایا کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین سے ہین اور اون سے پوچھا کہ میرا حال اور حسین کا حال دن قیامت کے کیا ہوگا اونھون نے کہا خدا تعالی جانے کہا جو تیری خاطر مین گذرتا ہی کہدے اونھون نے کہا اتنا جانتا ہون ہین کہ شفاعت کرنیوالا حسین علیہ السلام کا اوسکا نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور شفاعت تیری کرنیوالا باپ تیرا ہوگا زیاد **لطیفہ** اس نقل مین یہ ہی کہ زیاد حرامی ہے اور یہ بات مشہور اور معروف ہی ابن زیاد یہ رمز سمجھ گیا اور غصہ مین آیا اور کہا کہ قسم خدا کی اے ابو برزہ اگر تو میرے سایہ حمایت مین نہوتا تو مین تجھکو گردن مارتا اور احوال ابن زیاد کی شیطنت اور حرامزدگی کر کتابون مین بہت لکھے ہین کہ اس رسالہ مین گنجایش اونکے لکھنے کی نہین ہی القصہ ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ سرہا مبارک حضرت امام حسین کا اور سب شہیدون کا نیزون اور برچھون پر رکھکر کوفہ کے شہر مین گشت کرد لکھا ہی کہ اسلام مین اول سر کہ نیزہ پر رکھا گیا ہی وہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا ہی کہ یہ رسم کبھی کسی ظالم نے نہین کی تھی **فرد** سر فرزند ارجمند نبی ٭ برسر نیزہ است بوالعجبی ٭ **فرد** فرزند ارجمند نبی کا سر شریف ٭ نیزہ کے سر پر ہووے نہایت عجیب ہی ٭ زید بن ارقم نقل کرتے ہین کہ جس وقت سر مبارک شاہزادہ کونین حضرت امام حسین کا نیزہ پر رکھکر کوچون اور گلیون مین پھراتے تھے مین اپنے کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھا تھا کہ سر مبارک جب اوس کھڑکی کے پاس آیا تو مین نے دیکھا کہ زبان مبارک پر آیت کلام اللہ کی جاری ہی اور آواز

پڑھنے کی چلی آتی ہی اور لب مبارک ہلتے ہین اور وہ آیت یہ ہی اِنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوا مِنْ اٰیٰاتِنَا عَجَبًا حاصل معنی آیت کا یہ ہی کہ حق تعالے فرماتا ہی تحقیق اصحاب کہف ہماری قدرت کی نشانیون سے تعجب کرانے والے تھے کہ حق تعالے نے بادشاہ کافر کے ہاتھ سے اونھین بچایا اور ایک پہاڑ کی کھوہ مین چھپایا کہ وہان کسیکا گذر نہین اور سالہا سال اونکو سولایا اور بعد سالہا سال کے پھر اونکو جگایا جب وہ جاگے تو اونھون نے جانا کہ اب تھوڑی دیر کے بعد جاگے ہین پھر جو معلوم کیا اونھون نے تو کیا دیکھتے ہین کہ زمانہ ہی اور ہی اور چلن ہی کچھ اور ہے اور بادشاہ اور ہی نہ وہ بادشاہ نہ وہ زمانہ نہ وہ دین و آئین پس اصحاب کہف نے خدا کی قدرتون کو دیکھکر تعجب کیا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب مین نے یہ آواز سر مبارک مین سے سنی تو ہیبت سے بال میرے بدن پر کھڑے ہو گئے اور کہا مین نے کہ واللہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ امر تیرا سب سے زیادہ تعجب کا مقام ہے اور ایک روایت یہ ہی کہ وہ اپنی کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھے ہوئے کلام اللہ پڑھتے تھے اور یہ آیت اوس وقت تلاوت کرتے تھے کہ سر مبارک کھڑکی کے پاس پہونچا اور سر مبارک مین سے یہ آواز آئی کہ اَمْرِیْ اَعْجَبُ وَاَعْجَبُ یعنی امر میرا عجیب ہی اور سب سے زیادہ تعجب کی جگہ ہے زید بن ارقم نے سنکر کہا سچ فرماتا ہی تو یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا سب سرون کے بیچ اس وجہ سے تھا کہ جیسے چاند چودھوین رات کا ہوتا ہی ستارون مین اور خوشبو گیسوی مبارک کی مشام جان مین پہونچتی تھی خوشتر عنبر اور مشک سے **فرد** بوے جان می آید از باد صبا این بو چہ بوست مشک را این بو نہ باشد نکہت گیسوے اوست ؞ **فرد** بوے جان باد صبا سے جو چلی آتی ہی ؞ اوسکی گیسو کی ہی بو مشک مین یہ بو ہی کہان ؞ القصہ بعد اسکے ابن زیاد نے اہلبیت کو قیدیون کے مانند اور سب سرون کو ہمراہ شمر ذی الجوشن کے ساتھ پانچ ہزار سوار کے یزید پلید کے پاس بھیجا اور شام اور دمشق کی طرف کہ وہان یزید تھا یہ قافلہ روانہ ہوا لکھتے ہین کہ ہر منزل مین کرامت سر مبارک سے ظاہر ہوتی تھی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ جب وہ لوگ کوفہ سے چلے تو پہلی منزل مین جبکہ مقام کیا اور سر مبارک کو لیکر پھرنے لگے گلیون اور کوچون مین ایک دیوار مین سے ہاتھ نمودار ہوا اوس ہاتھ مین لوہے کی قلم تھی اور اوس ہاتھ نے ایک سطر لکھی خون سے پس وہ لوگ سر مبارک کو چھوڑکر مارے خوف کی بھاگے اور وہ سطر یہ بیت تھی **فرد** اترجوا امۃ قتلت حسینا ؞ شفاعۃ جدہ یوم الحساب کہ مضمون

اوسکا یہ ہو ابیات آیا کس منہ سو رکھین گے وہ امید جنھون نے ہو کیا شبیر کو قتل ہر کہ جدا ہو سکا
شفیع اپنا بھی ہوگا شفاعت کو بڑا دخل ہے عفو مین دخل ہے غرض ہوگی نہ وہان اونکی شفاعت یہ ہے
اوس قوم کی امید بڑا اصل منصور ابن عمار سے یہ ایک روایت ہو کہ یہ بیت پائی گئی لکھی ہوئی ایک پتھر
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے تین سو برس پہلے کہ اوسکی تاریخ کتبہ سے معلوم ہوا اور یہ بیت
لکھی ہوئی ہی ایک کنیسہ مین روم کی زمین مین اور کوئی نہین جانتا کہ کسنے لکھی ہے اور ایک روایت ہی
کہ اون دنون مین کوئی شخص اپنا مکان بناتا تھا ایک جگہ جو زمین کھودی تو وہان سے ایک لوح یعنی
تختی نکلی کہ اوسپر یہ بیت لکھی ہوئی تھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ سے یعنی کتبہ اوسپر حضرت ابراہیم کا
تھا صواعق مین لکھا ہو کہ وہ لوگ کہ حضرت امام حسین کا سر مبارک لیے جاتے تھے معمول اونکا یہ تھا کہ مقام
کرتے تھے سر مبارک کو نیزہ پر رکھکر اوسکی چوکی پہرہ تعینات کرتے تھے اور بہت محافظت کرتے تھے ایک
ایک منزل مین ایسا اتفاق ہوا کہ مقام ہوا ایک دیر کے پاس کہ وہان ایک راہب رہتا تھا یعنی
ایک عبادتگاہ نصاری کی تھی جیسے کہ جنگل مین دھرہ اور تکیہ فقیرون کا ہوتا ہی اور اوسمین ایک
عبادت کرنیوالا سرگروہ رہتا تھا اور اوسکے خادم اور چیلے بہت تھے پس اوس راہب نے پوچھا یعنی یہ کون
لوگ ہین اور کیسے یہ سر ہین پس لوگون نے مفصل یہ قصہ بیان کیا راہب نے کہا یہ حرکت کرنیوالے
بری قوم ہی اگر عیسی کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اوسکو اپنی آنکھون پر رکھتے پس تم بری قوم ہو دس ہزار
دینار مین تمکو دیتا ہون جو تم آجکی رات یہ سر مجھکو دو رات بھر کیواسطے وہ لوگ کہ سر مبارک کے نگہبان
تھے راضی ہوگئے اور سر مبارک ایک رات کیواسطے اوس راہب کی حوالہ کیا اوس راہب نے سر مبارک کو
غسل دیا اور خوشبو لگائی اور اپنی گودی مین ساری رات رکھا اور صبح تک دیکھ دیکھ کر سر مبارک کو اور
چہرہ منور کو روتا رہا جب صبح ہوئی وہ راہب اور اوسکے سب چیلے اسلام لائے اور مسلمان ہوئے
اسواسطے کہ دیکھا رات کے وقت ایک نور کہ سر مبارک سے آسمان تک پہونچا تھا کہ اوس سے زمین و آسمان
روشن تھا اور وہ راہب اور اوسکے خادم شرف اسلام کر کر اوس دیر مین سے نکلے اور ہمیشہ خدمت اہلبیت
کی اونکا پیشہ رہا روضۃ الاحباب مین لکھا ہو کہ ایک منزل مین یحیی یہودی نے اس قافلہ کو دیکھا اور
نظر اوسکی اوپر سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کے پڑی دیکھا کہ لب جنبش کرتے ہین پاس آیا سنا
کہ یہ آیت پڑھتے ہین وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ یہ حال دیکھا بہت تعجب کیا اور

پوچھا کہ یہ سر کسکا ہی کہا کہ حسین ابن علی کا پوچھا مان اسکی کون ہی لوگون نے کہا فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کہ یہ قیدی کون ہین کہا کہ یہ حسین کے اہلبیت ہین وہ یہودی سنکر بہت رویا اور کہا کہ اگر اسکے نانا اور باپ کا دین حق نہوتا تو یہ کرامت اسکے سر سے ظاہر نہوتی یہ کہکر کلمۂ شہادت کا پڑھا اور اوسی وقت مسلمان ہوا عمامہ اپنا ٹکڑے ٹکڑے کر اہلبیت کی بی بیون کو بھیجا اور پیراہن خز کا کہ پہنے ہوئے تھا اوتار کر ساتھ ہزار درم کے نزدیک حضرت امام زین العابدین کے بھیجا موکلون اور نگاہبانون نے اوسکو بہت سرزنش کی اور برا بھلا کہا اور درپے اوسکی بیحرمتی کے ہوئے یحیی کہ جرعہ شراب عشق اہلبیت سے سرمست ہوگیا تھا مقابل اون بدینون کے ہوگیا آخر کو تلوار چلی پانچ مردود کو یحیی نے فی النار کیا پھر آپ بھی جام شہادت کا پیا اب تک مزار اوسکا مشہور اور معروف ہی جیرون کے دروازے پر اور خلقت یحیی شہید کہتی ہی اکثر خلق کی دعا اوس مزار پر بارگاہ الٰہ مین قبول ہوتی ہی واللہ اعلم بالصواب جاننا چاہیے کہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے لیکر دمشق تک اس قدر واردات قافلہ اہل حرم کی اور کرامات سر مبارک کی اور قضایا اثناء راہ مین درپیش آئے ہین کہ بیان اونکا دفترون مین نہین آسکتا ہی پس اس مختصر مین توکب سما سکتا ہی القصہ بعد طی منازل اور قطع مراحل کے دمشق مین پہونچے اور شمر سر مبارک کو یزید کے آگے لیگیا اور سب قصہ مفصل کہا یزید نے دیر تک سر اپنا نیچے رکھا بعد ایک ساعت کے سر اوٹھا کر کہا واللہ مین بدون قتل حسین کے تمھاری اطاعت سے راضی نہوتا اور جو حسین میرے پاس آتا تو مین درگذر کرتا لعنت ہو جیو ابن زیاد پر کہ اوسنے حسین کو قتل کردیا اگر مین اوس لڑائی مین ہوتا تو حسین کا سب کہنا مانتا اور اپنے فرزندون کو اگر مین اوسپر فدا کرتا تو مضایقہ نتھا کہ وہ فرزند فاطمہ کا تھا اکثر کتابون مین لکھا ہی کہ یہ باتین یزید کی ظاہری تھین تو لوگ لعنت اور نفرین نہ کرین اور باطن مین اور دل مین یزید بے نہایت خوش ہوا اور ابن زیاد سے بہت راضی ہوا کہ اوسکو اپنا اسقدر مصاحب و مقرب کیا کہ اپنے محل مین جانے کی اوسکو پروانگی دی اور اپنی عورتون کے پاس جانے کی اجازت دی یعنی اوس سے کچھ پردہ اور ستر بھی نرکھا اور اکثر کتابون مین لکھا ہی کہ جسدن سر مبارک دمشق مین آیا ہے یزید نے اپنے شہر کی اور دربار کے محل کی زینت اور آراستگی بہت کی ہی اور فوج کو آراستہ کیا ہی اور ڈہل اور نقارہ جابجا بجتے تھے گویا کہ عید کا سامان بنایا تھا اور سر مبارک کو سونے کی لگن مین اپنے روبرو رکھا تھا اور

ایک چھری ہاتھ میں تھی کہ اوسکو لب و دندان پر حضرت امام مظلوم کے مارا اور کہا کیا خوب لب و دندان تھے حسین کے سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ بسبب اتفاق کے اوس دن اوسکے دربار میں تھا اور وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اونھوں نے پکار کر کہا کہ ای یزید کاٹے اللہ تعالی تیرا ہاتھ کہ تو لکڑی اوس مقام پر مارتا ہی کہ جس مقام پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے یزید پلید نے غصہ میں آکر کہا کہ اگر پاس صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھکو نہوتا تو میں تجھکو گردن مارتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ تجھکو صحبت کا تو پاس ہوا اور فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کی رعایت کو تو نے مہمل چھوڑا حضرت سمرہ کی بات سے خلائق کو کمال رقت اور زاری ہوئی صواعق میں لکھا ہی کہ اوس وقت اوسکے دربار میں ایلچی بادشاہ روم کا حاضر تھا یہ احوال سنکر اور دیکھکر بہت تعجب کیا اور کہا کہ ہمارے ملک میں بعضی جزیرہ میں سم حضرت عیسی علیہ السلام کے خر کا ہی اور ہم لوگ نصاری ہر برس دور دور سے آکر اوس سم کا حج کرتے ہیں اور نذر و نیاز بہت چڑھاتے ہیں اور اوس سم کی اس قدر تعظیم کرتے ہیں کہ جس قدر تم کعبہ کی تعظیم کرتے ہو یعنی فقط اتنے واسطے کہ وہ ہمارے پیغمبر کے گدھے کا سم ہی اور تم عجب مسلمان ہو کہ تمنے اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کیا گواہی دیتا ہوں میں کہ تم ناحق پر اور باطل پر ہو اور اوس وقت ایک یہودی بھی حاضر تھا اوسنے کہا کہ مجھ میں اور داؤد پیغمبر میں ستر واسطے ہوتے ہیں یعنی ستر پیڑھی ہوتی ہی یعنی میں حضرت داؤد کی اولاد میں تھا اور اوس واسطے سے یہود میری تعظیم و تکریم کرتے ہیں تم عجب لوگ ہو قتل کیا تمنے اپنے پیغمبر کے فرزند کو القصہ اہلبیت نبوی بموجب حکم یزید کے اوسکے محل خاص میں اوترے اور کئی دن وہاں مقام کیا بعد چند روز کے اور حویلی میں تشریف لیگئے اور کئی دن وہاں مقام کیا کہ بی بیاں کوفہ کی تعزیت کے لیے اور ماتم پرسی کیواسطے آتی تھیں اور اوس اثنا میں کلام اور سوال و جواب کہ درمیان حضرت زینب اور یزید کے اور درمیان حضرت امام زین العابدین کے اور یزید پلید کے ہوئے اور اونکا بیان بہت طول رکھتا ہی اور لوگوں نے اس امر میں رسالہ تالیف اور جمع کیے ہیں بعضی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ یزید نے اسباب سفر کا واسطے اہل بیت کے تیار کیا اور سب کے واسطے پوشاک اور خرچ راہ لائق اونکے مہیا کیا اور نعمان بن بشیر کو کہ یاروں میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تیس سوار مکمل کے ہمراہ رکاب حضرت زین العابدین کے اور اہلبیت کے کردیا اور واسطے محافظت اور نگہبانی کے بہت سی تاکید کردی اور سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا اور سر سب شہیدوں کی حضرت امام زین العابدین کے حوالے کیے نعمان بن بشیر بہت تعظیم اور تکریم سے اہل بیت کو ساتھ لیکر مدینہ کیطرف روانہ ہوئے اور راہ میں خدمت

آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی چاہیے بجالاے اور سیکو راضی رکھا اور اہلبیت نے بہت دعای خیر کی
لکھتے ہین کہ بیسوین تاریخ صفر کے حضرت امام زین العابدین اور اہلبیت کربلا کے میدان مین پہونچے
اور سر حضرت امام حسین کا بدن سے لگاکر پھر دفن کیا اور سر اور شہیدون کے بھی اونکے بدنون سے ملاکر دفن
کیے پھر قطع مسافت کرتے ہوئے مدینہ منورہ مین پہونچے اہل مدینہ کی آہ وزاری اور اصحاب اور اولاد مہاجرین
اور انصار کی گریہ اور بیقراری اور خرد وکلان کا شور وفغان خارج از حد بیان ہی گویا قیامت قائم ہوئی تھی
اوس دن کہ جس دن اہلبیت مدینہ منورہ مین داخل ہوئے تھے اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرت امام زین العابدین
نے سر مبارک کو مدینہ مین لاکر دفن کیا اور ایک روایت یہ ہی کہ سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا یزید کے خزانہ
مین تھا چنانچہ سلیمان ابن عبد الملک نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ بے نہایت
مجھپر مہربانی اور عنایت فرماتے ہین اوسنے یہ خواب حضرت امام حسن بصری سے کہا اونھون نے فرمایا
کہ شاید تونے کوئی نیکی کی ہی آل پیغمبر کے ساتھ کہا ہان پایا تھا مین نے سر حسین کا یزید کے خزانہ مین مین نے
اوسپر پانچ کپڑے پہنائے اور با جماعت اوسپر نماز پڑھی اور اوسکو دفن کرکر قبر اوسکی بنادی پس حضرت امام حسن بصری
نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی کا یہی سبب ہی سلیمان بن عبد الملک نے کہ بادشاہ تھا
اس تعبیر پر بہت مال اور اسباب حضرت امام حسن بصری کے پیشکش کیا فائدہ جاننا چاہیے کہ صواعق
مین لکھا ہی قتل کیے گئے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا مین اُنیس مرد اہل بیت سے کہ وہ بیٹے اور بھتیجے اور
بھانجے آپکے تھے اور بعضی روایت مین ہی کہ اکیس مرد تھے اہل بیت سے جو کہ آپکے ساتھ شہید ہوئے کہا
حضرت امام حسن بصری نے کہ نتھا مانند اونکے اوس دن ایک آدمی بھی روے زمین پر یعنی اونکی بزرگی
اور خوبی مین زمین کے پردہ پر کوئی نتھا

مخزن دسوان بیچ ذکر حال قاتلان اہل بیت کی اور بیچ بیان نشان نو امام کے

علماے تاریخ دان اور فضلاے عالیشان لکھتے ہین کہ جو جو شخص شریک تھا قتل حسین بن علی مین دنیا
مین بھی وہ گرفتار عذاب الہی کا ہوا اور مورد عتاب عالم پناہی کا ہوا یا وہ قتل کیا گیا برے حال سے یا اندھا
ہوا یا اوسکا کالا منھ ہوگیا یا اوسکا مال ودولت برباد ہوگیا تھوڑی مدت مین چنانچہ ایک مرد نے دونے
خواب مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آستین آپکی چڑھی ہوئی ہین اور ہاتھ مین شمشیر برہنہ
ہی اور آگے آپکے نطع ہی یعنی زیر انداز چمڑے کا بچھا ہوا ہی اور آپنے حسین ابن علی کے قاتلون مین سے

اوس شخص کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہے اور اس شخص کو بھی لعنت کی اور ایک سلائی اوس خون سے بھر کر اوسکی آنکھ مین بھی دیدی پس صبح کو جو یہ اوٹھا تو اندھا تھا اور ایک شخص نے آپکے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کے ہرنے سے باندھا تھا اوسکا منھ توے سے بھی کالا زیادہ ہو گیا تھا اور ہر رات وہ شخص خواب مین اوسکو اوٹھا کر ایک جگہ آگ کے قریب لیجاتے تھے اور وہ آگ بہت تیز ہوتی اور شعلہ مارتی اور اوسکو اوس آگ مین ڈالتے اور جلاتے غرض ہر رات یہ واردات اوسپر رہتی یہان تک کہ برے حال سے وہ موا اور ایک بوڑھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپکے روبرو ایک طشت لہو کا بھرا ہوا رکھا ہے اور حضرت امام حسینؑ کے قاتلون کو آپکے سامنے لاتے ہین اور آپ اونکو لہو لگاتے ہین یہانتک کہ اوس شخص کو بھی لیگئے اوسنے کہا مین تو اوس لڑائی مین حاضر نہین ہوا آپ نے فرمایا چاہتا تو بھی تھا اس امر کو یہ فرما کر آپنے انگلی سے اس شخص کی طرف اشارت کی صبح کو اندھا اوٹھا اور یہ حال یار دن سے کہا اور ایک ملعون و مردود نے حضرت امام برحق کے حق مین کہا کہ قتل کیا گیا فاسق فرزند فاسق کا حق تعالی نے دو ستارہ اوسکی آنکھون پر ڈالے کہ وہ نابینا ہو گیا اور ایک مرد تھا شام مین کہ منھ اوسکا خوک کا یعنی سور کا ہو گیا تھا کہ وہ دشنام دیا کرتا تھا اور برا کہا کرتا تھا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اور اونکی اولاد کو ہر روز ہزار بار اور جمعہ کے دن چار ہزار بار اوسنے دیکھا خواب مین کہ حضرت امام حسینؑ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت اوسکی کرتے ہین اور وہ شخص بھی حاضر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اوسکو اور اوسکے منھ پر تھوک دیا پس چہرہ اوسکا خنزیر کا ہو گیا روایت ہے ابن جوزی سے کہ کربلا کی بستی مین ایک شخص نے ضیافت کی تھی اور لوگ اوسکے گھر جمع ہوئے تھے آپسمین یہ ذکر کرتے تھے کہ جو کوئی قتل حسینؑ کا شریک ہوا وہ بہت برے حال سے موا اور بدموت اوسنے پائی ضیافت کرنیوالے نے کہا کہ وہ شخص یہان حاضر تھا اور شریک تھا کچھ بھی نہین ہوتا یعنی لوگون کی بات کو جھوٹ جانا پس پچھلے پہر رات کو چراغ کی بتی کو اوکسانے لگا کہ آگ چراغ سے اوسکے بدن کو لگ گئی اور جلکر کوئلے کے مانند ہو گیا اور بعضون کو اون ظالمون مین سے مرض عطش کا ہو گیا کہ بہتیرا پانی پیتے تھے اور پیاس نہ بجھتی تھی روایت ہے ایک مجلس مین لوگ بہت بیٹھے تھے اور یہ ذکر تھا کہ جسنے حسینؑ کے قتل پر مدد کی اور شریک ہوا اوسپر کچھ نہ کچھ بلا پڑی مرنے سے پہلے ایک شخص نے کہا اس مرتبہ مین شریک

اس بات کا انکار کیا پس چیراغ کو درست کرنے لگا کہ چراغ سے آگ اوسکو لگی اور جلا جلا پکارتا تھا یہان تک کہ دریاے فرات مین جا پڑا اور غوطے مارے لیکن اوسی حال مین گرفتار رہا یہانتک کہ موا اور ایک شخص نے بوقت بند ہونے پانی کے کربلا مین حضرت امام حسین کے حق مین کہا کہ حسین آ[illegible] تئین گویا جگر آسمان کا جانتا ہی لیکن اب آسمان اسپر ایک قطرہ پانی کا بھی نہین برساتا آپ نے سنکر کہا الٰہی اسکو پیاسا مار پس اوسکو پیاس ہوگئی ہر چند پانی پیتا تھا لیکن پیاس نہ جاتی تھی اسی حال مین دوزخ کو پہونچا روایت ہی جس وقت حضرت امام حسین زخمون سے چور ہوئے اور گھوڑے سے جدا ہوکے اوس وقت کسو نے رحم کھاکر پانی کا ایک جام آپکو لا کر دیا اور آپ نے لب سے لگا لیا کہ ایک ملعون نے تیر مارا اور آپکے تالو مین جا لگا اور پانی پینا نصیب نہوا آپ نے اوسکے لیے بد دعا کی پس ہوگئی گرمی آگ کی سی اوسکے شکم مین اور سردی برف کی سی اوسکی پشت مین اور آگے اوسکے برف رہتی تھی اور پنکھا ہلایا جاتا تھا اور پیچھے اوسکے تنور ہوتا تھا اور عطش عطش پکارتا تھا اور دودھ اور پانی اور ستو بقدر خوراک پانچ آدمیون کے اوسکو پلاتے تھے لیکن پانی طلب کیے جاتا تھا وہ یہانتک کہ پیٹ پھول کر مرگیا اور پیٹ پھٹ گیا روایت ہی اون ظالمون نے جو اسباب حضرت امام حسین برحق کا اور اہلبیت کا لوٹا تھا اور غارت کیا تھا جسنے کہ آپکا پیراہن پہنا تھا وہ بڑی بیماری مین گرفتار رہا اور بال اوسکے سر کے اور ڈاڑھی کے جھڑ گئے اور جسنے پائجامہ آپکا پہنا تھا وہ شل ہوگیا مرتے دم تک جگہ سے ہل نہین سکا اور جسنے کہ آپکی دستار باندھی تھی اوسی کو ڑھ ہوگیا اور جسنے کہ آپکی زرہ پہنی تھی وہ دیوانہ اور بے عقل ہوگیا **فائدہ** جاننا چاہئے کہ روایت ہی حاکم سے طرق متعددہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے کہا ہی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ قتل کیے ہین مین نے یحییٰ پیغمبر کے خون کے عوض مین ستر ہزار آدمی اور قتل کرونگا مین حسین کے خون کے عوض مین ستر ہزار اور ستر ہزار آدمی یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہل عراق اور اہل شام مین آپسمین نا اتفاقیان اور دشمنیان ظاہر ہوئین اور زمین عرب مین گرد مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کے اور گرد کوفہ اور شام کے فتنہ اور فساد اور جنگ سالہا رہی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صادق آیا **فصل** جاننا چاہیے کہ یزید پلید نے طرح طرح کے ظلم اور گناہ اور فسق و فجور کیے کہ اونکی حد اور انتہا نہین ہی چنانچہ عبد اللہ ابن [illegible] کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ [illegible] اوسکے مصاحبون کے فساد دیکھکر یہ گمان

...ہ دیکھتا تھا کہ آسمان سے پتھر برستے ہین سے اور یزید نماز نہ پڑھتا تھا اور شراب پیتا تھا اور نکاح کروا دیتا تھا مان کا بیٹے سے اور بھائی کا بہن سے اور باپ کا بیٹی سے اور روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یزید کی بدذاتی اور برائی کی خبرین دی ہین چنانچہ فرمایا ہمیشہ امر امت میری کا قائم ساتھ عدل اور خیر کے رہیگا یہانتک کہ اول رخنہ ڈالے گا امر امت مین اور دین مین ایک مرد بنی امیہ مین سے کہ نام اوسکا یزید ہوگا اور فرمایا کہ اول میری سنت کو اور میرے طریق کو بدلیگا ایک شخص بنی امیہ سے ہوگا کہ اوسکو یزید کہتے ہونگے وعلی ہذا القیاس اور حضرت ابوہریرہ کہ بڑے صحابی ہین کہا کرتے تھے کہ خدایا پناہ مانگتا ہون مین تجھسے اوس زمانے سے کہ ساٹھواں برس ہجرت کا شروع ہوگا اور پناہ مانگتا ہون سرداری اور حکومت لڑکون یعنی نوجوانون بالغون کے پس قبول کی حق تعالی نے دعا اونکی کہ وفات پائی اونھون نے اوس زمانہ مین کہ ہجرت کے برس انسٹھ تھے اور حکومت یزید کی ہوئی ساٹھوین برس ہجرت کے الغرض مدینہ کے لوگ ایک تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا حال دریافت کرکر یزید پلید سے بیزار ہورہے تھے تیسرے ورپے سنا اور معلوم کیا اونھون نے کہ یزید طرید شراب پیتا ہے اور رات دن حرام کے کامون مین غرق رہتا ہے اور شکاری کتون اور تازی کتون سے شکار کرتا ہے اور اونکو اپنے پاس بٹھاتا ہے اور اونسے کھیلتا ہے اور طنبور اور مزامیر اوسکی مجلس مین بجتے ہین اور مجمع اہل فسق اور فساد کا اوسکے پاس رہتا ہے پس سب لوگ مدینہ کے اوسکی حرکتون سے خفا اور بے نہایت بیزار ہوئے اور اوسکی بیعت سے پھر گئے اور عبداللہ ابن حنظلہ سے سب نے بیعت کی پس یزید نے مدینہ منورہ کے لوگون کا حال اور حقیقت سنکر بیچ سال تریسٹھ کے ہجرت سے لشکر عظیم مدینہ پر بھیجا اور مسلم بن عقبہ کو سردار لشکر کا کیا اور مدینہ کے لوگ بھی مستعد جنگ کے ہوئے اور ایک طرف مدینہ کی خندق درست کی جبکہ مقابلہ ہوا دونون فوجون مین مدینہ منورہ کی فوج غالب آئی اور فوج یزید کے قریب تھا کہ فوج مدینہ کی فتح پاوے اور فوج مردود کی شکست کھاوے کہ مروان نے کہ اندر مدینہ کے تھا اور فوج مدینہ سے ظاہر مین مل رہا تھا دغا کی اور فوج یزید کو ایک طرف مدینہ کے اندر بلالیا پس فوج پلید نے اندر آتے ہی قتل عام شروع کردیا جبکہ قوم لعین اوپر اہل دین کے غالب آئے آداب مدینہ کا اور پاس روضہ مطہرہ کا اون مردودون نے کچھ نہ رکھا اور فساد عظیم برپا کیا قریب تین سو اصحاب کے شہید ہوئے اور سات سو حافظ اور قاری شہید ہوئے اور اون ناپاکون نے ایسی ایسی بیادبیان اور حرمزدگیان کین کہ دل کو اونکے لکھنے کا گوارا نہین اور قلم کو اونکی تحریر کا

یارا نہیں اگرچہ معتبر کتابوں میں سب کچھ لکھا ہی لیکن اپنے سے نہیں لکھا جاتا الغرض جو کہ یزید کی بیعت کرتا تھا اوسکو چھوڑ دیتے تھے اور جو نہ کرتا تھا اوسکو بے تامل قتل کرتے تھے اور اس لڑائی کا نام واقعۂ حرہ کہتے ہیں اوس زمین کو جہاں پتھر بہت ہوتے ہیں پس جس جاگہ جنگ ہوئی تھی سنگستان تھا اور مسلم بن عقبہ کو مسرف کہتے ہیں کہ اوسنے قتل میں اسراف یعنی زیادتی بہت کی پھر فوج یزید کی بموجب حکم اوس مردود کے کعبۃ اللہ پر گئی کہ مکہ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر سے لوگوں نے بیعت کی تھی اور یزید کے حاکم کو وہاں سے نکالدیا پس وہاں جنگ عظیم ہوئی اور کعبۃ اللہ کو اوس ملعون کی فوج نے منجنیق اور گولے مارے کہ حجر اسود ٹوٹا اور کعبۃ اللہ میں آگ لگادی وہ فوج مردود یہاں لڑ رہی تھی کہ یزید پلید کے مرنے کی خبر آئی اور وہ فوج شام کے ملک کو پھر گئی اور مکہ معظمہ ناپاکوں کے دفع ہونے سے صاف اور خالص اور منزہ ہوا لکھتے ہیں سبب موت اوس نابکار ناہنجار سیہ کار مردم آزار راندہ درگاہ کردگار کا یہ تھا کہ ایک رات شراب کے نشہ میں چور تھا اور خمار بادۂ کبر سے مخمور تھا کہ حالت مستی اور بے شعوری میں اوٹھکر چلا کہ پاؤں نے لغزش کھائی اور گرا اور سر نامبارک اوسکا زمین سے ٹکر کھاکر پھٹ گیا پس فرشتے دوزخ کے اوسکی روح ناپاک کو گھسیٹکر اسفل السافلین کو لیگئے واللہ اعلم لکھا ہی کہ چونسٹھ برس تھے ہجرت کے جبکہ یزید موا اور دار الجحیم کو گیا الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام کے سال شہادت سے تیسرے برس اوس مردود نے موت پائی اوس پر لعنت کرتی ہی ساری خلائق دریغ صد دریغ واسطے حکومت چند روزہ کے اور بنا بر محبت دنیائے پر سازو سوز کے آل پاک صاحب لولاک سے ایسی بدی کی کہ جسکے سبب حاصل طعن اور لعن ابدی کی اور اولاد و فرزند اوس مردود کے خلافت سے محروم رہے اور خراب اور پریشان و مغموم ہی نسل اوس بدبخت کی ایسی منقطع ہوئی کہ نام و نشان اونکا نہ رہا اور وہ پلید مصداق خسر الدنیا والآخرۃ کا ہوا

مثنوی

ای یزید بے حیا و پر جفا — تو نے اولاد نبی پر کیا کیا
آہ اتنی زندگی کے واسطے — یہ وبال سخت کیوں سر پر لیا

ہائے اے مردود تو سمجھا نہ یہ — ہی حسین ابن علی خاص خدا
راحت جان محمد لا کلام — قرۃ العین علی شیر خدا

راکب دوش نبی لاریب فیہ — جان جسم حضرت خیر النسا
فخر دنیا فخر دین فخر زمان — عز و زیب و رونق ارض و سما

سید عالی نسب والا حسب — شاہ عالیجاہ میر دوسرا
عابد و زاہد کریم و بردبار — عارف و عالم شریف و باحیا

کان فضل و منبع جود و کرم — سرور [illegible]
[illegible] رحمن و رحیم — صاحب درجات جنات العلی

نور عرش و کرسی و لوح و قلم / باعث پیدائش ہر دوسرا
بحر عرفان و محیط معرفت / رہبر زہاد و شاہ اتقیا

ہای ایسا شخص یون محبوس ہو / درمیان قوم بیدین بیوفا
تشنہ لب تفتہ جگر آشفتہ جان / بیکس و بی یار و بی برگ و نوا

بال بچے پیاس سے اوسکے تمام / آہ یون تڑپین بصد رنج و عنا
قتل ہون آنکھون کے آگے دیکھی برملا / سب برادر یار و خویش و اقربا

اصغر معصوم کا حلق ضعیف / اسطرح ہو زخمی تیر بلا
اپنے بابا کی تڑپ کر گود مین / دم مین ہووے راہی راہ بقا

اور سکینہ بھی بلک کر یون کہے / ہای میرا چھوٹا بھائی کیا ہوا
رنج سب یہ دیکھکر وہ شاہ دین / ہون ذبیح خنجر قوم دغا

ملک دنیا سے گذر اوس قوم سفر / چھوڑ کر سبکو بدست کربلا
اے یزید بیوفا تیرے سبب / یہ ہوا ہے حال آل مصطفے

تونے دنیا کے لیے ای بدسرشت / دین اپنے کو ڈبویا مطلقا
اور دنیا کی دنی تیری ساتھ / اے لعین دین کی ہرگز وفا

جانتا ہے تو ہی تیری گود مین / جو گذرتا ہوگا تجھپر ماجرا
دیکھ لیگا حشر کے دن ہی ہان / اس عمل کی جو تجھے ہوگی سزا

دوستان آل احمد کو تمام / ملک جنت عز و راحت و خدا
ذلت اعدا سے اول انکا ہو خوش / ہے وصال خستہ جان کی یہ دعا

فصل جاننا چاہیے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام مدینہ مین گوشہ نشین رہے اور کسی لڑائی جھگڑے مین کسو کے شریک نہین ہوئے اور اس اثنا مین کسو موذی نے آپکو اذیت بھی اور رنج بھی نہین دیا مگر تمام عرب کے ضلع مین جابجا جنگ و جدال اور حرب و قتال آپسمین رہی الغرض بعد موت یزید پلید کے اوسکے ایک فرزند کو خلیفہ کیا کہ وہ جوان صالح اور بہت نیک بخت تھا چالیس دن اوسنے خلافت اور حکومت کی اور بعد چالیس دن کے اوس نیک سیرت نے خلافت اور سلطنت کو ترک کیا اور کہا اوس شخص کے دادا سے سلطنت مین یہ ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی ہوئی اور حالانکہ حق بجانب علی کے تھا اور اوس شخص کے باپ سے سلطنت مین یہ ہوا کہ اوسنے قتل کیا آل نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور مباح کیا شراب کو اور خراب کیا کعبۃ اللہ کو اور نہ چکھی اوسنے حلاوت خلافت کی پس مین نہین قبول کرتا تلخی خلافت اور سلطنت کی تم جسکو چاہو خلیفہ کر دیا نہ کرو یہ کہکر گھر مین جا بیٹھا اور پھر باہر نہ نکلا بعد چالیس دن کے اس بات سے اوسنے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی خدا کی قدرت یہ ہے کہ ایسے بد کا ایسا بیٹا ہوا اور اگر بد طینت سے ایسا نیک سیرت پیدا ہوا یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی یعنی پیدا کرے حق تعالی زندہ کو مردے سے اور زندہ سے مردے کو یعنی اچھے کو برے سے اور برے کو اچھے سے

ابیات

عجیب ہے حضرت خالق کی قدرت ☆ جدی ہر شے کی اوسنے کی ہے خلقت ☆
کوئی ہے خوب اور کوئی برا ہے ☆ کوئی غافل ہے کوئی باخدا ہے ☆ کبھی اچھے سے بد پیدا کرے ہے ☆ کبھی بد سے

عیان اچھا کرے ہی ہو گیا آذر سے ابراہیم پیدا ٭ پسر کو نوح کے بد دین بنایا ٭ خدا کی حکمت کامل سے اے یار ٭
سوا اوسکے نہین کوئی خبردار ٭ القصہ بعد وفات فرزند صالح یزید پلید سے اہل شام اور اہل عراق کے درمیان
اختلاف آپس مین پڑا کسو نے کسیکو خلیفہ کیا اور کسی نے کسو کو اور ہر طرف مدت تک فتنہ و فساد برپا رہا اس
اثنا مین دوستدار اہلبیت کے کہ کربلا مین حضرت امام حسین کے شامل نہوے تھے اور اون سے آل نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہ بن آئی تھی اپنے دلون مین بہت شرمندہ اور پشیمان ہوئے اور سب نے چاہا کہ
اس عار اور ننگ کو اپنے سے کھو دین اور حضرت امام حسینؑ کے دشمنون سے عوض اور بدلا لیوین پس ہزارون
آدمی کوفہ کے جمع ہوئے اور مختار کو اپنا سردار کیا اور مختار حاکم اور مالک ہوا اور مختار مین اور عمر سعد مین جنگ
عظیم ہوئی مختار کی فتح ہوئی اور قتل ہوئے اور مارے گئے بری صورت سے اور بد حالی سے چھ ہزار وہ
لوگ کہ جنھون نے قتل کیا تھا اہل بیت کو کربلا مین اور عمر و سعد بھی مارا گیا اور واصل جہنم ہوا اور شمر بھی
برے حال سے قتل ہوا اور مختار نے گھوڑون سے اوس مردود نابکار کے سینہ اور پیٹ کو پامال کروایا
بعد اوسکے ابن زیاد شام کی طرف سے موصل مین آیا ساتھ تیس ہزار فوج کے اور مختار نے کوفہ سے فوج
اوسکے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے بھیجی دونون فوجون مین جنگ عظیم ہوئی مختار کی فوج نے فتح کی اور ابن زیاد
اور اوسکے یار سب مارے گئے دریائے فرات پر دسوین تاریخ محرم کی بیچ سال اونہتر کے یعنی ساٹھ اور نو کی
ہجرت سے اور سال شہادت حضرت امام حسینؑ سے ہفت سال کے بعد یعنی سات برس کی بعد اور مختار کی
فوج کے سردار نے سر ابن زیاد کا اور اوسکے مصاحبون اور یارون کا کوفہ مین مختار کے پاس بھیجا دار الامارہ
مین سر اوس نابکار کا اوس مقام مین مختار کے سامنے رکھا گیا کہ جس مقام مین سر مبارک حضرت امام حسین کا
روبرو ابن زیاد بدنہاد کے رکھا گیا تھا اور اس سے عجیب زیادہ یہ قصہ ہی کہ جسوقت سر نامبارک ابن زیاد کا
روبرو مختار کے رکھا گیا اور سر اوسکے یارون کے بھی رکھے کہ لوگ کہنے لگے آیا آیا آیا کہ ناگاہ ایک سانپ
آیا کہ وہ سرون پہ پھرا اور ابن زیاد کی ناک مین گھسا اور دیر تک اندر رہا کہ مغز کھا گیا پھر نکل گیا اور لوگون کی
نظرون سے غائب ہو گیا کہ تھوڑی دیر کے بعد لوگ کہنے لگے آیا آیا آیا وہ سانپ پھر آیا اور
پہلا سا عمل کیا پھر نکل کر چلا گیا اور پھر آیا الغرض تین مرتبہ یہ نمونہ غضب الٰہی کا ابن زیاد پر خدای تعالیٰ
نے خلقت کو دکھایا اور عجیب قصہ ایک اور ہے کہ نقل کرتا ہے عبد الملک بن عمر کہ ایک مرتبہ قصر دار الامارہ
مین ابن زیاد کے پاس گیا مین کیا دیکھتا ہون کہ خلوت کی دو صفین اوسکے پاس ہو رہی ہین سے

آدمیون کا ہجوم ہے اور سر حسین علیہ السلام کا ایک سپر مین اوسکے روبرو داہنی طرف رکھا ہوا ہے پھر
بعد ایک مدت کے مختار کے پاس گیا مین دیکھا مین نے کہ سر ابن زیاد کا روبرو مختار کے رکھا ہوا ہے
اور خلق جمع ہو رہی ہے پھر ایک مدت کے بعد مصعب بن زبیر کے پاس گیا مین یعنی اون دنون مین
مصعب بن زبیر مسلط ہوا تھا اور کوفہ کا حاکم تھا دیکھا مین نے کہ مصعب کے روبرو سر مختار کا رکھا ہوا
ہے جس مقام مین ابن زیاد کا سر رکھا ہوا تھا مختار کے روبرو اور خلقت جمع ہے پھر بعد ایک مدت کی
اوس جگہ گیا مین عبدالملک بن مروان کے پاس یعنی اون دنون مین عبدالملک بن مروان حاکم
تھا اور مالک کوفہ کا تھا دیکھا مین نے کہ سر مصعب بن زبیر کا روبرو عبدالملک بن مروان کے رکھا ہوا ہے
جس جگہ سر مختار کا روبرو مصعب کے رکھا ہوا تھا یہ نقل کرنیوالا کہتا ہے کہ مین نے اوس سے کہا یعنے
عبدالملک بن مروان سے کہ اس محل مین چار سر ایک مقام پر مین دیکھ چکا ہون اب پانچوان سر
تیرا ہے خدا نہ دکھاوے اس طرح تیرے سر کو پس عبدالملک بن مروان نے اوس محل کو توڑ ڈالا اور
ڈھا دیا الغرض بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کے قریب تین برس کے بعد یزید پلید درکات جہنم مین داخل ہوا
اور قریب آٹھ برس کے بعد ابن زیاد اور عمر وسعد اور شمر اور باقی قاتل اہل بیت کے دوزخ مین پہونچے
حاصل کلام کا یہ ہے کہ آٹھ برس کے عرصہ مین سارے مردود عاقبت نا محمود ساتھ کمال ذلت اور خواری کے
نابود ہو گئے کہ نام ونشان اونکا نرہا اور قبرون اپنی مین دیکھتے ہون گے کہ کیا اونپر گذرتی ہوگی اور قیامت کو
دیکھین گے کہ کیا حال بدحال ہوگا جس وقت حضرت خاتون قیامت پیراہن خون آلودہ حضرت امام حسینؑ کا
لیکر ہاتھ مین پایہ عرش کو پکڑین گی اور اللہ تعالی سے داد فریاد کرین گی اور داد خون حسینؑ اور اہل بیت
کی مالک حقیقی سے چاہین گی چنانچہ یہ بات روایات سے ثابت ہو کر یقین ہے کہ اوس وقت عرش بھی
لرزیگا اور قیامت پر قیامت بپا ہوگی اور حضرت امام حسینؑ کے قاتلون کا حال جو کچھ ہوگا شاید وہ عذاب
کسی سے دیکھا بھی نجاویگا الٰہی الامان الامان نظم اے دریغا جس گھڑی خیر النساء
ہاتھ سے پکڑینگی عرش کبریا ٭ اور کہین گی یا الٰہی الغیاث ٭ داد دے عالم پناہی الغیاث ٭ ہے یہ
پیراہن مرے شبیر کا ٭ جا بجا اس مین ہی خون دلگیر کا ٭ قتل ہو جب کیا میرا حسینؑ کر مرا انصاف تاہو مجکو چین ٭
اوس گھڑی کیا عرش کا ہو ویگا حال ٭ اور کیسا ہوگا قہر ذوالجلال ٭ حشر بھی بھولیگا اپنے حشر کو ٭ یہ قیامت
مین قیامت ہی سنو ٭ داد زہرا جبکہ دیویگا خدا ٭ اور کریگا عدل حاکم بے ریا ٭ ظالمونکا حال ہو ویگا تباہ ٭

اور کہ گئی الامان باری آلہ فائدہ جاننا چاہیے کہ اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی چار بیٹے اور دو بیٹیان
ہین بیٹے تو علی اکبر علیہ السلام اور علی اوسط علیہ السلام یعنی امام زین العابدین اور علی اصغر اور عبد اللہ ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ علی اصغر امام زین العابدین کا نام ہی اور وہ لڑکا شیر خوارہ کہ جسکو تیر لگا تھا وہ عبد اللہ ہی
اور بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ چھ بیٹے ہین چار وہ کہ ذکر اونکا ابھی ہوا اور پانچوان محمد اور چھٹا
جعفر اور بعضی تواریخ مین بجاے محمد کے عمر لکھا ہی اور کربلا مین بیٹون مین سے ایک حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام باقی رہی ہین اور بعضی تواریخون مین لکھا ہی کہ عمر بن حسین بھی باقی رہے ہین اور عمر اونکی چار برس
کی تھی اور قافلہ اہل حرم کے ساتھ شام کو یزید کے پاس بھی گئے ہین اور اوس مردود سے جیسے کہ بچے باتین
پیار کی کرتے ہین بہت کین ہین اور اوس مردود نے اپنے سینہ سے لگایا ہی اور پیار کیا ہی واللہ اعلم
لیکن یہ بات بالاتفاق ہی کہ اسمین کچھ اختلاف نہین ہی کہ نسل حضرت امام حسین کی حضرت امام زین العابدین سے
جاری ہی اور کسو سے نہین اور بیٹیان ایک تو حضرت فاطمہ صغرا کہ نکاح اونکا حضرت عبد اللہ سے کہ پوتے ہین
حضرت عثمان کے ہوا ہی اور فاطمہ صغری بہت عابدہ زاہدہ فاضلہ عارفہ تھین اور دوسری سکینہ کہ کربلا
مین خردسال تھین اور کربلا کی لڑائی مین حضرت مرتضی علی کے فرزند محمد بن حنیفہ وغیرہ اور حضرت امام حسین کے
فرزند حسن مثنی کہ شامل نتھے سبب یہ ہی کہ پہلے سے کسی کسی طرف ملکون کے ان صاحبونکو سفر درپیش آیا تھا
اور گئے ہوئے تھے اور محمد بن حنیفہ کو حضرت امام حسین خود مدینہ مین چھوڑ آئے تھے **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ حضرت علی امام زین العابدین بہت بڑے عالم فاضل عابد زاہد عارف باللہ و ولی اللہ ہین و الی کشف
و کرامات صاحب خوارق عادات ہین ہزار رکعت نفل کی ہر روز پڑھتے تھے جس وقت پانی آپکے روبرو
آتا تھا تو رنگ چہرہ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا تشنگی اہلبیت کی اور بیکسی اپنی یاد آتی تھی اور آپ
اس قدر روتے تھے کہ آنکھون کے نیچے سے گوشت گھل گیا تھا اور رخسار اوس مقام مین ہو گئے تھے اور
روئی غارونمین بھر دیتے تھے مروان کے بیٹے نے یعنی عبد الملک نے مدتون تک قید رکھا قید خانہ
مین بیچ بیڑیون اور زنجیرون کے اور آپ از روی کرامت کے جب چاہتے تھے قید خانہ مین سے غایب
ہو جاتے تھے اور بیڑیان اور زنجیرین وہین اوتری پڑی رہتی تھین اور پھر قید خانے مین ظاہر ہوتے
تھے اور بیڑیان اور زنجیرین پہن لیا کرتے تھے اور اپنے رنج اور اذیت پر صبر فرماتے تھے یہان تک کہ
عبد الملک مرا اور اوسکا بیٹا ہشام حاکم مدینہ کا ہوا اوس مردود نے حضرت امام زین العابدین کو

زہر دلوایا اور آپ نے وفات پائی اور بقیع مین نزدیک قبر حضرت امام حسنؑ کے دفن کیے گئے اور
گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں آپکے بعد باقی رہین اور سب مین کامل اکمل علم مین اور زہد مین اور ولایت
مین اور معرفت مین حضرت ابوجعفر امام محمد باقرؑ ہین مناقب اور فضائل اونکے بحد ونہایت ہین شور وزور
اونکے علم عرفان کا اظہر من الشمس ہے اونکو بھی ظالمون نے زہر دیکر شہید کیا ہے اور قبر آپکی بھی بقیع مین
حضرت امام حسن اور حضرت عباس کے گنبد مین ہے اور اولاد مین آپکے چھ شخص باقی رہی سب مین افضل
اور اکمل حضرت امام جعفر صادقؑ تھے کہ وہ خلیفہ اور وصی اپنے باپ کے ہوے اور تمام ملکون مین آپکے
علم اور معرفت کی دھوم تھی اور دور دور کے ملکون سے اور شہرون سے لوگ جوق جوق آتے تھے اور
علم تحصیل کرتے تھے اور علم ظاہری اور باطنی سے فیض یاب ہوتے تھے حضرت ابوحنیفہ امام اعظم بھی آپکے
شاگرد ہین اور سفیان اور یحیی وغیرہ اکابر علماے مجتہدین سے آپکے شاگرد ہین اور آپ بھی زہر سے شہید
ہوے اور حضرت امام حسین کے گنبد مین دفن ہوئے اور اولاد مین آپکے چھ شخص باقی رہے سب سے عالم اور
عارف زیادہ تر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ہین اور حلم اور خلق آپکا کمال مرتبہ مین تھا اور مستجاب الدعوات تھے
کہ عراق کے لوگ آپکو باب قضاء الحاجات کہتے تھے اور آپنے ہارون رشید کی قید مین شہر بغداد مین
وفات پائی لکھتے ہین کہ آپکو بھی رشید نے زہر دلوایا تھا اور بغداد مین جانب غربی مین دفن ہوے
اور وہان آپکی قبر ہے کہ زیارتگاہ خلائق کی ہے اور آپکی اولاد مین سینتیس لڑکے اور لڑکیاں رہین یعنے
سب تیس اور سات شخص آپکے بعد اولاد مین باقی رہی سب مین افضل اور اکمل حضرت امام موسیٰ علی رضا
ہین دریاے مواج علم عرفان کے ہین حضرت معروف کرخی کہ بڑے خدا کے ولی ہین اور امام اور استاد
ہین حضرت سری سقطی کے وہ حضرت علی رضا کے غلام اور دربان ہین اور اوس جناب سے فیضیاب ہین
مامون بیٹا ہارون رشید کا آپکا معتقد اور بہت مخلص تھا اور اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کیا تھا اور اوسکے
ارادہ مین یہ تھا کہ آپکو اپنا ولیعہد کرون طوس کی سرزمین مین بسبب کسی مرض کے آپکی وفات ہوئی قتل سے
اور زہر سے نہین ہوئی مزار آپکا ہارون رشید کے قبہ مین ہے اور اب وہ مزار شریف مشہد مقدس کہلاتا ہے
خلق اللہ دور دور سے واسطے زیارت کے آتی ہے اور برکت حاصل کرتی ہے اور اولاد آپکی پانچ بیٹا
بیٹی رہے افضل سب مین امام محمد اور لقب اونکا تقی اور جواد اور قانع ہین اور علم اور فضل مین بے بدل اور
طریقت اور معرفت مین بیمثیل ہین اور آپکو بھی زہر دیا ہے اور بعد وفات کے حضرت امام موسیٰ کاظم کی قبر کے

پیچھے آپ کو دفن کیا ہے بغداد مین اور بعد آپکے دو بیٹے اور دو بیٹیان باقی رہی ہین اولی اور افضل
حضرت امام نقی ہین نام آپکا علی ہے اور لقب نقی اور ہادی اور عسکری اور ناصح اور متوکل ہین صواعق محرقہ
مین لکھا ہے کہ ایک عورت نے متوکل بادشاہ کے حضور مین آکر کہا کہ مین شریفہ ہون یعنی سیدانی
ہون پس متوکل نے چاہا کہ دریافت کرے تا یقینی معلوم ہووے کہ یہ سیدانی ہے پس متوکل حضرت امام نقی
سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اولاد حسن اور حسین کا گوشت حرام ہے درندہ جانورون پر یعنی شیر اور بھیڑیا
اور تیندوا وغیرہ کہ جانور پھاڑ کھانے والے ہین وہ سیدون اور سیدانیون کو نہین پھاڑتے اور گوشت
اونکا نہین چباتے اور نہین کھاتے متوکل نے درندہ جانورون کو منگایا اور اوس عورت کو بلایا جب
اوس عورت نے وہ جانور دیکھے کہا کہ مین جھوٹ کہتی تھی مین سیدانی نہین ہون لوگون نے متوکل سے
عرض کی کہ اسبات کا امتحان کیا چاہیے اور آزمایا چاہیے متوکل نے اپنے محل مین صحن کے بیچ درندہ
جانور کئی چھڑوا دیے اور آپ ایک بلند مکان پر بیٹھا اور لوگ سب ہٹ گئے اور حضرت امام علی نقی کو
بُلایا اور حالانکہ جانور گونج رہے تھے اور غل مچا رہے تھے حضرت امام ممدوح حسب طلب متوکل کے تشریف
لائے اور صحن خانہ مین رونق افزا ہوئے اور زینہ پر چڑھنے لگے تو متوکل کے پاس جاوین اور وہ جانور
خاموش ہوکر آپکے پاس آئے اور گرد و پیش آپکے ہو گئے اور اپنا سر اور مُنھ آپکے بدن مبارک سے
ملنے لگے اور کھلاڑیان کرنے لگے اور آپنے بھی اونپر ہاتھ پھیرا اور آستین سے اونکو مس کیا پھر آپ
اوپر گئے اور متوکل کے پاس بیٹھے اور کچھ باتین کین پھر وہان سے رخصت ہوکر صحن مین آئے اور اون
جانورون نے پھر کھلاڑیان آپکے ساتھ کین بعد اسکے آپ اوس محل سے برآمد ہوئے اور اپنے دولتخانہ
مین تشریف لیگئے متوکل نے تحفہ تحائف اور مال و اسباب بہت آپکی خدمت مین بھیجا اور آپ شہر سر من رائے
مین مقیم تھے اور وہین آپکا دولتخانہ تھا چند مدت سے پھر بسبب کسی مرض کے آپنے اس خاکدان پر ملال سے
طرف محل اقدس ذوالجلال کے انتقال فرمایا اور قبر شریف آپکی سر من رائے مین اوسی گھر مین کہ جہان انتقال
فرمایا تھا ہوئی ہی بعد وفات کے چار بیٹے بیٹیان آپکی باقی رہین ہین افضل اور اشرف سب مین حضرت
امام عسکری ہین نام آپکا حسن ہی اور لقب عسکری اور خالص اور ذکی اور سراج ہی نقل کرتے ہین
کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری طفولیت کے زمانہ مین یعنی چھٹپن مین لڑکون کے درمیان
مین تھے کہ بہلول دانا کا گذر ہوا بہلول نے دیکھا کہ اور لڑکے کھیل رہے ہین اور حضرت امام حسن عسکری رو رہے

ہین

مجھے چھوڑ کر کے کہاں جاؤں مین	بھلا ایسا صاحب کہاں پاؤں مین
مری عیب پوشی ہی کیجو سدا	یہان اور وہان خالق دوسرا
دعا ہو کے یارب یہ میری قبول

خدائی کا صدقہ خدائے کریم	مجھے مت دکھانا عذاب جحیم
مری کام دونون جہان کے تمام	بنا دے تو اسے مالک خاص عام
من دوست امامانِ آل رسول

تاریخ

مؤلف

ہوا جب ختم ذکر قتل شبیر	کہا میں ہو وہی یار و مددگار
بطرز ابسکہ تعداد مین مری غم	ہوئی تاریخ بھی وہ کی غم یار ر
۱۲۸۱ھ

خاتمۃ الطبع

یکقلم قلم ہو نا سر قلم کا شہادت محمورت کی تمنا مین ہر صفحہ کاغذ مین بھی وہی بات ہی جو کہ کربلا مین ہی تعداد کربنگ خون روان روان ہی تسوید مضمون رنگین نعت مین جگر خون تشنگی کا نشان ہی کیون نہ یہ بیان و واقع ہو کہ مصائب کربلا اور نوائب اون مقدس حامین کتاب مستطاب شہادت معدن و مخزن تالیف لطیف جناب حکمت مآب فطانت نشان حکیم نصر اللہ خان کی مطبع فیض منبع صاحب اقبال و زود رنجی نولکشور واقع بلدہ معمور کانپور مین بماہ جولائی ۱۸۶۵ع مطابق شہر شوال ۱۲۸۱ ہجری کو تکمیل طبع سے گلگونہ چہرۂ مشتاقین ہوئی۔